ISSN 0971. 8338

یوجنا

اگست 2015 | ترقیاتی ماهنامه | 10 روپے

شمولیاتی ترقی اور سماجی تبدیلی

مالی داخلیت اور سماجی تبدیلی
چرن سنگھ، سی ایل ددھج اور ایس اننت

بااختیار بنانے کے لئے ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا استعمال
وجے کمار کول

ہندستان میں شمولیت پرمبنی ترقی اور سماجی تبدیلی
این آر بھانومورتی، ورشا سیوارام

جامع ترقی کے ایجنڈے میں ایم ایس ایم ای کا کردار
پی ایم میتھیو

پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا

پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) اسکل ٹریننگ اسکیم پر مبنی حکومت ہند کی ایک فلیگ شپ اسکیم ہے۔ یہ اسکل سرٹیفکیشن اور ریوارڈ اسکیم ہے تاکہ ہندوستانی نوجوانوں کو نتیجہ پر مبنی اسکل ٹریننگ دی جائے اور انہیں روزگار کے قابل بنایا جائے۔ ملحقہ تربیت فراہم کرنے والوں کے ذریعہ چلائے جارہے اسکل کے کورسوں میں کامیاب تربیت، تجزیہ اور سرٹیفکیشن کے بعد تربیت یافتگان کو ڈی بی ٹی کے ذریعہ مالی انعام دیا جائے گا۔ پی کے جے وی وائی 24 لاکھ افراد کو اسکل کی تربیت دے گا۔ اس اسکیم کو نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) کے ذریعہ نافذ کیا جائے گا۔ تمام ٹریننگ اور سرٹیفکیشن خصوصی طور پر مخصوص گروتھ سیکٹروں میں ہنرمندی کے فروغ کے لئے مخصوص ہوں گے۔

مقاصد: ☆ موجودہ ورک فورس کی پیداواریت میں اضافہ کرنا اور انہیں ملک کی ضرورت کے مطابق تربیت اور سرٹیفکیشن فراہم کرنا۔ ☆ نوجوانوں کو اسکل سرٹیفکیشن کے لئے مالی امداد دے کر اسکل ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے راغب کرنا۔ سرٹیفکیشن کے عمل کو میعاری بنانا اور مہارت کی رجسٹری کے لئے عمل کا آغاز کرنا ☆ تسلیم شدہ اداروں کے ذریعہ اسکل ٹریننگ حاصل کرنے والے امیدواروں کو ماہانہ فی امیدوار 8000 روپے کے اوسط سے مالی امداد فراہم کرنا۔

اہم خصوصیات: ☆ تربیت انڈسٹری کے ذریعہ مقرر کردہ میعار (نیشنل آکیوپیشنل اسٹینڈرڈ۔ این او ایس اور کوالیفیکیشن پیکس) کے مطابق دی جائے گی۔

☆ این ایس ڈی سی کے ٹریننگ پارٹنرس کی این سی ڈی سی کے ساتھ رجسٹرڈ کرنے سے پہلے مناسب جانچ کی جائے گی۔ سرکار سے تسلیم شدہ ٹریننگ مراکز اور دیگر ٹریننگ پارٹنرس کو این ایس ڈی سی کے ذریعہ جاری کردہ رہنما خطوط کی بنیاد پر ایس ایس سی کی طرف سے منظوری دی جائے گی۔ ☆ ٹریننگ میں بہتر نصاب، سافٹ اسکل ٹریننگ، انفرادی خوبیوں کو ابھارنے، صفائی ستھرائی اور اچھے کام کے لئے رویہ میں تبدیلی پر بھی زور دیا جائے گا۔ ☆ انعامی رقم: مختلف کاموں کے لئے ایک سیکٹر کے اندر کام کی نوعیت کے اعتبار سے مالی امداد الگ الگ ہوگی۔ مینوفیکچرنگ، کنسٹرکشن اور پلمبنگ سیکٹروں میں تربیت لینے والوں کو سب سے زیادہ مراعات دی جائیں گی۔ ☆ مقامی، ریاستی اور ضلعی حکومتوں نیز ممبران پارلیمنٹ کی شرکت کے ذریعہ بیداری مہم چلائی جائے گی اور لوگوں کو سرگرم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے، تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے استفادہ کرسکیں۔ ☆ اسکل ٹریننگ کے لئے تھرڈ پارٹی اسسمنٹ قومی اور عالمی میعار کے مطابق کی جائے گی، ان کی صلاحیت کی جانچ کی جائے گی اور تجزیہ کے نتائج کی بنیاد پر انہیں مالی انعامات دئے جائیں گے۔ یہ ورکروں کے ذریعہ حاصل کردہ ہنر کو تسلیم کرنے کے سمت میں اہم قدم ہوگا اور اس سے انہیں اپنے اسکل کو بہتر بنانے اور موجودہ ورک فورس کو از سر نو ہنرمند کرنے میں مدد ملے گی۔ جہاں ضرورت ہوگی وہاں آر پی ایل پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔

اہل امیدوار: الف) ایسے امیدوار جو کسی اہل سیکٹر میں کسی اہل ٹریننگ فراہم کرنے والے ذریعہ اسکل ڈیولپمنٹ کی ٹریننگ لے رہے ہوں۔ ب) تسلیم شدہ اسسمنٹ ایجنسیوں کے ذریعہ اسکیم شروع ہونے کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے دوران سرٹیفائیڈ ہوں۔ ج) اسکیم پر عمل درآمد کے دوران صرف پہلی مرتبہ اور ایک بار یہ مالی انعام حاصل کررہے ہوں۔ ☆ ٹریننگ پروگرام کامیابی کے ساتھ مکمل کرلینے والے تربیت یافتگان کی مدد اور انہیں ملازمت کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مینٹر شپ پروگرام شروع کیا جائے گا۔

نیشنل کیریئر سروس: نوجوانوں کو ان کی امنگوں کی تکمیل نیز ملازمت کے خواہش مند افراد، ملازمت فراہم کرنے والوں، اسکل فراہم کرنے والوں کیریئر کاؤنسلروں وغیرہ کے رجسٹریشن کے لئے ایک نیشنل کیریئر سروس کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اس کے تحت مختلف طرح کی خدمات مثلاً اسکل ڈیولپمنٹ کورسیز کے بارے میں اطلاعات، انٹرن شپ، کیریئر کاؤنسلنگ وغیرہ فراہم کی جائے گی۔ اس پورٹل کے تحت جو خدمات فراہم کی جائیں گی ان میں درج ذیل شامل ہیں:

☆ ملازمت سے متعلق خدمات کے متعلق معلومات حاصل کرنے والے امیدواروں کا آن لائن رجسٹریشن۔ ☆ آدھار سے تصدیق شدہ ڈاٹا بیس جس تک استعمال کرنے والے کسی بھی جگہ سے رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ ☆ اداروں کا آن لائن رجسٹریشن، ان میں خالی اسامیوں کی نوٹیفکیشن کے ساتھ۔ ☆ درخواستوں اور انہیں نمٹانے کے لئے کمپیوٹرائز اور کلاؤڈ پر مبنی الیکٹرانک پروسیسنگ سسٹم۔ ☆ کیریئر کاؤنسلنگ اور گائیڈنس، اسکل ڈیولپمنٹ کورسیز، انٹرن شپ، اپرنٹس شپ اسکیموں وغیرہ کے بارے میں آن لائن معلومات تک رسائی۔ ☆ سی ایس سی اور ای کیوسک جیسے ملٹی پل ڈلیوری چینلوں کے ذریعہ روزگار سے متعلق خدمات کی فراہمی۔ ☆ ایس ایم ایس، ای میل، آئی وی آر وغیرہ جیسے اپ ڈیٹ / نوٹیفکیشن کے لئے ویلو ایڈیڈ خدمات کی دستیابی۔ ☆ رجسٹریشن پروفائل کو اپ ڈیٹ کرنے وغیرہ کے لئے امیدواروں اور اداروں کی مدد کے لئے کثیر لسانی کال سنٹر سروس۔ ☆ تمام ایمپلائمنٹ ایکس چینجوں، اضلاع، ریاستوں اور وزارتوں کے درمیان اطلاعات کو ایک دوسرے سے شریک کرنے نیز ریاستی حکومتوں کے ایمپلائمنٹ ایکس چینج کے اعداد و شمار کو مینوفیکچرنگ اور انڈسٹری ایسوسی ایشنوں، تعلیمی اداروں، ٹریننگ فراہم کرنے والوں اور امتحان لینے والے اداروں کے ساتھ شریک کرنے کی سہولت۔ ☆ اسمارٹ فون، لیپ ٹاپ جیسے پورٹیبل آلات پر اس پورٹل کی رسائی۔ ☆

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماہنامہ

یوجنا

نئی دہلی

اگست 2015 شمولیاتی ترقی اور سماجی تبدیلی

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ مالی داخلیت اور سماجی تبدیلی	چرن سنگھ، سی ایل ددھچ، اے اننت	5
☆ کیا ہندوستانی ترقی شمولیت پر مبنی رہی ہے؟ نظریات اور ثبوت	سری پدموتی رام	10
☆ ہندوستان کو بااختیار بنانے کے لئے ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا استعمال	وجے کمار کول	13
☆ شمولیت پر مبنی ترقی اور سماجی تبدیلی	این آر بھانو مورتھی، ورشا سوارام	19
☆ جامع ترقی کے ایجنڈے میں ایم ایس ایم ای کا کردار (2015 کے تناظر میں)	ڈاکٹر پی ایم میتھیو	23
☆ زراعت شمولیت پر مبنی ترقی کا ذریعہ	بھون بھاسکر	29
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	واٹیکا چندرا	34
☆ ہندوستان میں عوامی تقسیم نظام کی سیاسی معیشت	سی ایس سی سیکھر	35
☆ پردھان منتری بیمہ بیمہ یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا	جیتندر سنگھ	39
☆ سستی بیمہ اسکیمیں	محمد نوشاد	41
☆ اقلیتوں کی فلاح و بہبود	فریدہ خاتون	43
☆ ڈیجیٹل انڈیا: ایک جائزہ	اقبال احمد	45
☆ ترقیاتی خبرنامہ	ادارہ	48
☆ اسکل انڈیا	ادارہ	کور II پر
☆ پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا	ادارہ	کور III پر

چیف ایڈیٹر:

دپیکا کچھل

ایڈیٹر

ارشاد علی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد: 35 شمارہ۔ 5

قیمت: 10 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48،
سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔ 110003

مضامین سے متعلق

خط۔ کتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) 601-E، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس،
لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ☆ نئی ممبرشپ، ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر''اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس مینجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii، آر کے پورم، نئی دہلی۔ 110066 فون: 011-26100207

زرسالانہ: 100 روپے، دوسال: 180 روپے، تین سال: 250 روپے، پڑوسی ملکوں کے لیے (ایئرمیل سے) 530 روپے۔ ☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئرمیل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

یقینی ہمہ جہت ترقی

آزادی کے بعد ساڑھے چھ دہائیوں کے دوران ایک کم ترقی یافتہ ملک سے دنیا کی سب سے بڑی معیشتوں میں سے ایک کے طور پر ابھرنے کی ہندستان کی ترقی کی کہانی قابل توجہ رہی ہے۔ عالمی معیشت میں کئی اتار چڑھاو آنے کے باوجود ہندستان خود کو مستحکم رکھنے میں کامیاب رہا اور گذشتہ سہ ماہی میں اس کی ترقی کی شرح 7.5 فی صد تک پہنچ گئی۔ ورلڈ بینک کی تازہ ترین رپورٹ میں ہندستان کو دنیا کی تیز ترین ترقی کرنے والی معیشت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2015-16 میں ہندستان کا جی ڈی پی بڑھ کر 7.5 فی صد تک پہنچ جانے کی توقع ہے، جب کہ یہ مزید ترقی کرتے ہوئے 2016-17 میں 7.9 فی صد اور 2017-18 میں 8 فی صد تک پہنچ سکتی ہے۔ اقتصادی اشاریے گذشتہ ایک برس کے دوران ترقی کی اعداد وشمار میں واضح بہتری کی نشاندہی کرتے ہیں۔

صدر پرنب مکھرجی نے بجٹ اجلاس کے آغاز سے قبل پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ''غریبوں میں سے غریب ترین کا احاطہ کرنے والی ہمہ جہت ترقی'' کو حکومت کی اولین ترجیح قرار دیا تھا۔ اس امر پر زور دینے کی وجہ دراصل یہ حقیقت ہے کہ ہندستان میں ترقی کی رفتار اور پیٹرن کے درمیان خلیج پائی جاتی ہے۔ مختلف محاذوں پر ملک کی ترقی غریبوں اور سماج کے پسماندہ طبقات کی زندگیوں کو مجموعی طور پر بہتر بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکی ہے۔ یواین ڈی پی کے ہیومن ڈیولپمنٹ انڈکس میں ہندستان کا 135 واں مقام اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے۔ ہندستان میں ہمیشہ ایک وسیع البنیاد اقتصادی ترقی اور ترقی کے فائدوں کو زیادہ ہمہ جہت بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ ''ہمہ جہت ترقی'' کا نظریہ سب سے پہلے گیارہویں پانچ سالہ منصوبہ کے دستاویز میں پیش کیا گیا تھا، جس کا مقصد معیار زندگی اور سب کے لئے یکساں مواقع کی بنیاد پر مبنی ترقی کا عمل حاصل کرنا تھا۔ بارہویں منصوبہ دستاویز میں اس ایجنڈے کو زیادہ شدت کے ساتھ پیش کیا گیا اور غربت کو کم کرنے، صحت اور تعلیمی سہولیات اور ذریعہ معاش کے مواقع کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی۔

ہمہ جہت ترقی کا مطلب ایسی اقتصادی ترقی ہے جو روزگار کے مواقع پیدا کرے اور غربت کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو۔ اس میں تعلیم اور اسکل ڈیولپمنٹ کے ذریعہ سب کو یکساں مواقع اور لوگوں کو بااختیار بنانا بھی شامل ہے۔ حکومت نے اسے یقینی بنانے کے لئے متعدد پہل کئے ہیں تاکہ سماج کے محروم طبقات کو مین اسٹریم میں شامل کیا جاسکے اور تیز رفتار اقتصادی ترقی کے فوائد سے انہیں بھی بہرہ ور ہونے کا موقع فراہم کیا جاسکے۔ مالی شمولیت اس سمت میں ایک اہم قدم ہے۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) کے شروع ہونے کے صرف دس ماہ کے اندر ہی اس کے شاندار نتائج سامنے آنے لگے ہیں، 98 فی صد خاندانوں کے بینک اکاونٹ کھل گئے ہیں۔ مدرا بینک، سیتو، اسکل انڈیا مشن وہ ٹھوس اقدامات ہیں جن سے ہنر مند افرادی قوت اور ذریعہ معاش کے مواقع فراہم ہونے کی توقع ہے۔ پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون سرکشا یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا کو ملک میں پائیدار سیکورٹی جال قائم کرنے کے مقصد سے شروع کیا گیا ہے۔ مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (منریگا) نے لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنایا ہے اور بڑی حد تک لوگوں کے نقل مکانی پر روک لگانے میں کامیاب رہا ہے۔ کسان کارڈ، پردھان منتری کرشی سینچائی یوجنا (پی ایم کے ایس وائی)، نیشنل ایگری کلچر مارکیٹ (این اے ایم) کا مقصد زرعی کمیونٹی کو فائدہ پہنچانا ہے، یہ ملک میں سماجی اقتصادی بہتری کی ایک اہم علامت ہے۔

تاہم 1.2 بلین کی زبردست آبادی کے ساتھ سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ترقی کے ثمرات کو سماج کے تمام طبقات اور ملک کے تمام حصوں میں کس طرح پہنچایا جائے اور یہیں پر مناسب ٹکنالوجی کا رول سامنے آتا ہے۔ گذشتہ ماہ شروع کیا گیا ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کا مقصد انہیں چیلنجز سے عہدہ براہونا اور عوام کے فائدے کے لئے گورننس کی ترسیل اور آخری فرد تک خدمات کی فراہمی کے لئے ٹکنالوجی کا موثر اور مناسب استعمال کرنا ہے۔ اس مشن کا مقصد تعلیم، صحت، زراعت اور مینوفیکچرنگ جیسے بنیادی سیکٹر میں مکمل تبدیلی کے لئے ٹکنالوجی کا استعمال کرنا ہے تاکہ عمومی معیار زندگی بہتر ہوسکے۔ اب جب کہ ''ہمہ جہت ترقی'' کے وسیع مقصد کے ساتھ ہندستانی معیشت ایک نئی سمت میں گامزن ہے، اس کے شہریوں کی حیثیت اور مواقع کی ضمانت حقیقی معنوں میں یقینی ہے۔

☆☆☆

چرن سنگھ، سی ایل ددھچ اور اے اننت

مالی داخلیت وسماجی تبدیلی

مالی داخلیت سے معیشت میں خاطر خواہ تبدیل آئے گی، امید ہے کہ خاص طور پر دیہی معیشت میں جہاں مالی خدمات کی فراہمی خصوصاً پی ایم جے ڈی وائی، گولڈ مانیٹائزیشن اسکیم اور مدرا نے ایک انقلاب برپا کیا ہے۔ بینک نظام کے تحت چلائی جانے والی ڈی بی ٹی بھی گھروں تک لیکویڈیٹی پہنچانے میں اور اس کے توسط سے سرمایہ کاری کے مواقع کے فروغ میں مدد کرے گی۔ بینکنگ نظام ذرائع کی دستیابی کا اہم وسیلہ ہوگا اورنظام میں رقوم کی پائیدار دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے مزید مالی طریقے وضع کرے گا۔

مصنفن بالترتیب آر بی آئی میں معاشیات کے چیئر پروفیسر،انڈین سوسائٹی آف ایگری کلچرل اکنامکس اور اورآئی ڈی آر بی ٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔

مالی داخلیت کا اہم مقصد ملک میں سرمایہ کاری اوراقتصادی ترقی کی غرض سے سماج کے زر پذیر اور کمزور طبقوں کو آسان شرائط پر قرص فراہم کرانا ہے۔ مالی داخلیت (رقم) سے ملک بھر میں مساویانہ طریقے پر بہتر سماجی ترقی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس کی بدولت اور خواتین سمیت غیر مراعات یافتہ اور غریب لوگوں کو زیادہ اختیارات باخبر بناسکیں۔ مالی داخلیت کا مقصد بچت، پے منٹ اکاؤنٹ، کریڈٹ انشورنس اور پنشن جیسی متعدد مالی خدمات تک آفاقی رسد کو یقینی بنانا ہے۔اس کے علاوہ مالی داخلیت کا مقصد تجارت کے مواقع، تعلیم، ریٹائرمنٹ کے لئے بچت اور ایمرجنسی قرض سمیت خطرات کے خلاف بیمہ کے لئے خدمات فراہم کرانا ہے۔ مالی داخلیت کا اصل مقصد ملک کے ایک بڑے طبقے کے لئے بہتر معیار زندگی اور آمدنی کا حصول ہے۔

روایتی مالی شعبہ جس کا ایک جز مالی داخلیت ہے، کی رسد میں توسیع ایک مسلسل عمل ہے۔ حکومت اور ریزرو بینک آف انڈیا آزادی کے بعد سے ہی مالی مداخلت کو وسعت دینے کے لئے مربوط کوششوں میں مصروف ہیں۔اولین کوششوں سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوسکے تھے۔البتہ حالیہ مہینوں میں حکومت ہند نے جائزہ لیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بینک میں اکاؤنٹ کھولنے کی حد تک مالی داخلیت کا حصول کامیاب رہا۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں اور ہندوستان میں 98 فی صد گھروں میں بینک سے خاطر خواہ بینک اکاؤنٹ کھل گئے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ پروگرام اپنے متنوع انداز کے باوجود ہندوستان کی تصویر بدلنے اورسماجی ۔اقتصادی تناظر میں تبدیلی کے مظہر ہیں۔

مالی داخلیت کا تاریخی ارتقا

پالیسی ساز روایتی شعبے کے دائرہ کار کو محدود کرنے کی تگ ودو میں لگے ہیں۔ یہ کوشش نوآبادی کے زمانے سے جاری ہیں۔لفکن رپورٹ (1895) میں پہلی مرتبہ آراضی بنکوں کے قیام کی ضرورت پر زور دیا تھا تاکہ ساہوکاروں کے دبدبے کو کم کیا جاسکے۔اس کے نتیجے میں 1904 میں کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیز قانون وضع کیا گیا جس کا دیگر باتوں کے علاوہ ایک مقصد یہ تھا کہ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹوں کو ایک قانونی بنیاد فراہم کی جائے۔ مالی رسد کو وسعت دینے کے نظریہ کو آزادی کے بعد خاص اہمیت حاصل ہوئی۔ اس وقت آل انڈیا رورل کریڈ سروے (1951-54) کے نتائج ظاہر ہوئے جس میں معلوم ہوا کہ 1950-51 کے دوران کمرشیل بنکوں نے کسانوں کو دیئے جانے والے کل قرضوں کا صرف 9 فی صد قرض فراہم کیا جب کہ زرعی ساہوکاروں نے 24.9 فی صد اور پیشہ ساہوکاروں نے 44.5 فی صد قرض فراہم کرائے (2008-12 آر بی آئی) ۔ مالی داخلیت کے لئے کی گئی اولین کوششوں میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا کو 1955 میں قومیائے جانے اوراس کے بعد 1980 میں دیگر بینکوں کو قومیائے جانے کے عمل میں شامل ہیں۔ قومی بینک برائے زرعی و زمینی ترقی

(NABARD) کے قیام اور زرعی سمیت کچھ خصوصی شعبوں کو قرضہ جات کی فراہمی میں اضافہ کے لئے ترجیحی بنیاد پر قرض فراہمی کے علاوہ دیگر اقدامات ان کوششوں کا حصہ ہیں جو روایتی مالی اداروں تک رسائی میں وسعت پیدا کرنے کے لئے اٹھائے گئے۔ 2005 میں ریزروبینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے متعدد اقدامات کا اعلان کیا جس میں ہر طرح کی مالی خدمات کا اضافہ کیا گیا تھا۔ شروع میں بینکوں کو ہدایت دی گئی نہ کہ وہ نوڈل اکاؤنٹ کھولیں (جس کا نام تبدیل کر کے اگست 2012 میں بینک سیونگ بینک ڈپوزٹ اکاؤنٹ اور اب جن دھن اکاؤنٹ رکھا گیا ہے)، رنگاراجن کمیٹی (GOI 2008) نے متعدد اقدامات تجویز کئے جن میں بینکنگ کو وسعت دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا تاکہ اس سے رقم جمع کرنے، قرض حاصل کرنے، چھوٹے بیموں اور غریب افرا کو ترسیل زر سے متعلق خدمات کو فروغ دیا جاسکے۔ اس رپورٹ سے مالی مداخلت کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد بینکوں سے کہا گیا کہ وہ کم از کم ایک ضلع ایسا منتخب کریں جس میں ترجیحی بنیاد پر صد فی صد مالی داخلیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ بینکوں کو یہ ہدایت بھی دی گئیں کہ وہ (1) دور دراز دیہی علاقوں میں گھر گھر ستی بینک خدمات بہم پہنچانے کی غرض سے آئی سی ٹی پر منحصر بزنس کارسپانڈنٹ ماڈل (BC model) شروع کریں۔ (ii) 2010 سے تین سال کے لئے بورڈ سے منظور شدہ مالی داخلیت کے منصوبے (ایف آئی پی) شروع کریں (iii) 2012 تک 2000 سے زیادہ کی آبادی والے تمام دیہاتوں اور 2013 تک 1000 سے 2000 تک کی آبادی والے تمام گاؤوں کو خدمات فراہم کرنے کے لئے روڈ میپ تیار کریں، (iv) کم از کم چار طرح کے بینک پروڈکٹ دستیاب کرائیں اور (v) ان دیہی علاقوں میں سے جہاں بینک کی سہولت نہیں ہے، کم از کم 25 فی صد میں بینک سہولت شروع کریں۔

دیگر اہم اقدامات میں کسان/ جنرل کریڈٹ کارڈ کا اجرا شامل ہے۔ مائیکرو یونٹس ڈیولپمنٹ ری فائنانس ایجنسی (MUDRA) بینک کا مقصد ان چھوٹے کاروباریوں کو قرض فراہم کرنا ہے جن کی ضرورت دس لاکھ روپے سے کم ہے۔ 20000 کروڑ روپے کے کارپس اور 3000 کروڑ روپے کے قرض کی ضمانت کے سرمایہ سے قائم کئے گئے اس ادارے کا مقصد ری فائنانس کرنا اور ان مالی اداروں کی مدد کرنا ہے جو ہندستان میں چھوٹے کاروباریوں کو قرض فراہم کرتے ہیں۔ البتہ متعدد کوششوں کے باوجود قرض فراہم کرنے کے روایتی ذرائع کا فروغ خصوصا دیہی علاقوں میں بہت سست ہے۔ کل ہند قرض کی فراہم اور سرمایہ کاری سے متعلق سروے (AIDIS,2013) سے ظاہر ہوتا ہے کہ 17.2 گھروں نے اداراتی ایجنسیوں سے قرضہ جات حاصل کئے ہیں جب کہ غیر اداراتی ایجنسیوں سے قرضے حاصل کرنے کا فی صد 19.0 ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاقوں میں روایتی شعبے کے مختلف پروگرام ساہوکاروں کا دبدبہ ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ انتھ اور آنکو (2013) نے ایسی بہت سی وجوہات کی نشاندہی کی ہے جو غریب لوگوں میں روایتی بینک خدمات کے فروغ میں روڑے اٹکاتی ہیں۔ سنگھ اور نائک (2015) نے علمی طور پر گبی (Gubbi) میں 2014 میں کرائے گئے سروے کی بنیاد پر مالی داخلیت کے ماڈل کو درپیش رسد وطلب سے متعلق دشواریوں کا مطالعہ کیا ہے۔

اس ضمن میں PMJDY اپنے گزشتہ موقف سے صرف اس لئے مختلف نہیں ہے کہ وہ داخلیت کو مشن موڈ میں نافذ کرنے کی خواہش مند ہے بلکہ وہ روپے کریڈٹ کارڈ، چھوٹی رقم بیمہ اور گاؤوں کے بجائے گھروں کو بینک خدمات بھی فراہم کرنا چاہتی ہے۔ اپنے آغاز کے وقت PMJDY کا نشانہ 26 جنوری 2015 تک 7.5 کروڑ بینک اکاؤنٹ کھولنے کا تھا لیکن اس میں اس کو بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ (ٹیبل 1)

مالی مداخلت کا سماجی اقتصادی اثر

داخلیت کے فروغ کا اثر صرف بینکوں تک محدود نہیں رہتا۔ گزشتہ بیس برسوں میں یہ واضح ہو گیا ہے کہ اقتصادی ترقی کے لئے بینکنگ شعبے کا فروغ اور استحکام ضروری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اقتصادی تبدیلی ہی سماجی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ داخلیت کے فروغ کی وجہ سے اہم اقتصادی وسماجی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ دیہی ہندستان میں زبردست تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جن میں زراعت کے لئے تیزی سے بڑھتا ہوا مشینوں کا استعمال، نقل وحمل، مواصلات میں تیزی اور تکنالوجی کے دیگر تغیرات۔ سماجی اقتصادی تبدیلیوں کا اظہار بینک کے لین دین میں زبردست اضافہ سے ہوتا ہے۔ (ٹیبل 2)

تین قابل قبول سماجی سلامتی اسکیموں پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا کے ساتھ مربوط سلامتی نظام کی دستیابی نے جن دھن کا سماج پر خاطر خواہ اثر ڈالا ہے۔ ان تینوں اسکیموں سے تقریبا 10.4 کروڑ افراد مستفید ہو رہے ہیں (GOI,201b)۔ پی ایم جے ڈی وائی کے اکاؤنٹ کو بنیاد مانتے ہوئے ان اسکیموں کی نوعیت کو

ٹیبل نمبر 1: پردھان منتری جن دھن یوجنا

(رقم کروڑ روپے میں)

نمبر شمار	کھولے گئے اکاؤنٹ کی تعداد دیہی	شہری	کل	روپے کی کریڈٹ کارڈ کی تعداد	اکاؤنٹ میں بیلنس	زیرو بیلنس اکاؤنٹ کا فی صد
1 پبلک سیکٹر بنک	6.9	5.8	12.7	11.9	14357.5	52.3
2 نجی بینک	2.5	04	2.9	2.1	3258.5	52.1
3 علاقائی دیہی بینک	0.4	0.3	o.7	0.6	1065.6	49.3
کل	9.79	6.5	16.3	14.5	18654	52.2

جس سے عوام مستفید ہورہے ہیں' تبدیل کیا جاسکتا ہے جب کہ غریب افراد اور غیر منظّم شعبے میں کام کرنے والے افراد کے لئے سماجی سلامی کی سہولیات بھی دستیاب رہے گی۔

مالی داخلیت کے معاملے میں تکنالوجی کا کردار ہمیشہ اہم رہا ہے' خاص طور پر 2010 کے بعد تکنالوجی ترقی اور تکنالوجی سرمایہ کاری/سولیوشن میں لگاتار تخفیف پی ایم جے ڈی وائی کے لے نیک فال ہے۔ جن دھن' آدھار اور کریڈٹ و ڈیبیٹ کارڈ کے استعمال کے لئے موجودان رعایتوں نے ایک ایسا منفرد موقع فراہم کیا ہے' جس سے ہماری معیشت اور سماج میں بنیادی تبدیلی آسان ہوجائے گی۔ بینکنگ شعبے کے فروغ' سرکاری خدمات کی فراہمی کو مزید بہتر بنانے کی غرض سے متعدد ریاستی حکومتوں کی طرف سے اطلاعاتی و مواصلاتی تکنالوجی میں سرمایہ کاری کے ساتھ آدھار کارڈ کی تیاری سے ایک ایسا فریم ورک وضع کرنے کا منفرد موقع فراہم ہوا ہے' جس کی بنیاد پر ایک ڈیجیٹل ماحول تیار کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے فیلڈ مطالعوں کے اتفاقی مشاہدوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جن دھن کے بڑھتے اثر کے پیش نظر کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دیہی علاقوں کے پیشتر گھروں میں رقم کا خرچ 25 مربع کلومیٹر کے دائرے کے اندر ہوتا ہے۔ ہندستان کا اقتصادی جغرافیہ اس طرح کا خاکہ گاؤوں کی بڑی تعداد کسی قصبے سے 5 سے 25 کلومیٹر کے دائرے کے اندر ہوتا ہے۔

جن دھن اکاؤنٹ کی وسعت اتنی ہے کہ اس کی بنیاد پر ایک بڑا نیٹ ورک تیار کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے صارفین کو چھوٹے چھوٹے کاروباروں سے جوڑا جاسکتا ہے۔ ان کاروباریوں میں بہت سے پہلے ہی

ٹیبل۔2: مالی داخلیت کا فروغ

تفصیلات	سال اختتام	سال اختتام	سال اختتام	سال اختتام	سال اختتام
	2010	2011	2012	2013	2015
دیہاتوں میں بینک					
اے) شاخیں	33378	34811	37471	40837	46126
بی) بناشاخ موڈ	34316	81397	144282	227617	337678
سی) کل	66694	116208	181753	268454	383804
بی سی سے منسلک شہری علاقے	447	3771	5891	27143	60730
بینک سیونگ بنک ڈپازٹ اکاؤنٹ۔ شاخیں					
اے) تعداد ملین میں	60.19	73.13	81.20	100.80	126.00
بی) رقم بلین روپے میں	44.33	57.89	109.97	164.69	273.30
بینک سیونگ بنک ڈپازٹ اکاؤنٹ۔ بی سی ایس					
اے) تعدادملین میں	13.27	31.63	57.30	81.27	116.90
ب) رقم بلین روپے میں	10.69	18.23	10.54	18.22	39.00
بی ایس بی ایس اے اکاؤنٹ میں استعمال کی گئی اوور ڈرافٹ سہولت					
اے) تعدادملین میں	0.18	0.61	2.71	3.92	5.90
ب) رقم بلین روپے میں	0.10	0.26	1.08	1.55	16.00
کے سی سی					
اے) تعدادملین میں	24.31	27.11	30.24	33.79	39.90
ب) رقم بلین روپے میں	124o.10	1600.05	2068.39	2623.00	3684.50
جی سی سی					
اے) تعدادملین میں	1.40	1.70	2.11	3.60	7.40
ب) رقم بلین روپے میں	35.10	35.7	41.84	76.30	1096.90

ذریعہ: آربی آئی

روایتی بینکنگ نظام سے جڑے ہوئے ہیں۔آدھار سے مربوط مائیکرو اے ٹی ایم کارڈ کے استعمال کا موقع مل سکتا ہے جو بایومیٹرک سے کاربند ہوں۔ ان کے ذریعے چیزوں کی خرید وفروخت کی جاسکتی ہے جس میں نقد کے استعمال سے بچا جاسکتا ہے۔البتہ اس کے لئے کچھ پیشگی شرائط ہیں۔اس کے لئے ضروری ہے کہ بینکوں کو ایسا نظام وضع کرنا پڑے گا جس کے ذریعے رقم کی منتقلی فوری طور پر ہوسکے۔اس کے لئے اگر روپے کارڈ میں ان بلٹ رقم کی فوری (آئی ایم پی ایس) ادائیگی کے لئے ایک رجسٹریشن اور نیئر فیلڈ کمیونی کیشن (این ایف سی) ٹیگ فراہم کرایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح کے ڈیجیٹل ماحول سے ایسے سماج کو فائدہ ہوگا جہاں الیکٹرانکس لین دین نقد ادائیگی کا متبادل بن سکتا ہے۔ ٹکنالوجی کے فروغ اور موبائل کے بڑھتے ہوئے استعمال کی وجہ سے ہمارے ہندستان جیسے ملکوں میں جہاں کی بڑی آبادی تعلیم یافتہ ہے۔اس طرح کے لین دین کے لئے ماحول سازگار ہے۔اس طرح کی ٹکنالوجی کی ترقی امریکہ کی طرف سے سیمسنگ کو پیٹنٹ منظور کرنا ہے جس میں فون کی میموری میں محفوظ انگلیوں کے نشان سے میچ کرکے کنٹکٹ لیس فگر پرمنٹ کی شناخت کی جاسکتی ہے۔

موثر کارکردگی کی وجہ سے بی ایل ماڈل تیزی سے مقبول ہورہا ہے جو اس بات کا اظہار ہے کہ روایتی مالی خدمات کی طلب پوری نہیں ہو پارہی ہے۔ایسے علاقوں میں جہاں بینک کی سہولت کم ہے، وہاں تین فوری فوائد میں سہولت، لین دین کی کم قیمت اور قرض کی ادائیگی کی بہتر شرح سے بینک کے ساتھ بہتر تعلقات کا اندیشہ ملتا ہے۔ بینک کی سہولت کے فروغ کا اثر یہ ہوا ہے کہ ان متعدد خدمات کی قیمت جو پہلے غیر روایتی مالی ادارے فراہم کرتے تھے، کم ہوگئی ہے۔ تلنگانہ کے ضلع محبوب نگر میں اے ٹی ایم اور بی سی ایس کے فروغ کی وجہ سے پیسے کی منتقلی کے غیر روایتی ایجنٹ غائب ہوگئے ہیں۔ اسی طرح بینکوں کے کور بینکنگ سولیوشنز (سی بی ایس) میں سرمایہ کاری کی وجہ سے جس سے پیسہ تقریباً فوراً منتقل ہوجاتا ہے، ترسیل زر پر آنے والی لاگت میں گزشتہ چار سے پانچ برسوں میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔ بہت سے گاؤوں میں بی سی آئی نے ٹرم ڈپازٹ کے نئے میدان میں اترنے میں مدد کی ہے جس میں سے بیشتر بینک والی سرمایہ کاری، غیر رسمی سرمایہ کاری یا ایرامی اسکیموں کی نذر ہوجاتا ہے۔اس ضمن میں اہم کامیابی یہ ہوگی جو ہندستان میں پہلا تجربہ ہوگا کہ روایتی شعبے میں بچت کو فروغ حاصل ہوگا اور عوام کی اپنی بچت تک رسد آسان ہوگی۔ وہ بھی بنا کسی خطرے یا نقصان کے خدشے کے۔اس سے عوام کو اپنی بچت بینک کے توسط سے تعلیم، صحت اور ہاؤسنگ جیسے شعبوں میں لگانے کا موقع ملے گا نہ کہ ایراہی اسکیموں یا دیگر غیر روایتی سرمایہ کاری کے طریقوں میں جن میں ہمیشہ نقصان کا احتمال رہتا ہے۔

جن دھن اور اس سے ماوریٰ

جن دھن کی کامیابی یقینی نہیں ہے۔اس کے برعکس اس کی اصل کامیابی اس وقت ظاہر ہوگی کہ جب باقاعدہ روایتی بینکنگ نظام بے قاعدہ ساہوکاروں کو ختم کردے گا۔ دو اہم مسائل میں جن کی وجہ سے پی ایم جے ڈی وائی کے مفادات مطلوبہ لوگوں تک نہیں پہنچ پائے۔ ان میں ایک ہے ایسے مقامات کی کمی جہاں یہ سہولیات دستیاب ہیں اور دوسرا بی سی کے ذریعہ کھولے گئے اکاؤنٹ پر عائد حد (انتھ وانکو 2014 دادچ 2014) سہولیات بہم پہنچانے والے مقامات کی کمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندستان کے تقریباً آدھے دیہات میں ان مقامات کی کمی ہے۔ (ٹیبل 2)۔ پی ایم جے ڈی وائی پر عائد لین دین کی حد ہٹانے سے اس کا اکاؤنٹ کے زیادہ استعمال کا موقع ملے گا۔جن دھن یوجنا کی کامیابی اور بینکنگ کلچر کے فروغ کے لے یہ حد ایک روکاوٹ ہے۔ زیادہ تر بینکوں میں روزانہ لین دین کی حد 1500 سے 10000 روپے تک عائد ہے۔ یہ حد پیسے جمع کرنے یا نکالنے دونوں پر عائد ہوتی ہے۔کسی بھی لین دین کی زیادہ سے زیادہ حد 50,000 روپے ہے۔اس سے زیادہ کے لین دین کے لئے بی سی کو کھاتہ دار کے ساتھ لین دین کی منظوری کے لئے شاخ میں حاضری دینی پڑتی ہے۔

ایک دن میں 10,000 روپے سے زیادہ کے لین کی اجازت نہیں ہے۔اس میں دشواری اس وقت زیادہ ہوجاتی ہے جب کھاتہ داروں کو حکومت کی طرف سے ملنے والی رقم جو ان کو منتقل ہوتی ہے، حاصل کرنی ہوتی ہے۔ یا پھر مختلف سرکاری ایجنٹوں سے ڈائریکٹ بینفٹ ٹرانسفر (ڈی بی ٹی) کے تحت لین دین کرنا ہوتا یا پھر ایل آئی سی کی ادائیگی اس حد سے زیادہ ہوتی ہے جس کی اس اکاؤنٹ میں بینک اجازت دیتا ہے۔

سنگھ (2014) کا خیال ہے کہ اگر ڈاک خانوں کو بنکنگ خدمات کے فروغ میں استعمال کیا جائے تو ایف آئی کی مدد ہوسکتی ہے۔ ڈاک خانوں میں تقریباً 28 کروڑ اکاؤنٹ ہیں جن میں سے بچت کھاتے 13 کروڑ اور ریکرنگ ڈپازٹ 11 کروڑ سے زیادہ ہیں۔ اگرچہ سماج کے تمام طبقوں کو مالی طور پر شامل کرنے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں لیکن ان کی کامیابی جزوی رہی ہے۔اسی طرح مناسب درروکاوٹوں کو جوراشن فراہم کرتی ہے یعنی پی ایم جے ڈی وائی کے اکاونٹ تک رسائی کے فروغ کا استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے گاؤں کے سماجی اقتصادی ڈھانچے میں بھی اہم تبدیلی رونما ہوسکتی ہے، جس سے ڈیجیٹل ماحول بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔اس کی ایک اچھی مثال آندھرا پردیش جہاں سرکار نے عوام کے لئے ایک اچھی پہل کی ہے، (یہ آجکل نفاذ کے مختلف مراحل سے گزر رہی ہے) "لین سے بھی راشن"۔اس اسکیم کے تحت عوام اپنا راشن کسی بھی دوکان سے لے سکتے ہیں۔ اس کامیاب پائلٹ پروجیکٹ کے تحت عوام اپنا راشن شہری رسد محکمہ کے کسی بھی مناسب دوکان سے خرید سکتا ہے جو اس سے بہتر ہو۔شہری رسد محکمہ کا ڈاٹا بیس آدھار سے جڑا ہے، اس لئے محکمہ اس راشن کی منتقلی کا کم وقت میں پتہ لگالیا جاتا ہے۔ راشن کی تمام دوکانوں (27176) پر پوائنٹ آف سیل مشین دستیاب ہیں جو 267 منڈل (تحصیل) سطح کے لیول اسٹاک کے پوائنٹ سے منسلک ہیں اور جن کی نگرانی ایک مرکزی مقام

سے کی جاتی ہے۔ راشن کی دوکانوں کی نوعیت تبدیل کرکے ان کو ملٹی پرپز اسٹور کے طور پر استعمال کرنے سے جہاں مالی سیریز سمیت متعدد خدمات دستیاب ہوں، بینکنگ شعبے کو خاطر خواہ فروغ دیا جاسکتا ہے۔

ماخذ: مالی داخلیت سے معیشت میں خاطر خواہ تبدیل آئے گی، امید ہے کہ خاص طور پر دیہی معیشت میں جہاں مالی خدمات کی فراہمی خصوصاً پی ایم جے ڈی وائی، گولڈ مانیٹائزیشن اسکیم اور مدرا نے ایک انقلاب برپا کیا ہے۔ بینک نظام کے تحت چلائی جانے والی ڈی بی ٹی بھی گھروں تک لیکویڈیٹی پہنچانے میں اور اس کے توسط سے سرمایہ کاری کے مواقع کے فروغ میں مدد کرے گی۔ بینکنگ نظام ذرائع کی دستیابی کا اہم وسیلہ ہوگا اور نظام میں رقوم کی پائیدار دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے مزید مالی طریقے وضع کرے گا۔ اسی طرح ڈاک خانے جن کی 140000 شاخیں ملک بھر میں پھیلی ہیں، ان وسائل کو استعمال کرنے کے لئے نئی اسکیمیں ایجاد کریں گے۔ بازار میں جس نوعیت کے انسٹرومنٹ کے متعارف ہونے کا امکان ہے، ان میں مختلف نوعیت کے بینک ڈپازٹ، ڈاک خانوں کے ذریعے چھوٹی بچت کے طریقے، گولڈ بانڈ اور مذکورہ بالا اداروں کے ذریعے شروع کئے گئے انسٹرومنٹ شامل ہیں۔

ان واقعات سے معیشت میں تخلیقی قوت بحال ہونے کا امکان ہے۔ ان کوششوں سے تصورات کو تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔ ملک میں ان انڈیا کا مقصد داخلی پیداوار کو مستحکم کرنا جس سے روزگار کے زیادہ مواقع اور معیشت کے لئے پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

☆☆☆

برکس تجارتی کونسل سے وزیر اعظم کا خطاب

☆عزت مآب صدر ولادمیر پتن، صدر دلما روسیف، صدر شی جن پنگ، صدر جیکب زوما اور برکس تجارتی کونسل کے اراکین! میں برکس سربراہ کانفرنس کی میزبانی کے لئے صدر پتن کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ میں برکس تجارتی کونسل کے ساتھ ان کی میٹنگ کے لئے بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ برکس سربراہ کانفرنس کے سب سے اہم اجلاس میں سے ایک ہے۔ برکس تجارتی کونسل کے رہنماؤں کے ایک مقام پر ملنے سے برکس ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون میں اضافہ ہوگا۔ میں برکس تجارتی کونسل کے ممبران کو ان کے انتہائی اہم اور کارآمد کام کیلئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کی تجاویز/ سفارشات کا بے صبری سے انتظار کروں گا اور ہم سب ساتھ مل کر کوئی عملی منصوبہ بنا کر آگے بڑھیں گے۔ برکس کے قیام کے مقاصد کے پس منظر میں اقتصادی تعاون ایک اہم وجہ تھی۔ ہماری آبادی دنیا کی آبادی کی تقریباً 44 فیصد ہے، قوت خرید کے مطابق عالمی جی ڈی پی میں ہمارا حصہ 40 فیصد ہے، نیز عالمی تجارت میں ہمارا حصہ 18 فیصد ہے۔ ہم میں بہت یکسانیت ہے، اس کے علاوہ ہمارے پاس بہت سے اور ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے والے وسائل ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے پاس زراعت، مینوفیکچرنگ، ٹیکنالوجی، خدمات، انسانی وسائل اور مستحکم اور پائیدار ترقی میں انوکھی مہارتیں اور خصوصیات ہیں۔ عالمی معیشت ابھی بھی مضبوط نہیں ہے۔ یوروپ جیسے اہم ترقی یافتہ بازار مشکل کے دور سے گزر رہے ہیں۔ مالی/ معاشی بازار غیر مستحکم ہیں۔ ایک طرفہ پابندیاں عالمی معیشت کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ اس لئے برکس معیشتوں کے درمیان تعاون کو اور زیادہ گہرا کرنا نہایت ہی اہم ہو جاتا ہے۔ ہمیں دنیا کے ترقی یافتہ علاقوں کے ساتھ برکس تجارتی رابطوں کو بھی مضبوط کرنا چاہئے۔

میری رائے میں، بنیادی ڈھانچے، شہری تجدید کاری، زرعی سپلائی چین، کوڑے کچرے کا بندوبست، صاف ستھری توانائی، قابل استطاعت مکانات اور تمام برکس مینوفیکچرنگ سپلائی چین سے ہمیں کاروبار کے مواقع حاصل ہوں گے اور اقتصادی ترقی کو فائدہ پہنچے گا۔ ہماری اپنی مضبوطیوں کو دیکھتے ہوئے ہم مہارت کے ضمن میں بہت اچھا تال میل بنا سکتے ہیں۔ برکس علاقوں میں خدمات مہیا کرانے کے لئے ہر برکس ملک کو شامل کرنا چاہئے۔ معاشی تعاون کو مزید گہرا کرنے کے لئے برکس تیزی سے ضروری فریم ورک تیار کر رہا ہے۔ نیو ڈیولپمنٹ بینک ایک حقیقت بن چکا ہے۔ اس کی صدارت ہندستان کے ایک اعلیٰ بینکر جناب ایم وی کامتھ کریں گے۔ ہمیں ایسے پروجیکٹس کا خیر مقدم کرنا چاہئے جن میں تمام برکس ممبران کے درمیان تعاون اور تال میل بنانے کی صلاحیت ہو۔ کنٹن جینسی ریزرو انتظامیہ جلد ہی وجود میں آجائے گا۔ اس سے برکس معیشتوں کے استحکام لانے میں مدد ملے گی۔ مجھے امید ہے کہ آپ برآمداتی کریڈٹ انشورینس اور اختراع کے لئے مالی انتظامیہ پر برکس انتظامات کا فائدہ اٹھائیں گے۔ برکس ری انشورینس پول بنانے کی تجویز بڑے پروجیکٹوں میں مدد/ تعاون دینے کی سمت میں ایک قابل ستائش قدم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ کسٹمز ایڈمنسٹریشن کے درمیان معاہدہ عمل میں آئے گا۔ یہ تجارت کو سہل بنانے میں ایک اہم قدم ہوگا۔ آج اپنائی جانے والی برکس معاشی حکمت عملی، برکس کے فروغ میں ایک اہم میل کا پتھر ثابت ہوگا۔ میں برکس انفارمیشن شیئرنگ اینڈ ایکسچینجنگ پلیٹ فارم کا خیر مقدم کرتا ہوں، جو ہمارے ملکوں کے تجارتی معاشروں کے لئے ضروری عملی اطلاعات کے ذخیروں کے لئے مفید اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ میں اب سے کچھ دیر بعد ہی سالانہ برکس تجارتی میلے کی تجویز پیش کرنے جا رہا ہوں۔ جس کی میزبانی برکس کی صدارت کرنے والا ملک کرے گا۔ ہندستان کو پہلے تجارتی میلے کی میزبانی کرنے پر بے انتہا مسرت ہو رہی ہے۔ میں کونسل کی رپورٹ کا بے صبری سے انتظار کروں گا۔

سری پدموتی رام

کیا ہندستانی ترقی شمولیت پرمبنی رہی ہے؟

نظریات اور ثبوت

وقت کی ضرورت یہ ہے کہ مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم (ایم این ای آر جی ایس) جیسے بہبودی پروگراموں کو مستحکم بنایا جائے نیز شہری غریبوں کا تحفظ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایسی پالیسیاں ضروری ہیں جن سے ہنر پیدا کئے جائیں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ترغیب دی جائے (مثال کے طورپر سرکاری سرمایہ کاری کے ذریعے)۔

مضمون نگار ممبئی میں واقع اندرا گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ ریسرچ میں پروفیسر ہیں۔ ان کی تحقیق ترقیاتی معاشیات، بہبودی معاشیات اور سیاسی معیشت کے شعبوں پر مرکوز ہے۔

ہندوستان نے 1990 کے دہے کے شروع سے ایک موثر شرح سے ترقی کی ہے۔ تازہ ترین اقتصادی جائزے (2015) کے مطابق حقیقی مجموعی قومی آمدنی میں ساتویں (2007-12)، دسویں (2002-07) اور نویں (1997-2002) پنج سالہ منصوبوں کے دوران بالترتیب 7.8 فی صد، 7.6 فی صد اور 5.6 فی صد کی اوسط سالانہ شرحوں سے اضافہ ہوا تھا۔ یہ شرح اضافہ بین اقوامی معیارات کے ذریعے نیز ہندوستان کے اپنے ماضی کے مقابلے میں کافی قابل ذکر ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان نے بالآخر ''ہندو شرح ترقی'' کے زیادہ بدنام کردہ راستے پر قابو پالیا ہے۔ لیکن ایک مسئلہ، جس کے بارے میں ہندوستان کے بہت سے مشاہدین کو تعجب ہوا ہے، یہ ہے کہ کیا اس ترقی کا اثر غریب لوگوں کی زندگیوں اور سماج کے دیگر محروم طبقوں پر پڑا ہے۔ ان تشویش ناک نے ''شمولیت، شمولیت پن اور شمولیت پرمبنی ترقی'' کے نظریات میں مستقل شکل اختیار کرلی ہے نیز یہ اصطلاحات تعلیمی اور پالیسی تقریروں میں زیادہ سے زیادہ عام ہوگئی ہیں۔

سابق منصوبہ بندی کمیشن کا بارہواں پنج سالہ منصوبہ شمولیت پرمبنی ترقی کی پسندیدگی کو اجاگر کرنے کے سلسلے میں پرزور تھا نیز اس نے اس موضوع کی تعریف پیش کی تھی، جس پر یہ مشتمل تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ:

''شمولیت پرمبنی ترقی کا نتیجہ غریبی کے کم وقوع، صحتی نتائج میں وسیع اور نمایاں بہتری، اسکول تک بچوں کی ہمہ گیر رسائی، اعلی تعلیم تک زیادہ رسائی اور ہنر کے فروغ سمیت، تعلیم کے بہتر معیارات کی شکل میں برآمد ہونا چاہئے۔ اسے اجرتی روزگار اور روزی روٹی دونوں کے لئے بہتر مواقع نیز پانی، بجلی، سڑکوں، صفائی ستھرائی اور مکانات جیسی بنیادی سہولیات کے اہتمام میں بہتری کی شکل میں بھی منعکس کیا جانا چاہئے۔ ایس سی/ ایس ٹی اور او بی سی آبادی کی ضروریات پر خصوصی توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے''۔ (منصوبہ بندی کمیشن 2011)۔

میں نے کہیں اور شمولیت پرمبنی ترقی کے اس طرح کے ایک وسیع اور غیر واضح نظریے سے وابستہ مسائل کا ذکر کیا ہے لیکن لازمی طور سے شمولیت پرمبنی ترقی کے اس نظریے کی وجہ سے مختلف لوگوں نے مختلف انداز میں اس امر کا تصور کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے تو زیادہ شدید انداز میں۔ حالیہ برسوں میں ایک مختصر لیکن بڑھتا ہوا تعلیمی مواد سامنے آیا ہے جس میں مندرجہ ذیل سوالات کا منظّم تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے: شمولیت پرمبنی سوالات کا شمولیات یا شمولیت پن) کے کیا معنی ہیں؟ کیا ہندستانی ترقی شمولیت پرمبنی رہی ہے؟ نیچے کئے گئے تبادلہ خیالات میں اپنا کچھ کام مذکورہ بالا سوالات کے فراہم کردہ جوابات کا ایک مختصر اور غیر تکنیکی خلاصہ پیش کرنے کے لئے مرتب کروں گا۔ دوسرے سوال کا جواب زیادہ ترنفی میں رہا ہے۔ (یعنی ترقی شمولیت پرمبنی نہیں رہی ہے) اور اس میں اس کی وجوہات پر مختصراً تبادلہ خیالات بھی کروں گا۔

شمولیت کیا ہے؟

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے، مختلف انداز میں شمولیت کا تصور کیا گیا ہے۔ کچھ اسکالروں نے اس شرح

پرتوجہ مرکوز کی ہے' جس پر گزشتہ عرصے میں غریبی میں کمی ہے۔غریبی میں زیادہ تیز رفتار کی کمی کو شمولیت کے ثبوت کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ درحقیقت ہندوستان میں عالموں اور پالیسی سازوں میں غریبی میں کمی کی شرحوں کا جائزہ لینے کی ایک طویل روایات رہی ہے۔اس بات کے پیش نظر یہ بات اہم ہے کہ اس بات کو تفصیل سے بیان کیا جائے کہ یہ طریقہ کیا چیز عائد کرتا ہے۔غریبی کا اندازہ مخصوص طور پر عام طور سے ہر پانچ سال میں نمونہ جاتی سروے کی قومی تنظیم (این ایس ایس او) کے ذریعے کئے گئے کھپت کے اخراجات کے بارے میں پنج سالہ سروے اور غریبی اور سرکاری سطحوں کا استعمال کرتے ہوئے لگایا جاتا ہے۔آمدنیوں کے بارے میں قابل بھروسہ اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں اس کی بجائے اخراجات کے اعداد وشمار کا استعمال کیا گیا ہے۔غریبی کا اندازہ لگانے کا سب سے زیادہ عام طریقہ فرد شماری کا فی صد (ایچ سی آر) رہا ہے جو ان افراد کا فی صد ہے جن کی آمدنیاں غریبی کی سطح سے نیچے رہتی ہیں۔ دو مختلف مدتوں پر غور کرتے ہوئے مثلاً سال 2004-05 اور 2009-10 کے ذریعے بتایا جاتا ہے' غریبی میں کمی کی شرح (HCR 2004-05- HCR 2009-10)/5 کے ذریعے دی جاتی ہے۔واضح رہے کہ غریبی میں کل کمی (HCR 2004-05-HCR 2009-10) ہے اور یہ پانچ سال کی مدت میں واقع ہوئی ہے۔ 1993-94 سے 2004-05 کی گیارہ سالہ مدت کے ساتھ مذکورہ بالا مدت کا موازنہ کرنے پر بہتر کے لئے تبدیلی حاصل ہوتی ہے۔اس مدت میں کمی کی شرح سالانہ 2. 2 فی صد پوائنٹس تھی' حالاں کہ 2004-05 سے 2009-10 کی مدت میں کمی تیز رفتار تھی (سالانہ 4.4 فی صد پوائنٹس)۔این ایس ایس او کا تازہ ترین سروے سال 2001-12 کے لئے تھا۔ ماضی سے انحراف کرتے ہوئے این ایس ایس او نے گزشتہ سب سے بڑے سروے (200-10 میں) کے بعد محض دو سال بعد ایک اور بڑا سروے کیا تھا۔سابق منصوبہ بندی کمیشن نے ایک ڈرامائی بہتری کی دستار بندی کرنے کے لئے اس سروے سے اعداد وشمار کا استعمال کیا تھا' لہٰذا یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ 2004-05 سے 20011-12 تک کی سب سے حالیہ سات سالہ مدت کے دوران غریبی کے فی صد میں کمی کی شرح 1993-94 سے 2004-05 تک کی گیارہ سالہ مدت میں تجربہ کیا گئی شرح سے تقریباً گنا زیادہ تھی (منصوبہ بندی کمیشن 2013)۔

مذکورہ بالا نظریہ توضیح کی سہولت اور سادگی کی خوبیوں کا حامل ہے۔لیکن یہ اس مسئلے سے متاثر ہے کہ غریبی کی سرکاری سطحوں کا سنجیدگی سے موازنہ کیا جاتا ہے نیز اس بات کا یقین کرنے کی وجہ ہے کہ وہ مصنوعی طور سے کم نیز ایک ایسے طریقے پر مبنی ہیں جو بے نقص ہے۔ یہ بات اکونومک اور پولیٹیکل ہفتہ وار کے صفحات میں شائع کردہ غریبی کی سرکاری سطحوں کے متعدد نکتہ چینیوں سے ظاہر ہے۔غریبی میں کمی کی شرحیں غریبی کی استعمال کردہ سطحوں کے تئیں حساس ہیں۔مزید برآں یہ نظریہ شمولیت پر مبنی ترقی کے اولوالعزم نظریے کے پیش نظر بہت محدود کرنے والا نظر آتا ہے جیسا کہ مثال کے طور پر مذکورہ بالا بارہویں منصوبے کی دستاویز میں منعکس کیا گیا ہے۔ اس مسئلے کے اردگرد ایک طریقہ ایک ایسا نظریہ استعمال کرنا ہے جس میں شمولیت کے اس تعین کے لئے اجازت ہو جو غریبی کی کسی بھی معقول سطح کے لئے کیا جاتا ہے نیز جو غریبی کی ایک مخصوص سطح سے آزاد ہو۔اس طرح کا نظریہ معاشیات میں موجود ہے۔نظریہ یہ ہے کہ اس بات کا پتہ لگایا جائے کہ آیا غریبوں کی آمدنیوں میں ایک مناسب شرح سے اضافہ ہوا ہے جو کہ عام طور سے شرح ہے جس پر ایک اوسط شخص کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے۔ 2004-05 سے 2011-12 کی مدت کے دوران' اوسط شخص کے اخراجات میں دیہی علاقوں میں 22 فی صد اور شہری علاقوں میں 27 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے' اخراجات کا استعمال آمدنی کی جگہ کیا جاتا ہے۔ یہ پایا گیا ہے کہ دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں غریبوں کے اخراجات اس معار سے کم رہے ہیں یعنی غریبوں کو امیر اور متوسط آمدنی والے گروپوں کے مقابلے میں سست رفتار اضافے کا تجربہ ہوا ہے۔ یہ کمی شہری علاقوں میں کافی مستقل ہے۔مثال کے طور پر دیہی علاقوں میں ایک شخص کے اخراجات میں 20.3 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا ہے۔شہری علاقوں کے لئے یہی اعداد وشمار 24.5 فی صد ہیں۔واضح رہے کہ یہ شرحیں اوسط شخص کے لئے اضافہ کی شرحوں کے مقابلے میں کم ہیں (22 فی صد۔ دیہی اور 27 فی صد شہری)۔اس کے برعکس 90 ویں پرسینٹائل پر ایک شخص کو کہیں زیادہ اضافہ کے تجربہ ہوا ہے۔ دیہی علاقوں کے لئے 23.1 فی صد اور شہری علاقوں کے لئے 29.1 فی صد۔یہی معیار استعمال کرتے ہوئے یہ پایا گیا ہے کہ محروم ذات گروپوں (ایس سی' ایس ٹی اور او بی سی) نیز نچلے طبقوں (زرعی مزدور' بہت چھوٹے کسان' چھوٹے کسان اور اتفاقی شہری کارکنان) میں غریبوں کی آمدنیوں میں اضافہ ناکافی رہا ہے۔ مجموعی نتیجہ جو اس سروے سے برآمد ہوتا ہے' یہ ہے کہ ہندستانی ترقی شمولیت پر مبنی نہیں رہی ہے۔

متعدد دیگر اسکالر بھی دیگر سخت نظریات کا استعمال کرتے ہوئے اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔جگہ کی مجبوریوں کے پیش نظر میں ان میں سے صرف کچھ پر ہی تبادلہ خیال کروں گا۔شمولیت کا تصور کرنے کے لئے ڈی جے راج اور ایس سبرامنین نے مختلف گروپوں میں ہندستانی کی تقسیم کرنے کے مسئلے اور مختلف گروپوں میں اسی جیسے مسائل کے درمیان جو دیگر شعبوں میں واقع ہوتے ہیں' تناسب مرتب کیا ہے۔ جے راج اور سبرامنین نے آبادی کے اخراجات کی حقیقی کارکردگی کا موازنہ اس سلسلے میں اس کی کارکردگی سے کیا ہے کہ کیا صحیح معیارات برقرار رکھے گئے ہیں یعنی کیا ترقی ان معیارات کے مطابق ہوئی ہے۔کھپت کے اخراجات کے سلسلے میں این ایس ایس کے سروے کے اعداد وشمار کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ ہندستانی تجربہ ان معیارات پر پورا نہیں اترا ہے۔ 1993-94 سے 2009-10 کی مدت کے دوران حقیقی شرح اضافہ' دیہی علاقوں میں سالانہ 1.43 فی صد رہی ہے۔حالاں کہ کم سے کم معیار سالانہ 2.88 فی صد کی شرح اضافہ یقینی ہوتی۔ یہ کمی شہری علاقوں کے لئے کہیں زیادہ ہے یعنی 1.27 بمقابلہ 4.39۔ جے راج اور سبرامنین نے سماجی اور اقتصادی (آمدنی کی بجائے) گروپوں کے لئے اسی طرح کا تجزیہ کیا ہے اور شمولیت کی کمی کا پتہ لگایا ہے۔

سوریہ نارائن اور داس نے شمولیت کا تصور تین جہتوں میں کیا ہے یعنی روزگار، آمدنی اور خرچ۔ انہوں نے تین پیمانوں کا استعمال کیا ہے: (1) اوسط آمدنی کی نسبت سے اوسط خرچ کی لچک داری (ii) اوسط خرچ کی نسبت سے اوسط خرچ کی لچک داری، اور (iii) شمولیت پر مبنی شرح'' جس کا انحصار اس آبادی کے حصے پر ہے، جو اوسط خرچ کے 60 فی صد سے کم حصے کی حامل ہے۔ پوری آبادی اور سماجی طور سے محروم گروپوں (مثلاً درج فہرست قبیلوں) دونوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیز 94-1993 سے 12-2011 تک اخراجات کے سلسلے میں این ایس کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ ہندستانی ترقی شمولیت پر مبنی رہی ہے، مثال کے طور پر شمولیت کی شرح 94-1993 میں 0.748 سے کم ہو کر 12-2011 میں 0.711 ہو گئی ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ: ہندستانی اصل دھارے کے ترقیاتی عمل میں غریب ترین لوگوں کی شمولیت اب بھی ایک موہوم امید ہے۔

تبادلہ خیالات اور نتائج

پوری آبادی اور محروم سماجی گروپوں دونوں کی اوسط آمدنی میں گزشتہ دو دہوں میں اضافہ ہوا ہے۔ غریبی میں بھی کمی آئی ہے جیسا کہ غریبی کی سرکاری سطحوں سے اندازہ لگایا گیا ہے۔ لیکن شمولیت ان سے کہیں زیادہ نتائج کی متقاضی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے، شمولیت کا تصور کرنے کے سلسلے میں زیادہ وسیع نظریات سے متعلق ہندستان کا ریکارڈ مایوس کن پایا گیا ہے۔ اس کی وجوہات کا پتہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ہندستانی زراعت کی کارکردگی اچھی نہیں رہی ہے نیز جیسا کہ متعدد اسکالر کہتے رہے ہیں، اس وقت یہ بحران سے گزر رہی ہے۔ یا تو زرعی شعبے سے یا شہری غیر رسمی شعبے سے غریب لوگوں کو کام دینے کے لئے شہری علاقوں میں روزگار کے کافی مواقع نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ متعدد سرکاری رپورٹوں میں کہا گیا ہے نیز اسکالروں نے بھی کہا ہے، جس شعبے نے روزگار کے سب سے زیادہ مواقع پیدا کئے ہیں اور وہ بھی دیہی علاقوں میں، وہ تعمیرات کا شعبہ رہا ہے۔ عموماً یہ روزگار پرمنفعت نہیں ہیں۔ نیز ان سے قابل مارکیٹ ہنرمندیاں پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے۔ اشیاء سازی کے شعبے کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے۔ اشیاء سازی، خاص طور سے مزدوروں پر مبنی اشیاء سازی کے سلسلے میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا مقابلہ شمولیت پر مبنی ہو سکتا تھا۔ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم (ایم این ای آر جی ایس) جیسے بہبودی پروگراموں کو مستحکم بنایا جائے نیز شہری غریبوں کا تحفظ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایسی پالیسیاں ضروری ہیں جن سے ہنر پیدا کئے جائیں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ترغیب دی جائے (مثال کے طور پر سرکاری سرمایہ کاری کے ذریعے)۔

☆☆☆

کینسر مریضوں کے لئے بنائے گئے گھر ''پریم آشریے'' کا افتتاح

☆ کوئلہ، توانائی، جدید و قابل تجدید توانائی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) پیوش گوئل نے کولکاتا کے نیوٹاؤن علاقے کے راجرہاٹ میں واقع ٹاٹا میڈیکل سینٹر کے کینسر مریضوں اور ان کے رشتے داروں کے لیے بنائے گئے گھر ''پریم آشرے'' کا افتتاح کیا۔ اس دس منزلہ عمارت میں 525 افراد کے رہنے کی گنجائش ہے۔ اس میں کولکاتا کے باہر کے وہ کینسر مریض جو ٹاٹا میڈیکل سینٹر میں زیر علاج ہوں اور ایسے مریضوں کے رشتے دار معمولی چارج کی ادائیگی پر رہ سکتے ہیں۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب گوئل نے اعلان کیا کہ کول انڈیا پانچ کینسر تشخیص مراکز قائم کرے گی تا کہ دور دراز علاقوں میں رہنے والے ان لوگوں کو جنہیں کینسر جیسی سنگین بیماریوں کے معیاری علاج تک رسائی میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، فائدہ پہنچ سکے۔ یہ مراکز جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، مغربی بنگال، اڈیشہ اور مدھیہ پردیش کے کوئلہ کانکنی والے علاقوں میں قائم کئے جائیں گے۔ دور دراز کے علاقوں سے آنے والے کینسر مریضوں کی پریشانیوں کو کم کرنے کی اس کوشش کی ستائش کرتے ہوئے جناب گوئل نے پریم آشرے ٹرسٹ سے کہا کہ وہ اس گھر کے رکھ رکھاؤ کے لیے صنعت کاروں، تجارت پیشہ برادری اور دیگر لوگوں کو شریک کریں۔ واضح ہو کہ اس کام کے لئے سالانہ کم از کم 30 کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی۔ وزارت کوئلہ کے تحت آنے والی مہارتن کمپنیوں میں سے ایک کول انڈیا لمیٹیڈ پریم آشرے کی تعمیر کے لیے پہلے ہی 41.11 کروڑ روپے کی منظوری دے چکی ہے۔ جناب گوئل نے یقین دہانی کرائی کہ اگر ضرورت ہوئی تو یہ کمپنی پریم آشرے کی مدد کے لیے پھر آگے آئے گی۔ کول انڈیا لمیٹیڈ کے چیئرمین جناب سوتر تھا بھٹا چاریہ نے کہا کہ اس طرح کی نیک اور انسانیت نواز کوشش سے جڑ کر کول انڈیا خوشی محسوس کر رہی ہے۔ پریم آشرے ٹاٹا میڈیکل سینٹر سے تھوڑی ہی دور پر واقع ہے۔ اس عمارت میں مریضوں اور ان کے رشتے داروں کے ٹھہرنے کی سہولت کے ساتھ ساتھ چائلڈ کیئر سنٹرس، کونسلنگ روم، فزیوتھیریپی یونٹ اور ایک آڈی ٹوریم بھی ہے۔

حکومت 2019 تک سبھی گھروں میں بجلی پہنچانے کے تئیں پابند عہد

☆ حکومت 2019 تک سبھی شہری و دیہی کنبوں میں بجلی فراہم کرانے کے تئیں پابند عہد ہے اور اس سلسلے میں سبھی ممکنہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کولکاتا میں کول کنزیومرس ایسوسی ایشن آف انڈیا (سی سی اے آئی) کے ذریعے منعقدہ مذاکراتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے توانائی، کوئلہ، جدید و قابل تجدید توانائی کے وزیر مملکت جناب پیوش گوئل نے شمسی، لہروں اور بایوماس جیسے وسائل سے حاصل ہونے والی گرین انرجی کی زیادہ سے زیادہ پیداوار پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ان کی وزارت سبسڈی اور دیگر ترغیباتی اقدامات کے تحت اس طرح کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہی ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ نئی حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد فروری 2015 تک کول انڈیا لمیٹیڈ (سی آئی ایل) کے ذریعے ملک میں کوئلے کی پیداوار میں بارہ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اور آئندہ دس مہینوں میں اسے بڑھا کر 29 ملین ٹن کرنے کا ہدف ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت شفافیت پر مبنی پالیسی اپنا رہی ہے اور کوئلے کے شعبے میں جواب دہی اور ذمہ داری کو ترجیح دے رہی ہے۔ وزیر موصوف نے اس امید کا اظہار کیا کہ موجودہ مالی سال میں 550 ملین ٹن کی اضافی پیداوار کے ساتھ کوئلے کے شعبے میں 11 سے 12 فیصد تک کی ترقی ہوگی۔

وجے کمار کول

ہندستان کو بااختیار بنانے کے لئے

ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا استعمال

ہندوستان کو بااختیار بنانے والی ان بارہ ٹکنالوجیوں میں اقتصادی اور سماجی دونوں ہی شعبوں میں سود مند ہیں اور ہندوستان کو 2025 تک اپنی تیز رفتار اقتصادی ترقی، وسیع سماجی شمولیت اور بہتر نظم حکمرانی کے اہداف کو حاصل کرنے میں مدد کرسکتی ہیں۔آئیے ہم پہلے ڈیجیٹل انڈیا پروگرام پر غور کرتے ہیں ، اس کے بعد ہم ہندستانی معیشت کے پانچ شعبوں میں ڈیجیٹلائزیشن کے اثرات پر توجہ مرکوز کریں گے۔

مصنف دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

یکم جولائی 2015 کو وزیر اعظم نے ڈیجیٹل انڈیا ہفتہ کا افتتاح کیا۔ڈیجیٹل ٹکنالوجی یا ڈیجیٹلائزیشن ، اختراعات کی وہ نئی کڑی ہے جو عوام، مصنوعات اور خدمات کو مربوط کررہی ہے اور جو انفارمیشن ٹکنالوجی، ٹیلی کمیونیکیشن ، انٹرنیٹ اور دیگر متعلقہ ٹکنالوجیوں کا نتیجہ ہے۔یہ ٹکنالوجیکل انقلاب کا حصہ ہے، جو ان دنوں جاری ہے۔ اب تک اس طرح کے پانچ ٹکنالوجیکل انقلابات کے ریکارڈ موجود ہیں اور یہ چھٹا انقلاب ہے۔ڈیجیٹلائزیشن کی اس لہر کا نتیجہ مختلف ملکوں میں سماجی ، اقتصادی اور سیاسی تبدیلیوں کی شکل میں رونما ہوسکتا ہے۔گزشتہ 250 برسوں میں جو پانچ ٹکنالوجیکل انقلابات ہوئے ہیں، ہندستان ان میں سے کسی میں بھی شامل نہیں رہا ہے۔مذکورہ تمام ٹکنالوجیکل انقلابات کا آغاز کسی مخصوص مغربی ملک سے ہوا اور پھر مغرب کے دیگر ملکوں میں پھیل گیا۔بیشتر مغربی ملکوں نے ان انقلابات سے استفادہ کیا۔ ہندوستان اپنی آزادی کے چھ دہائیاں گذر جانے کے بعد بھی بنیادی سماجی اقتصادی چیلنجز مثلاً غربت، قلت تغذیہ، بے روزگاری، ناخواندگی، صحت کی دیکھ بھال سے نبرد آزما ہے اور اب ماحولیاتی تباہی ان میں سب سے اوپر ہے۔ یہ مسائل نو آبادیاتی نظام اور خراب گورننس سسٹم کا نتیجہ ہیں۔ اس پس منظر میں جدید ڈیجیٹلائزیشن ٹکنالوجی ایسے کئی مسائل کا حل ثابت ہوسکتے ہیں۔اس مقالے میں ہندوستان کو درپیش سماجی اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں جدید

ڈیجیٹلائزیشن ٹکنالوجی کے رول کا جائزہ لیا گیا ہے، اور اس سوال پر توجہ مرکوز کی گئی ہے کہ کیا یہ ہندستانی عوام کو ہمہ جہت ترقی دلانے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے اور نتیجتاً مطلوبہ سماجی تبدیلی آ سکتی ہے؟

سماجی اقتصادی چیلنجز، ہمہ جہت ترقی اور نئی ٹکنالوجی کا استعمال

ہندستان کو متعدد سماجی اقتصادی اور ماحولیاتی چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہاں دنیا کی سب سے بڑی آبادی بستی ہے۔ ہندستانی بچوں کی ایک بڑی تعداد اب بھی قلت تغذیہ کا شکار ہے۔ اگر ہم کئی بیماریوں مثلاً ٹی بی، کینسر اور ذیابیطس کا ذکر کریں تو پائیں گے کہ ہندستان دیگر ملکوں کے مقابلے ان میں سب سے آگے ہے۔ گوکہ سابقہ برسوں میں ہماری خواندگی کی سطح بہتر ہوئی ہے تاہم اس کے باوجود ہندستان میں ایک بہت بڑی تعداد ناخواندہ افراد کی ہے۔ بہت بڑی تعداد میں نوجوان بے روزگار ہے۔ آنے والے برسوں میں مسئلہ مزید پیچیدہ ہونے والا ہے۔ اوران سب سے اوپر، عالمی معیشت کے ساتھ ربط نے سماج کے پسماندہ طبقات کے مسائل کو مزید پیچیدہ کردیا ہے۔ نقشہ 1 میں ہندستان کو درپیش سماجی اقتصادی چیلنجز کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ان مسائل کو کوئی براہ راست یا سیدھا حل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ان میں سے کئی مسائل ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر غربت، ہمہ جہت ترقی، فوڈ سیکورٹی اور ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے کا معاملہ ہمارے زرعی اور زراعتی ماحولیاتی نظام سے جڑا ہوا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لئے زراعت اور پورے ماحولیاتی سسٹم میں سدھار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایک جامع فریم ورک کی ضرورت ہوگی جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے مسائل کو سمجھے اور انہیں حل کرے۔ تمام خطوں کے لئے کوئی ایک مشترکہ حل ممکن نہیں ہے اور اگر اسے نافذ کر بھی دیا جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ علاقائی وسائل، لوگوں کی رضامندی ،عوام کی شراکت اور ان کی صلاحیتوں نیز لیگل اتھارٹیز کے ویزن یا گورننس سسٹم کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین حل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ (دیکھیں نقشہ 1)۔

اسی کے ساتھ ڈیجیٹلائزیشن کی شکل میں حالیہ چند دہائیوں کے دوران ابھرنے والی نئی ٹکنالوجی بھی ترقی پذیر ملکوں میں مذکورہ بعض سماجی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ تعلیم کو پھیلانے ، گورننس میں شفافیت کو بہتر بنانے ، لوگوں کے درمیان کنکٹی ویٹی کو بڑھانے ، پیداواریت کو بہتر بنانے ، انٹرپرائزیز کی کارکردگی کو بہتر بنانے، نئی صنعتوں کی ترقی اور اختراعی سرگرمیوں میں اضافہ کرنے میں ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے استعمال کے خاطر خواہ مثبت نتائج دیکھنے کو ملے ہیں۔ ہم زراعت اور دیہی سیکٹر، تعلیم، مینوفیکچرنگ، ہیلتھ کیئر اور ای گورننس میں ان ٹکنالوجیوں کے استعمال پر آگے بحث کریں گے۔

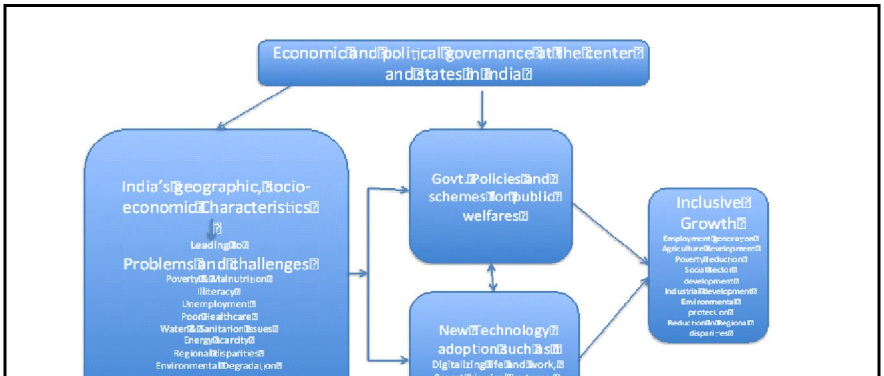

نقشہ 1 : ہندستان میں گورننس، ٹکنالوجی اور ہمہ جہت ترقی

نقشہ 1 میں ہندستان کے سماجی اقتصادی چیلنجز، ان کے حل اور ہمہ جہت ترقی کی صورت میں ان کے نتائج کو دکھایا گیا ہے۔ تاریخی طور پر ماضی میں ہندستان دنیا کے انتہائی خوشحال ملکوں میں سے ایک رہا ہے۔ طویل نوآبادیاتی حکومت نے اس کی خوشحالی چھین لی۔ ملک کسی بھی ٹکنالوجیکل انقلاب میں شامل نہیں ہوا۔ آزادی کے وقت یہ دنیا کے غریب ملکوں میں سے ایک تھا، غربت، ناخواندگی اور خراب سماجی اقتصادی اشاریئے اس کی شناخت تھی۔ گزشتہ چھ دہائیوں میں عوام کے ذریعہ منتخب اپنی حکومتوں کے باوجود ان مسائل پر قابو نہیں پایا جاسکا۔ لہٰذا نقشہ 1 سے پتہ چلتا ہے کہ خراب گورننس سسٹم ملک کی معیشت اور کام کاج کی خراب کارکردگی کی وجہ ہے۔ تاہم اچھی معیاری گورننس اس کے مسائل کو حل کرسکتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گڈ گورننس کے نتیجے میں اچھی اقتصادی، سماجی پالیسیاں، اچھے پروگرام اور اچھی اسکیمیں آسکتی ہیں، جنہیں اگر مناسب انداز میں نافذ کیا جائے تو نتیجہ ہمہ جہت ترقی کی صورت میں سامنے آئے گا۔ یہاں جدید ٹکنالوجی کے رول کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ ڈیجیٹل ٹکنالوجی کمپنی، انڈسٹری، شہر اور معیشت کے گورننس سسٹم میں بڑی تبدیلی لاسکتی ہے۔ اس سے حکومت کی اسکیموں اور پروگراموں کو نافذ کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کو درپیش موجودہ سماجی اقتصادی چیلنجز کو گڈ گورننس کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے، جو مناسب پبلک پالیسیوں، پروگراموں اور اسکیموں پر توجہ مرکوز کرے اور ان اسکیموں اور پروگراموں کو نافذ کرنے کے لئے جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرے۔ ان سب کے نتیجے میں ملک میں ایک ہمہ جہت ترقی ہوگی۔

جدید ٹکنالوجی اور ہندستان کی ہمہ جہت ترقی

گزشتہ 250 برسوں کے دوران دنیا میں کئی نمایاں ٹکنالوجی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اس وسیع ٹکنالوجی تبدیلیوں اور ترقیات کو ٹکنالوجی انقلاب کہا جاتا

ہے۔ جدول 1 میں ایسے پانچ ٹکنالوجیکل انقلاب کا ذکر ہے۔ چھٹا انقلاب ان دنوں جاری ہے۔ ٹکنالوجی تبدیلیوں کے ان ادوار کو انقلابات اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ ملک کی پوری معیشت پر ان کے زبردست اثرات مرتب ہوئے۔

ہر ٹکنالوجیکل انقلاب کے نتیجے میں ترقی کی بڑی لہر شروع ہوئی، جسے ترقی، پیداواریت میں اضافہ، پروڈکٹ رینج، جغرافیائی پھیلاؤ اور سماجی فوائد کے لحاظ سے پوری طرح تیکنیک تک پہنچنے میں نصف صدی سے زیادہ وقت لگا۔ سرمایہ داری میں ترقی کے دوران کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اس نے ٹکنالوجیکل انقلابات کا بھی سہارا لیا۔

ہندستان کی سماجی اقتصادی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ملک میں ہمہ جہت ترقی کے حصول کے لئے مخصوص اقسام کی ٹکنالوجیوں کی ضرورت ہے۔ میک کنسی گلوبل انسٹی ٹیوٹ نے ہندستان کے لئے 12 ایسی ٹکنالوجیوں کی نشاندہی کی ہے، جنہیں ایک مقررہ وقت کے اندر اپنایا جاسکتا ہے۔ ان ٹکنالوجیوں کے فوائد اور اثرات کو بڑے پیمانے پر محسوس کیا جاسکتا ہے اور یہ عوام، اداروں، پروڈکٹس اور مارکیٹ پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔

انہوں نے کہا ہے کہ ان ٹکنالوجیوں کے خاطر خواہ اقتصادی اثرات مرتب ہوں گے۔

ہندستان کے لئے بااختیار بنانے والی ان بارہ ٹکنالوجیوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) ٹکنالوجی جو زندگی اور کام کو 'ڈیجیٹائز' کرے (۲) اسمارٹ فزیکل سسٹم (۳) ری تھنکنگ انرجی کے لئے ٹکنالوجی (دیکھئے جدول 2)۔ یہاں ہندستانی پس منظر میں چار ٹکنالوجیوں کی خاص اہمیت ہے: ڈیجیٹل پیمنٹ کی ٹکنالوجی، ڈیجیٹل آئیڈینٹیٹی کی تصدیق، انٹلی جنٹ ٹرانسپورٹیشن اور تقسیم اور ایڈوانس جی آئی ایس۔ چند دیگر ٹکنالوجی مثلاً ایڈوانس روبوٹکس، آٹو نومس وہیکل، 3D پرنٹنگ اور ایڈوانس میٹریلس بھی ہندستان کے لئے کافی اہم ہیں۔

ہندستان کو بااختیار بنانے والی ان بارہ ٹکنالوجیوں میں اقتصادی اور سماجی دونوں ہی شعبوں میں سودمند ہیں اور ہندستان کو 2025 تک اپنی تیز رفتار اقتصادی ترقی، وسیع سماجی شمولیت اور بہتر نظم حکمرانی کے اہداف کو حاصل کرنے میں مدد کرسکتی ہیں۔ آیئے ہم پہلے ڈیجیٹل انڈیا پروگرام پر غور کرتے ہیں، اس کے بعد ہم ہندستانی معیشت کے پانچ شعبوں میں ڈیجیٹلائزیشن کے اثرات پر توجہ مرکوز کریں گے۔

ڈیجیٹل انڈیا۔ ٹکنالوجی سے استفادہ کی کوشش

حکومت ہند کی طرف سے شروع کیا گیا ڈیجیٹل انڈیا پروگرام ملک کو درپیش بعض چیلنجز پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے عوام کے فائدے کے لئے ٹکنالوجی کے استعمال کی ایک کوشش ہے۔ پروگرام ایک ایسے ڈیجیٹل انڈیا کا خاکہ پیش کرتا ہے جہاں ڈیجیٹل خواندہ آبادی ٹکنالوجی کے لامحدود امکانات سے استفادہ کرسکتی ہے۔ ہمارے سیاسی رہنماوں نے یہ بات واضح کردی ہے کہ براڈبینڈ ہائی وے اتنے ہی اہم ہیں جتنی ہماری قومی شاہراہیں۔ ہمارے سیاسی رہنماوں میں اس بات کی واضح تفہیم ہے کہ بہتر خدمات کی فراہمی، اختراعات کو تقویت فراہم کرنے اور ملازمت کے زیادہ مواقع پیدا کرنے میں ٹکنالوجی کا اہم رول ہوگا اور ایک ڈیجیٹل قوم کی بنیاد کل ہندستانی نیٹ ورک پر رکھی جائے گی۔

ڈیجیٹل انڈیا پروگرام ہر فرد، گورننس کی ترسیل اور حسب ضرورت خدمات کی فراہمی کے لئے ڈیجیٹل انفرااسٹرکچر پروگرام فراہم کررہا ہے اور شہریوں کو ڈیجیٹل بااختیاری کا اہل بنارہا ہے۔ اس پروجیکٹ نے ترقی کے لئے نو ستونوں کی نشاندہی کی ہے۔ حکومت کی توجہ کا ایک اہم شعبہ براڈ بنڈ ہائی وے کا ڈیولپمنٹ ہے، جو دسمبر 2016 تک 250,000 گرام پنچایتوں کا احاطہ کرے گا۔ نئی عمارتوں میں کمیونیکیشن انفرااسٹرکچر کی لازمی تنصیب کے ذریعہ شہری علاقوں میں براڈبینڈ کے استعمال کو بڑھانے پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔ براڈ بینڈ میں وسعت سے ملک کے دورافتادہ علاقوں تک ٹکنالوجی پر مبنی خدمات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے گا۔ حکومت موبائل کنکٹی ویٹی تک ہر شخص کی رسائی پر بھی توجہ مرکوز کررہی ہے۔ 2018 تک ملک کے 40,000 سے زائد گاوں موبائل ٹکنالوجی کے تحت آجائیں گے۔

مختصراً یہ کہ ڈیجیٹلائزیشن اختراعات کی ایک نئی لہر ہے اور اس کا موازنہ 19 ویں صدی کے میکانائزیشن اور بجلی کے انقلاب سے کیا جاسکتا ہے۔ ٹکنالوجیکل ترقی تدریجی ہیں، تاہم سماج کی تبدیلی میں اس کے اثرات

جدول 2 : ہندستان کو بااختیار بنانے والی بارہ ٹکنالوجی

Digitizing life and work	Mobile Internet	Inexpensive and increasingly capable mobile devices and internet connectivity enable services to reach individuals and enterprises anywhere
	Cloud technology	Computing capacity, storage, and application delivered as a service over a network or the Internet, often at substantially lower cost
	Automation of knowledge work	Intelligent software for unstructured analysis, capable of language interpretation and judgment-based tasks; potential to improve decision quality
	Digital payments	Widely accepted and reliable electronic payment systems that can bring millions of unbar Indians out of the cash economy
	Verifiable digital identity	Digital identity that can be verified using simple methods, enabling secure delivery of payments and access to government services
Smart physical systems	Internet of things	Networks of low-cost sensors and actuators to manage machines and objects, using continuous data collection and analysis
	Intelligent transportation and distribution	Digital services, used in conjunction with the internet of things, to increase efficiency and safety of transportation and distribution systems
	Advanced geographic information systems(GIS)	Systems that combine location data with other types of data to manage resources and physical activities across geographic spaces
	Next generation genomics	Fast, low-cost gene sequencing and advanced genetic technologies to improve agricultura productivity improving India's energy security
Rethinking energy	Advanced oil and gas exploration and recovery	Techniques that make extraction of unconventional oil and gas(usually from shale)economical, potentially improving India's energy security
	Renewable energy	Generation of electricity from renewable sources to reduce harmful climate impact and b power to remote areas not connected to the grid
	Advanced energy storage	Devices or systems of energy storage and management that reduce power outages, variability in supply, and distribution losses.

Source: Noshir Kaka, et. Al., India's technology opportunity: Transforming work, empowering people, Mckinseqy Quarterly, Mckinsey global Institute, December 2014

انقلابی ہیں۔

زراعت اور دیہی ترقیات

آیئے اب ہم ہندستانی معیشت کے مخصوص شعبوں میں ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے استعمال پر بات کرتے ہیں۔ ہندستان کی غربت، ہمہ جہت ترقی اور فوڈ سیکورٹی کے مسائل کو سمجھنے کے لئے ہندستانی زراعت اور ایگرو۔ ایکوسسٹم کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ ان مسائل کا حقیقی حل یہ ہے کہ، سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہم ان مسائل کو صرف ایک واحد ماڈل کے ذریعہ حل نہیں کرسکتے۔ ہمیں مختلف اختراعی ماڈل پر غور کرنا ہوگا، جو علاقے کے دستیاب وسائل پر مبنی ہوں، تاکہ غربت کا خاتمہ ہوسکے، بہتر ذریعہ معاش فراہم ہوسکے اور لوگوں کو فوڈ سیکورٹی مل سکے۔ 1950 کے بعد سے ہندستانی زراعت کی کارکردگی نسبتاً شاندار رہی ہے۔ ہندستان اپنی آبادی میں اضافہ کی رفتار کے مقابلے زیادہ تیز رفتاری سے اناج پیدا کر رہا ہے۔ سبز انقلاب، سفید انقلاب اور نیلا انقلاب نے ہندستانی زرعی معیشت کی کامیابی میں اہم رول ادا کیا ہے۔ ہندستان 1950 کے بعد سے اناج کی پیداوار میں پانچ گنا اور دودھ کی پیداوار میں سات گنا اضافہ کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کسانوں کی خودکشی اور مالی استحصال کی خبریں بھی سنتے رہتے ہیں۔ ماہرین اس مسئلے کو پالیسی عدم تعلق کا نام دیتے ہیں۔ ماضی میں ہندستان کی زرعی پالیسی بڑی حد تک فوڈ سیکورٹی کے لئے اناجوں پر مرکوز تھی۔ یہ اس بات کا اندازہ لگانے میں ناکام رہی کہ اونچی قیمت والے زرعی پروڈکٹس کے معاملے میں افراط زر کی شرح کافی اونچی ہے۔ لوگوں کو غذائیت سے بھرپور کھانا نہیں مل پا رہا تھا۔ اناج کے برخلاف زیادہ قیمت والی چیزیں جلد خراب ہوجاتی ہیں لہٰذا ان کے لئے تیز رفتار سپلائی لائن کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں درست پالیسی تیار کرنے کے لئے زرعی پیداوار کے پورے سلسلے کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے، جس کا آغاز کسانوں سے شروع ہوکر، بچولیوں، گوداموں، فوڈ پروسیسنگ کرنے والے تاجروں، خردہ فروشوں سے ہوتے ہوئے صارفین پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ حکومت، دیگر فائنانسرس اور تاجروں کی اس میں شمولیت نے اس سلسلہ کو ایک پورے ایکوسسٹم میں بدل دیا ہے۔ جدید ٹکنالوجی اس زرعی سلسلہ کو زیادہ موثر اور مسابقتی بنانے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

میک کینسی گلوبل انسٹی ٹیوٹ کے اندازے کے مطابق ہائبرڈ اور جنیٹکلی موڈیفائیڈ اناج، پریسزن فارمنگ اور موبائل انٹرنیٹ پر مبنی کھیتی اور مارکیٹ انفارمیشن سروس 2025 تک 45 بلین تا 80 بلین ڈالر کے زرعی سیکٹر کے حصول میں نصف سے زیادہ معاونت کرسکتی ہے۔ اسی طرح اسٹوریج اور ڈسٹری بیوشن سسٹم میں بہتری کرکے اناج کی بربادی کو کم کیا جاسکتا ہے۔ جس سے 2025 میں مزید سالانہ 32 ملین ڈالر کی بچت ہوگی۔ اس سے 100 ملین کسانوں کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا اور 300 تا 400 ملین صارفین کو بہتر تغذیہ والے اناج بھی مل سکیں گے۔

ٹکنالوجی کا استعمال کسانوں کے لئے فصلوں کے انشورنس میں بھی کافی موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ موسمیات پر نگاہ رکھنے والے اداروں، سیٹلائٹ، ڈرون سے لی گئی تصویروں وغیرہ کی مدد سے فصلوں کو ہونے والے نقصان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پورے سسٹم کو سائنسی بنیاد پر رکھا جاسکتا ہے اور بدعنوانی کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

ڈیجیٹل انڈیا پلیٹ فارم سے دیہی شہریوں کو مختلف طرح کی خدمات کی فراہمی میں بھی سہولت ہوگی۔ حکومت آبادی کے ایک بڑے طبقے کا احاطہ کرنے کیلئے گورننس، زمین کے ریکارڈس، ملازمتوں، صحت، تعلیم، زراعت اور ذاتی وسرکاری دستاویزات کے ڈیجیٹائزیشن کے لئے ان خدمات کو استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اس سے نئے انٹرپرینیورس نے موجودہ تاجروں کو بھی دیہی مارکیٹ میں خدمات فراہم کرنے کیلئے ایسے مواقع دستیاب ہوں گے جن کا پہلے تصور نہیں کیا گیا تھا۔

ایکوسسٹم کی تعمیر

مختلف ماہرین اقتصادیات اور اداروں کا اندازہ ہے کہ اگلے پانچ برسوں میں بڑی تعداد میں نوجوان (لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی) ورک فورس کا حصہ بن جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہندستان مینوفیکچرنگ سیکٹر اور اس کے ایکوسسٹم پر قریبی نگاہ رکھے۔ گلوبل مینوفیکچرنگ سسٹم سابقہ ایک کمپنی اور اس کے مختلف سپلائرس، فائنانسرس اور کنزیومر کے ماڈل سے اب مینوفیکچرنگ ایکوسسٹم ماڈل کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ڈیجیٹلائزیشن نے اس تبدیلی کو تقویت فراہم کی ہے۔ ہندستانی کمپنیوں اور پالیسی سازوں کو اس رجحان کو جلد از جلد سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں بھی جدید ٹکنالوجی مددگار

جدول 1 ٹکنالوجیکل انقلابات

سال اور بنیادی ملک	ٹکنالوجیکل انقلابات کی نوعیت اور صنعتیں
1771 انگلینڈ	صنعتی انقلاب (مشینیں، فیکٹریاں، نہریں)
1829 برطانیہ	بھاپ، کوئلہ، لوہا اور ریلوے کا دور
1875 برطانیہ، امریکہ اور جرمنی	اسٹیل، ہیوی انجینئرنگ (الیکٹریکل، کیمیکل، سول، نیول) کا دور
1908 امریکہ	آٹوموبائل، تیل، پیٹروکیمیکلس اور بڑے پیمانے پر پروڈکشن کا دور
1971 امریکہ	انفارمیشن ٹکنالوجی اور ٹیلی کمیونیکیشن کا دور
2000 ؟	ڈیجیٹلائزیشن، بایوٹیک، بایوالیکٹرانکس، نینوٹکنالوجی اور نئے میٹریلس کا دور

ثابت ہوسکتی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ ہندستانی کمپنیاں بڑی تیزی سے اس ٹکنالوجی کو اپنا رہی ہیں۔

موجودہ تبدیل شدہ ڈیجیٹلائزڈ بزنس ماحول اس بات کا متقاضی ہے کہ کمپنیاں اپنے طریق کار میں تبدیلی کریں۔ تمام صنعتوں میں ویلو چین ٹوٹ رہا ہے، نئی شکل اختیار کررہا ہے۔ موجودہ ویلو چین کو توڑ کر نئے ویلو چین قائم کرنا یا دیگر صنعتوں کے ویلو چین میں شامل ہونا اہم بنتا جارہا ہے۔

اس پس منظر میں سرکاری پالیسی ایسی ہونی چاہئے جو پورے مینوفیکچرنگ ایکو سسٹم کو فروغ دے، جس کے نتیجے میں ملازمت کے زیادہ مواقع پیدا ہوں گے اور ہماری صنعتیں عالمی مسابقت کرسکیں گی۔ چھوٹے اور درمیانہ درجہ کی صنعتوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور انہیں بڑی صنعتوں سے مربوط کیا جانا چاہئے۔ مینوفیکچرنگ ایکو سسٹم کے نظریہ کے فروغ سے کمیوں کا پتہ لگانے اور انہیں دور کرنے میں مدد ملے گی۔ مالیات، خام مال، زمین کے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔

گڈس اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی منظوری ہندستان کی تاجر برادری اور کارپوریٹ سیکٹر کو اپنی مسابقت کو زیادہ بہتر بنانے میں کافی مددگار ثابت ہوگی۔ یہ بھی ماڈرن ٹکنالوجی کے استعمال سے ممکن ہے۔ مزید برآں ڈیجیٹل انڈیا پروگرام الیکٹرانکس مینوفیکچرنگ کو خاطر خواہ اہمیت دے کر درآمدات کو صفر تک لے جانے کی حکومت کے ہدف کے حصول پر بھی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس سے ہندستان کی مینوفیکچرنگ صلاحیتوں کو تقویت فراہم ہوگی اور ملک کو ایک مینوفیکچرنگ مرکز میں تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔ پروگرام کے حصے کے طور پر حکومت اگلے پانچ برسوں کے دوران چھوٹے قصبوں اور گاوں میں لوگوں کو تربیت دے کر آئی ٹی سے لیس افرادی قوت تیار کرے گی۔

تعلیم اور ہنرمندی کی تشکیل

ہمارے تعلیمی نظام میں معیار سمیت کئی مسائل ہیں۔ اسکول سے نکلنے والوں کے تعلیمی معیار کا مسئلہ ہے، اعلی تعلیم یافتہ کے لئے روزگار کے کم مواقع کا مسئلہ ہے، ووکیشنل ٹریننگ میں بڑے پیمانے پر پائی جانے والی خلیج کا مسئلہ ہے، وغیرہ۔ ڈیجیٹلائزیشن نے ہندستانی کے تعلیمی نظام میں نئی جان پھونکنے کا زبردست موقع فراہم کیا ہے۔ اختراعی ڈیجیٹل ٹکنالوجی نے سیکھنے والوں، تربیت دینے والوں اور سرپرستی کرنے والوں سب کے لئے بے حساب مواقع فراہم کردئے ہیں۔ حکومت کی ڈیجیٹل انڈیا پہل، ہندستانی تعلیمی نظام کو پوری طرح تبدیل کردینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مناسب فکر اور نفاذ کے ساتھ نئی ٹکنالوجی کو طالب علموں کو تربیت دینے، اساتذہ کو تیار کرنے، صلاحیت سازی اور بہتر گورننس فراہم کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے وسیع اور پیچیدہ اسکولی نظام اور اعلی تعلیمی اداروں کے نیٹ ورک کو ٹکنالوجی سے جوڑنے کے لئے ایک مربوط اور ہدف پر مبنی اپروچ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کا کوئی بھی اپروچ تین ستونوں پر قائم کیا جاسکتا ہے۔

دیگر ملکوں کی طرح ہندستان بھی اپنے شہریوں کے تئیں اپنی حکومت کو زیادہ موثر اور جواب دہ بنانے کی کوشش کررہا ہے۔ ہمارے اندازے کے مطابق حکومت کی طرف سے بنیادی خدمات پر خرچ کی جانے والی رقم کا 50فیصد بھی اس کے حقیقی مستحقین تک نہیں پہنچ پاتا ہے

پہلا اور اہم پہلو ہے کہ طلبہ کو انفرادی طور پر سیکھنے کے لئے مناسب ہدایتی ذرائع تیار کئے جائیں۔ اس میں ای کانٹینٹ یعنی ڈیجیٹلائزڈ نصابی کتابوں، انیمیشن اور ویڈیو کی تیاری شامل ہے۔ نئی ٹکنالوجی طلبہ کو انفرادی طور پر سیکھنے کے لئے دلچسپ اور کھیل کھیل میں سیکھنے والے پروگرام تیار کرنے میں مددگار ہے۔ اس میں طالب علموں کو مشق کے لئے کافی مواقع ملتے ہیں۔ خان اکیڈمی اور مائنڈ اسپیک جیسے پلیٹ فارم ہندستان میں اس کی کامیاب مثالیں ہیں۔ ہم ہندستان میں مختلف زبانوں اور ریاستی نصاب کے لحاظ سے بھی سیکھنے والے پروگرام تیار کرسکتے ہیں۔

دوسرا پہلو ٹیچروں کی ٹریننگ کے لئے ٹکنالوجی انٹیگریٹیڈ پروگراموں کو ڈیولپ کرنے کے سلسلے میں مربوط اپروچ ہے۔ ٹکنالوجی سے ٹیچروں کی تربیت کے لئے نئے ماڈلس تیار کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس سے دور افتادہ علاقوں میں رہنے والے ٹیچروں کو بھی ملک کے دیگر ٹیچروں اور ماہرین سے رابطہ کرنے میں مدد ملے گی۔ گجرات، اتراکھنڈ اور مہاراشٹر جیسی کئی ریاستوں میں اس طرح کی مثالیں موجود ہیں جہاں معلومات او ر آئیڈیاز کے تبادلہ کے لئے وہاٹس ایپ گروپ جیسی نئی ٹکنالوجی کا استعمال کیا جارہا ہے۔ کرناٹک اوپن ایجوکیشنل ریسورس پلیٹ فارم ٹیچروں میں ڈیجیٹل مواد کی تیاری کی اہلیت پیدا کررہا ہے۔ اس ٹکنالوجی کے استعمال کی کئی مثالیں موجودہ ہے، جن میں ہدایتی ویڈیو، آن لائن کوچنگ اور ایک دوسرے کا تعاون شامل ہیں۔ ایم او او سی (ماس اوپن آن لائن کورس) کے ذریعہ طلبہ کے لئے اعلی معیاری کورس سامنے لائے جاسکتے ہیں اور نرسنگ اور دیگر مضامین میں عملی تربیت میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

تیسرا پہلو ہے ایک مضبوط گورننس کے لئے ڈاٹا کلکشن اور تجزیہ میں ٹکنالوجی کا استعمال۔ زبردست مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم کی مدد سے تمام تعلیمی ادارے اپنے طلبہ کی کارکردگی کا ریکارڈ رکھ سکتے ہیں اور ان کا تجزیہ کرسکتے ہیں اور انہیں ادارہ جاتی مقاصد یا پھر ٹیچر کلاس روم ہدف کے حصول کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔ کیرالہ، مہاراشٹر، گجرات اور اوڈیشہ نے اس سلسلے میں اقدامات کئے ہیں۔

صحت کی دیکھ بھال خدمات کی ترسیل

بین الاقوامی معیار کی بنیاد پر دیکھیں تو ہندستان

میں اس کی آبادی کی ضرورت کے لحاظ سے ڈاکٹروں، نرسوں اور ہیلتھ کیئر مراکز کی تعداد نصف ہے۔اس کے علاوہ موجودہ سہولیات سے حسب توقع نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں۔جدید ٹکنالوجی کے استعمال سے ہیلتھ کیئر سروسز کو ملک کے دورافتادہ گاؤں تک بھی پہونچایا جاسکتا ہے۔اسمارٹ فون سے کام کرنے والے کم لاگت والے ڈائیگونیسٹک آلات ، موبائل اور انٹرنیٹ وغیرہ صحت خدمات کی فراہمی میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔مثال کے طور پر ایک اسمارٹ فون کو آنکھوں کی جانچ کرنے کے آلہ میں تبدیل کرنا ممکن ہے۔ ایک آپٹک ڈیوائس NetraG کو اسمارٹ فون میں لگا کر، سافٹ ویئر اور بنیادی آپٹک ٹکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے کوئی شخص آنکھوں کی بصری خامیوں کا پتہ لگا سکتا ہے اور ان سب پر 300 روپے سے بھی کم لاگت آتی ہے۔جو لوگ نظر کا شیشہ سے زیادہ کے خواہش مند ہوں ،ایسے میں مریض کے معلومات کو دور بیٹھے کسی ماہر کو بھیجا جاسکتا ہے۔لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم ایک نیٹ ورک سوسائٹی بن جائیں ۔ ڈیجیٹائزیشن کا مقصد صحت کی خدمات کی فراہمی، میعار اور سیفٹی کو بہتر بنانا اور میعار اور سیفٹی کے اصولوں کو فروغ دینا ہے۔

ای گورننس

ڈیجیٹل انڈیا کا مقصد ہندستان کو اس کے 'علمی مستقبل' کے لئے تیار کرنے کے خاطر اسے 'ڈیجیٹلی امپاورڈ سوسائٹی' میں تبدیل کرنا ہے۔ ڈیجیٹل انڈیا گویا کہ مرکزی حکومت کے تمام ای گورننس اور کنکٹی ویٹی منصوبوں اور پروجیکٹوں کا مجموعہ ہے۔مثال کے طور پر بی ایس این ایل کا رورل بینڈ کنکٹی ویٹی پروجیکٹ آپٹیکل فائبر کو استعمال کر کے 25000 گرام پنچایتوں کو ڈیجیٹل انڈیا کے تحت لا رہا ہے اور اس کا نام بھارت نیٹ رکھا گیا ہے۔ای گورننس یا شہریوں کو ڈیجیٹلی بااختیار بنانے کے پیچھے بنیادی خیال یہ ہے کہ شہریوں اور حکومت کو زیادہ قریب لایا جائے افسر شاہی، بچولیوں کی مداخلت کو ہٹایا جائے اور بدعنوانی کا خاتمہ کیا جاسکے۔

ہندستان میں ای گورننس کا باضابطہ آغاز 1986 میں اس وقت ہوا جب نئی دہلی میں پہلے کمپیوٹرائزڈ ریلوے پسنجر ریزرویشن سسٹم نے کام شروع کیا۔ملک میں ہی ڈیزائن اور ڈیولپ کیا گیا یہ پروجیکٹ کمپیوٹر ٹکنالوجی کی صلاحیت کا پہلا مظاہرہ تھا کہ ایک سرکاری خدمت کی فراہمی میں بدعنوانی اور نااہلیت پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے اور کام میں لگنے والے وقت کو کیسے کم کیا جاسکتا ہے۔کرناٹک میں بھومی پروجیکٹ کے تحت اراضی کے ریکارڈوں کا کمپیوٹرائزیشن ای گورننس کا ایک اور انتہائی کامیاب پروگرام ہے۔انٹرنیٹ، براڈ بینڈ اور موبائل ٹکنالوجی کی آمد سے ان پروجیکٹوں کو مزید فروغ حاصل ہوا اور اس نے دیگر خدمات اور ریاستوں کے لئے ای گورننس کے لئے ماڈل کے طور پر کام کیا۔

دیگر ملکوں کی طرح ہندستان بھی اپنے شہریوں کے تئیں اپنی حکومت کو زیادہ موثر اور جواب دہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ہمارے اندازے کے مطابق حکومت کی طرف سے بنیادی خدمات پر خرچ کی جانے والی رقم کا 50 فیصد بھی اس کے حقیقی مستحقین تک نہیں پہنچ پاتا ہے اور پیچیدہ سرکاری عمل سرمایہ کاری اور ترقی کی راہ میں بڑی اڑچن ہے۔ای گورنمنٹ کے اقتصادی اثرات سے مسابقت میں اضافہ ہوگا اور مثبت تجارت موافق ماحول تیار ہوگا۔

خلاصہ

اس مضمون میں ہندستان میں ہمہ جہت ترقی کے حصول میں جدید ٹکنالوجی کے رول کا جائزہ لیا گیا ہے۔میں نے ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے رول کا جائزہ لیا ہے اور ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے بارے میں بتایا ہے۔ پانچ شعبوں یعنی زراعت ،مینوفیکچرنگ ،تعلیم ،صحت کی دیکھ بھال اور سرکاری خدمات پر نگاہ ڈالنے سے یہ واضح ہے کہ ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے استعمال سے ان شعبوں میں زبردست تبدیلی متوقع ہے۔ٹکنالوجی کے استعمال ان شعبوں میں پائی جانے والی کمیوں اور خامیوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔یہ ہندستانی زراعت اور دیہی علاقوں میں ذریعہ معاش اور میعار زندگی کو بدل دے گا۔مینوفیکچرنگ زیادہ مسابقتی ہوجائے گا اور اس میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملازمتوں کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔تعلیم میں سیکھنے اور میعار کے مسائل کو ڈیجیٹل ٹکنالوجی سے حل کیا جاسکتا ہے۔صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کو زیادہ سستا اور ملک کے دورافتادہ علاقوں تک قابل رسائی بنایا جاسکتا ہے۔سرکاری خدمات کی فراہمی میں بھی بہتری آئے گی۔مختصراً یہ کہ ٹکنالوجی سے ہمہ جہت ترقی اور خاطر خواہ اقتصادی ترقی کے حصول میں مدد ملے گی اس کے ساتھ ہی مستحکم گورننس، جامع اور قابل رسائی ہیلتھ کیئر، تعلیم اور شہری خدمات کی فراہمی میں بھی مدد ملے گی۔

جدید ٹکنالوجی کے فوائد سے مکمل استفادہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ڈیجیٹل اکنامی کے لئے ایک فزیکل انفراسٹرکچر تعمیر کیا جائے،ٹکنالوجی میں حائل ہونے والی ممکنہ رکاوٹوں کو دور کیا جائے،ٹکنالوجی کے غلط اثرات پر نگاہ رکھنے اور کنٹرول کرنے کے لئے موثر پالیسیاں، ضابطے اور میعار اپنائے اور فراہم کئے جائیں۔ایک تاباں و دلکش اختراعی ایکوسسٹم تیار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔چونکہ ہندستان ایک کثیر لسانی ملک ہے اس لئے اطلاعات،معلومات اور مواقع کے بارے میں بتانے کے لئے کثیر لسانی ذرائع کا استعمال کیا جائے۔اس کے علاوہ روایتی سسٹم اور جدید سسٹم کو مربوط کرنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ گورننس کے مختلف پہلوؤں کو آسان بنایا جاسکے، خواہ وہ موثر عوامی نظام تقسیم ہو، کاموں کو آٹومیٹک بنانا ہو، شہری، دیہی ماحولیات کو تبدیل کرنا ہو یا بہتر ہیلتھ کیئر کی فراہمی ہو۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مغربی ممالک میں ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے استعمال سے ان کی صلاحیتوں اور پیداواریت میں اضافہ ہوا ہے لیکن ملازمتوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ہندستان میں توقع ہے کہ درمیانی مدت کے لئے ملازمتوں کے مواقع میں اضافہ ہوگا۔اس اہم پہلو پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے اور اسے زیادہ ذمہ داری کے ساتھ حل کرنا ہوگا۔

☆☆☆

این آر بھانومورتھی/ ورشا سوارام

ہندستان میں

شمولیت پر مبنی ترقی اور سماجی تبدیلی

آہار پر مبنی منتقلیوں جیسے حالیہ اقدامات نیز بینکنگ نیٹ ورک کو بہتر بنانے سے نہ صرف اس پروگرام کی اثر پذیری مزید بہتر ہوگی بلکہ دیہی علاقوں میں غریب لوگوں کی روزی روٹی کی صورت حال بھی بہتر ہوگی۔

مضمون نگار بالترتیب نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک فائنانس اینڈ پالیسی نیز اندرپرستھ کالج فار ویمین، نئی دہلی سے وابستہ ہیں۔

سال میں معیشت نے جی ڈی پی میں 7.3 فی صد کا اضافہ درج کیا ہے اور بیشتر تجزیہ کاروں نے موجودہ سال میں 7.5 فی صد سے زیادہ کے اضافے کی پیشین گوئی کی ہے۔ آئی ایم ایف اور عالمی بینک جیسے بہت سے بین اقوامی مالی اداروں نے یہ پیشین گوئی بھی کی ہے کہ توقع ہندستان موجودہ سال میں ترقی کے لحاظ سے چین سے آگے نکل جائے او ر ابھرتی ہوئی مارکیٹ معیشتوں میں ایک نمایاں مقام حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن جب ہم ملینیم کے ترقیاتی نشانوں (ایم ڈی جی) کی تکمیل کے سلسلے میں رجحانات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہندستان کی صورت حال بہت مختلف نظر آتی ہے۔ ہندستان کے حالیہ ایم ڈی جی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 18 اشاریوں میں سے ہندستان صرف چار اشاریوں میں راستے پر ہے، بقیہ اشاریوں میں ہندستان کی نشاندہی یا تو راستے پر نہیں' یا پھر اعتدال کے ساتھ راستے پر کے طور پر کی جاتی ہے۔ اقتصادی ترقی اور سماجی اشاریوں کے درمیان اتنا فرق کیوں ہے؟

سادہ لحاظ سے اقتصادی ترقی کا تعلق کچھ عرصے میں ایک معیشت کی پیداوار میں اضافہ سے ہے لیکن یہ اضافہ ہمیشہ سماج کے طبقوں/حصوں کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا ہے یا ان میں یکساں طور پر تقسیم نہیں کی جاسکتی ہے۔ ترقی اور تقسیم کے درمیان اس طرح کے فرق کی نشاندہی کرتے ہوئے ہندستان نے ایک ایسی ترقیاتی حکمت عملی اختیار کی ہے، جو شمولیت پر مبنی ہوگی اور اسی کے ساتھ ساتھ پائیدار بھی ہوگی (بارہویں پنچ سالہ منصوبے کی رسائی دستاویز کا مقصد ہندستان میں تیز رفتار، پائیدار اور زیادہ شمولیت پر مبنی ترقی حاصل کرنا تھا'')

سادہ لحاظ سے اقتصادی ترقی کا تعلق کچھ عرصے میں ایک معیشت کی پیداوار میں اضافہ سے ہے لیکن یہ اضافہ ہمیشہ سماج کے طبقوں/حصوں کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا ہے یا ان میں یکساں طور سے تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ترقی اور تقسیم کے درمیان اس طرح کے فرق کی نشاندہی کرتے ہوئے ہندستان نے ایک ایسی ترقیاتی حکمت عملی اختیار کی ہے جو شمولیت پر مبنی ہوگی اور اسی کے ساتھ ساتھ پائیدار بھی ہوگی۔ (بارہویں پنچ سالہ منصوبے کی رسائی دستاویز کا مقصد ہندستان میں تیز رفتار، پائیدار اور زیادہ شمولیت پر مبنی ترقی حاصل کرنا تھا'')

شمولیت پر مبنی ترقی کا تعلق جیسا کہ عالمی بینک نے توضیح کی ہے، ترقی کی رفتار اور طریقے سے ہے یعنی وہ رفتار جس سے ایک معیشت ترقی کرتی ہے اور فائدہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ شمولیت پر مبنی ہونے کے لئے ترقی کرنے نیز اس کے قابل رسائی ہونے میں خطوں نیز سماجی واقتصادی پس منظر کے لحاظ کے بغیر مزدوروں کے ایک بڑے حصے کی شرکت ضروری ہوتی ہے۔ یہ نظریہ غریب حامی، ترقی کے نظریے پر مبنی ہے، جس کا تعلق قطعی لحاظ سے غریبوں کو فائدہ پہنچانے والی ترقی سے ہے۔ پالیسیوں اور پروگراموں کا عام طور سے مقصد غریبوں کے لئے آمدنی کی ازسرنو تقسیم ہے لیکن ادب میں نیز سرکاری پالیسی کے شعبے میں غریبی اور ترقی پر علاحدہ علاحدہ توجہ دی

ریاستوں کے حالیہ رجحانات اورایم ڈی جی اشاریے

ریاست مرکز کے زیر انتظام علاقے	اوسط ترقی (گزشتہ تین سل کا اوسط)	غریب شماری کا فی صد 2011-12	کم وزن والے بچوں کا فی صد 2005-06	این ای آر ثانوی 20013 -14	مردوں کی شرح خواندگی کے مقابلے میں خواتین کی شرح زندگی کا فی صد (15 تا24 سال)	آئی ایم ایم 2013	ہنرمند صحتی عملے کے ذریعے کرائے گئے وضع حمل کا فی صد 2009	جغرافیائی صحتی علاقے کے لئے جنگلاتی احاطہ (فی صد) 2013	صفائی ستھرائی تک رسائی والے کنبے (دیہی اورشہری، فی صد این ایس ایس 2012
آندھراپردیش	6.15	9.2	29.8	43.56	0.92	39	95.6	16.8	38.7
اروناچل پردیش	5.64	34.67	29.7	50.12	0.9	32	71.9	80.4	10
آسام	5.75	31.98	35.8	50.32	0.93	54	65.5	35.3	12
بہار	10.31	33.74	54.9	35.98	0.8	42	53.2	7.7	67.4
چھتیس گڑھ	6.22	39.93	47.8	51.89	0.9	46	56.4	41.1	65.7
گوا	12.16	5.09	21.3	72.91	0.99	9	99.8	59.9	6.7
گجرات	7.81	16.63	41.1	44.88	0.92	36	85.2	7.5	34.4
ہریانہ	6.69	11.16	38.2	46.2	0.93	41	69.3	3.6	16.7
ہماچل پردیش	6.56	8.06	31.1	68.07	0.99	35	53.7	26.4	22.1
جموں وکشمیر	5.87	10.35	24	39.56	0.85	37	82.9	10.1	35.2
جھارکھنڈ	6.94	36.96	54.6	44.38	0.82	37	47.3	29.5	73.9
کرناٹک	4.85	20.91	33.3	54.01	0.95	31	88.4	18.8	44.8
کیرلا	8.10	7.05	21.2	73.79	1	12	99.9	46.1	2.3
مدھیہ پردیش	10.22	31.65	57.9	44.76	0.87	54	82.9	25.2	60.7
مہاراشٹر	6.57	17.35	32.7	56.27	0.97	24	85.5	16.5	33.5
منی پور	6.87	36.89	19.5	72.89	0.95	10	82.7	76.1	0.9
میگھالیہ	9.06	11.87	42.9	38.29	1.02	47	65.2	77.1	3.6
میزورم	2.34	20.4	14.2	53.98	0.96	35	85.1	90.4	0.3
ناگالینڈ	7.10	18.88	23.7	40.75	0.98	18	43.8	78.7	0
اڑیسہ	5.82	32.59	39.5	47.23	0.89	51	79.1	32.3	71.8
پنجاب	5.47	8.26	23.6	47.48	0.98	26	66.7	3.5	15.6
راجستھان	4.76	14.71	36.8	41.04	0.78	47	75.8	4.7	57.2
سکم	8.75	8.19	17.3	26.14	0.98	22	69.9	47.3	0.1
تمل ناڈو	6.02	11.28	25.9	61.59	0.98	21	98.6	18.3	41.1
تری پورہ	8.70	14.05	35.2	87.95	0.96	26	83.1	75	1.2
اترپردیش	5.54	11.26	41.6	36.67	0.87	50	64.2	6	16.1
اتراکھنڈ	6.87	29.43	31.7	46.37	0.96	32	58.7	45.8	60.1
مغربی بنگال	6.69	19.98	37.6	41.66	0.96	31	72.6	18.9	29.4
کل ہند	5.60	21.9	40.4	45.63	0.91	40	76.2	21.2	43.43

ماخذ: http://planningcommission.nic.in/data/datatable/data_2312/DatabookDec2014%20162.pdf :

گئی ہے جس سے بذات خود دونوں کے درمیان کچھ فرق پیدا ہوا ہے۔ کچھ عرصہ سے ہندستان میں شمولیت پر مبنی ترقی حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی تبادلہ خیالات چل رہا ہے، جس کا تعلق، شمولیت پر مبنی ترقی مقابلے میں سب کے لئے نہ کہ صرف غریبوں کے لئے یکساں مواقع حاصل کرنے کے علاوہ ترقی سے ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، ہندستان میں شمولیت پر مبنی ترقی پر توجہ کو اس حقیقت سے تقویت ملی ہے کہ زیادہ ترقی سے روزگار کے زیادہ مواقع پیدا نہیں ہوئے ہیں نیز اس سے عوام کے بڑے طبقوں کی روزی روٹی کو بہتر بنانے میں بھی مدد نہیں ملی ہے۔ مزید برآں اس طرح کی زیادہ تر ترقی صرف کچھ علاقوں میں ہوئی ہے، جس سے ملک میں علاقائی فرق میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات نیچے دی گئی ٹیبل میں دیکھی جاسکتی ہے جس میں ریاستوں میں پیداوار میں اضافہ کے رجحانات اور اہم ایم ڈی جی اشاریوں کی حصولیاں پیش کی گئی ہیں۔

ٹیبل سے یہ بات واضح ہے کہ ریاستوں میں جی ایس ڈی پی ترقی میں فرق ہے۔ جب کہ بہار، مدھیہ پردیش، گجرات، میگھالیہ جیسی ریاستیں گزشتہ تین سال سے اوسطاً تقریباً 8 فی صد کی شرح سے ترقی کررہی ہیں، کرناٹک، راجستھان، پنجاب اور اترپردیش جیسی ریاستیں اوسط سے نیچے کی شرح سے ترقی کررہی ہیں۔ دوسری طرف جب ہم ایم ڈی جی حصولیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی ریاست بہار کے ساتھ ایک بڑا فرق دیکھا جاسکتا ہے۔ حالاں کہ یہ اوسطاً 10.3 فی صد شرح سے ترقی کررہی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس ریاست میں زیادہ ترقی کے فوائد آبادی کے بڑے حصے تک ابھی پہنچنے باقی ہیں کیوں کہ یہ ریاست غریب لوگوں کی سب سے زیادہ تعداد میں سے ایک تعداد کا مسکن بھی ہے۔ اس طرح کے رجحانات دیگر ریاستوں مثلاً چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، راجستھان اور اترپردیش میں بھی پائے جاتے ہیں جہاں آٹھ ایم ڈی جی اشاریوں میں سے کم سے کم پانچ اشاریے راستے پر نہیں، ہیں۔ نیز قومی اوسط کے مقابلے میں بدتر کارکردگی کا مظاہرہ بھی کررہے ہیں۔ ان آٹھ ایم ڈی جی اشاریوں میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی ریاستیں گوا، کیرالہ اور تری پورہ ہیں جہاں تمام اشاریے کل ہند حصولی کے مقابلے میں زیادہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ تامل ناڈو، میزورم، مہاراشٹر اور ہماچل پردیش جیسی ریاستوں تک میں آٹھ اشاریوں میں سے کم سے کم سات اشاریے کل ہند اعداد کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہیں۔ ایک نتیجہ جو اس ٹیبل سے اخذ کیا جاسکتا ہے، یہ ہے کہ ریاستوں میں ایس ڈی پی ترقی نیز ایم ڈی جی حصولیوں میں فرق ہے۔ مزید برآں یہ بات بھی واضح ہے کہ جی ایس ڈی پی ترقی اور ایم ڈی جی حصولیوں دونوں کے درمیان ایک کمزور تعلق ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک بڑا فرق ہے۔

ملک میں سماجی ترقی میں بہتری لانے کے سلسلے میں ترقیاتی عمل کرنے کے سلسلے میں کیا کام کئے جانے کی ضرورت ہے؟ اور اس طرح کے فرق کو دور کرنے کے لئے اب تک کیا کام کیا گیا ہے جب کہ اس اہم مسئلے کو حل کرنے کے لئے بہت سی رائے دی گئی ہیں نیز انہیں بارہویں منصوبے کی رسائی دستاویز میں شامل کیا گیا ہے لیکن تین امور، جو بہت اہم ہیں، روزگار کے مواقع پیدا کرنا، خوراک کی سیکورٹی اور مالی شمولیت ہیں۔

مالی شمولیت

ہمارے خیال میں مالی شمولیت ملک میں شمولیت پر مبنی ترقی کا اہم جزو ہے۔ آر بی آئی کے مطابق مالی شمولیت اصل دھارے کے ادارہ جاتی کھلاڑیوں کے ذریعے ایک منصفانہ اور شفاف انداز میں قابل استطاعت خرچ پر عمومی طور سے سماج کے تمام طبقوں اور خصوصی طور پر کمزور گروپوں مثلاً کمزور طبقوں اور کم آمدنی والے گروپوں کے ذریعے مطلوبہ مناسب مالی پروڈکٹس اور خدمات تک رسائی کو یقینی بنانے کا عمل ہے۔ جیسا کہ بہت سے مطالعات سے پتہ چلا ہے، وزیراعظم کی جن دھن یوجنا (پی ایم جے ڈی وائی) شروع کئے جانے تک ملک میں صرف نصف سے بھی کم لوگوں کے بینک کھاتے تھے۔ اس سے از خود اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نصف سے بھی زیادہ آبادی نہ تو ترقیاتی عمل کا حصہ ہے اور نہ ہی تقسیم کے عمل کا حصہ ہے۔ اس لحاظ سے حکومت نے بجا طور سے پی ایم جے ڈی وائی شروع کی ہے اور کامیابی کے ساتھ تقریباً 16.7 کروڑ لوگوں کو بیلنسنگ کے نیٹ ورک میں شامل کیا ہے۔ مجموعی طور سے ان کھاتوں میں جون 2015 کے اختتام تک تقریباً 20,000 کروڑ روپے جمع تھے۔ اگر چہ بینک کھاتوں میں اضافہ کرکے مالی شمولیت سے مختصر مدت میں بچت کرنے کے رویے کو بہتر بنانے میں زیادہ مدد نہیں مل سکتی ہے تاہم یہ نیٹ ورک از سر نو تقسیمی پالیسیوں کو سب سے زیادہ موثر بنانے کے سلسلے میں بہت مفید رہے گا۔

جے اے ایم تثلیث : فرق کو ختم کرنے کا ایک طریقہ

اگرچہ بینکنگ کے نیٹ ورک اور بینک کے کھاتوں میں نمایاں طور سے اضافہ ہوا ہے لیکن غریب لوگوں اور دیہی علاقوں تک بینکنگ کی خدمات کی رسائی ابھی تک بہت خراب تھی۔ ان اہم مسائل کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے مالی شمولیت ایک جامع منصوبہ (سی ایف آئی پی) شروع کیا ہے۔ جیسا کہ اس بات کو اقتصادی جائزے 15`-2014 میں بجا طور سے اجاگر کیا گیا ہے۔ اطلاعاتی تکنالوجی اور آدھار نیٹ ورک کے ساتھ سی ایف آئی پی کو مربوط کرنا اس طرح سے صورت حال کو بدلنے کا ایک وسیلہ بن سکتا ہے کہ از سر نو تقسیمی پالیسیوں پر عمل درآمد کیا جاسکے۔ اسے جے اے ایم تثلیث (جن دھن۔ آدھار۔ موبائل اسکیم) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی تثلیث کے تجرباتی عمل درآمد کی بنیاد پر یہ بات واضح ہے کہ جے اے ایم تثلیث سے سماج کے انتہائی نچلے اراکین کو بھی مالی نظام میں شامل کیا جاسکتے گا جس سے انہیں آدھار نمبروں کا استعمال کرتے ہوئے پی ایم جے ڈی وائی کھاتہ کھولنے میں مدد ملے گی۔ نیٹ ورکوں کو اس طرح مربوط کئے جانے سے اسکالرشپ، بیمہ، سبسڈیاں جیسے فوائد اور پنشن فوائد تک کی بھی موثر اور خرد برد سے پاک منتقلی ہوسکتی ہے۔ مجموعی طور سے حکومت نے حالیہ

مدت میں مالی وسائل کا مسئلہ کافی طور سے حل کر لیا ہے۔

ایم جی این آر ای جی اے۔ ماضی کی روشن کامیابی

سماجی ترقی کے حصول کی راہ میں اگلا اہم مسئلہ سماج کے تمام حصوں/طبقوں کو روزگار کے مواقع اور روزی روٹی فراہم کرنا ہے۔ جیسا کہ اوپر تبادلہ خیالات کیا گیا ہے، ہندستان میں حالیہ ترقی کو روزگار کے بغیر کہا جاتا ہے اور اس لئے سب کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لئے سرکاری مداخلت کی ضرورت تھی۔ حکومت نے ایم جی این آر ای جی اے (2005) کی شکل میں روزگار گارنٹی ایک وضع کیا ہے۔ اسے عالمی طور بینک نے ''دیہی ترقی کے لئے نجی مثال'' قرار دیا ہے۔ لیکن چوں کہ یہ زیادہ تر مانگ پر مبنی پروگرام ہے، اس لئے توقع تھی کہ یہ معیشت کو مستحکم کرنے کا ایک خودکار ذریعہ ہوگا نیز ایک جوابی دوری اقدام کے طور پر کام کرے گا۔

تمام دیہی ترقیاتی پروگراموں میں ایم جی این آر ای جی اے کو ایک ایسا بڑا پروگرام سمجھا جاتا ہے جس سے شمولیت پر مبنی ترقی میں بہتری آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی شعبے کے دیگر پروگراموں کے برخلاف ایم جی این آر ای جی اے کا ڈیزائن زبردست ہے جس میں اجرتوں کی ادائیگیوں کی نشاندہی، عمل درآمد اور تقسیم کے لحاظ سے اطلاعاتی تکنالوجی کا استعمال ای ایف ایم ایس (الیکٹرونک فنڈ مینجمنٹ سسٹم) کے ذریعے کیا گیا ہے اور اس میں سماجی محاسبے کے نظام کے ذریعے مقامی لوگوں کا ایک ٹھوس کردار بھی ہے۔ اگرچہ بینکنگ/پوسٹل نیٹ ورک کے استعمال کی وجہ سے ریاستوں میں عمل درآمد کے لحاظ سے ملے جلے نتائج برآمد ہوئے ہیں تاہم اس پروگرام کو اب بھی ملک میں سماجی ترقی کے دیگر پروگراموں کے مقابلے میں سب سے زیادہ کامیاب پروگرام سمجھا جاتا ہے۔ کچھ اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس اسکیم کے تحت بینک/ڈاک خانہ کھاتوں کے ذریعے کی گئیں ادائیگیوں نے دیہی کھاتہ داروں کی تعداد بڑھا کر 8.6 کروڑ تک پہنچادی ہے۔ اس طرح کے بینک کھاتوں کے ذریعے شروع کردہ مالی شمولیت کے اس پہلو نے بچتوں نیز دیہی غریبوں کے لئے بہتر قرض تک رسائی میں اضافہ کیا ہے۔ اس پروگرام سے کمیونیٹوں میں ایکویٹی کو بہتر بنانے میں بھی مدد ملی ہے۔ غیر رسائی شدہ تک رسائی حاصل کرنے کی وجہ سے ایم جی این آر ای جی اے قابل ذکر تعداد کا حاصل ہے۔ ان روزگار شدہ لوگوں میں سے ایک حیران کن 81 فی صد لوگ کچے مکانوں میں رہتے ہیں۔ تقریبا 61 فی صد لوگ ناخواندہ ہیں اور تقریباً 72 فی صد لوگوں کے گھروں میں بجلی نہیں ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایم جی این آر ای جی اے سے خواتین کو بھی زبردست طور سے مدد ملی ہے۔ تازہ ترین معلومات سے پتہ چلا ہے کہ گزشتہ آٹھ برسوں میں فراہم کردہ کل روزگا • گی بلکہ دیہی علاقوں میں غریب لوگوں کی روزی روٹی کی صورت حال بھی بہتر ہوگی۔

خوراک کی سیکورٹی: وقت کی ضرورت

جیسا کہ عالمی صحتی تنظیم نے توضیح کی ہے، خوراک کی سیکورٹی اس وقت ہوتی ہے جب تمام لوگوں کو ایک صحت منداور سرگرم زندگی گزارنے کے لئے کافی، محفوظ اور پرتغذیہ خوراک تک ہمہ وقت رسائی حاصل ہو۔ مارکیٹ کی اعلا اور تیزی سے ترقی پذیر معیشت کے باوجود جب خوراک کی سیکورٹی کا معاملہ آتا ہے تو ہندستان میں دہلا دینے والے اعداد وشمار سامنے آتے ہیں۔ یونیسیف کی حالیہ رپورٹ کے مطابق ہندستان میں پانچ سال سے کم عمر کے کم سے کم ایک ملین بچے غذائیت کی کمی سے متعلق معاملے کی وجہ سے فوت ہوجاتے ہیں۔ اس معاملے میں درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل، دیگر پسماندہ ذاتوں اور دیہی کمیونٹیوں پر بوجھ غذائیت کی شدید کمی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ ریاستوں میں سے مدھیہ پردیش اور راجستھان میں غذائیت کی کمی کے لحاظ سے شدید مسائل ہیں۔ بھوک کے لحاظ سے 2014 کے لئے بھوک سے متعلق عدد اشاریے کے بارے میں عالمی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ہندستان کا نمبر 76 ملکوں میں 55 واں نمبر ہے۔

اس سنگین صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہندستان نے حال ہی میں 2013 میں قومی خوراک سیکورٹی ایکٹ (این ایف ایس اے) منظور کیا ہے جس کا مقصد ملک کی دو تہائی آبادی کو سبسڈی شدہ خوراک فراہم کرنا ہے۔ اسے 'پی ڈی ایس'، دوپہر کے کھانے اور بچوں کی ترقی کی مربوط خدمات جیسی دیگر اسکیموں کے ساتھ بھی مربوط کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ان اقدامات سے بچوں اور خواتین میں غذائیت کی سطح بہتر ہوگی لیکن خوراک کو سیکورٹی کے لحاظ سے ہندستان میں سنگین صورت حال کے باوجود اس ایکٹ کو منظور کئے جانے کے تقریبا دو سال بعد بھی اس پر ہنوز عمل درآمد کیا جانا ہے۔ جیسا کہ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس ایکٹ میں کچھ خامیاں ہوسکتی ہیں لیکن ان خامیوں کو دور کرنے اور اس پر عمل درآمد کرنے میں تاخیر سے صرف خوراک کی سیکورٹی سے متعلق تشویشات کو دور کرنے کے سلسلے میں حکومت کی بے حسی کا پتہ چلتا ہے۔ چوں کہ یہ ریاستی موضوع ہے، اس لئے ریاستی حکومتیں بھی عمل درآمد میں تاخیر کے لئے برابر کی ذمہ دار ہیں۔

اختتامیہ

مختصر یہ کہ حالیہ عرصے میں ہندستان ترقی اور سماجی ترقی کے درمیان فرق کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ لیکن ان اقدامات کی کامیابی کچھ علاقوں اور گروپوں تک محدود ہے۔ بینکنگ نیز آدھار نیٹ ورک کے ساتھ اطلاعاتی تکنالوجی کو مربوط کئے جانے سے توقع ہے کہ فراہمی کے سرکاری نظام میں کافی بہتری آئے گی۔ اس طرح کے ایک مربوط نظام سے علاقوں/کمیونیٹوں کے درمیان فرق کو کم کرنے نیز ملک کی مجموعی سماجی ترقی حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس فرق کو ختم کرنے میں ریاستی حکومتیں ایک بڑے کردار کی حامل ہیں۔ چودہویں مالی کمیشن کی سفارشات کے بعد ریاستی سطح پر زیادہ وسائل کے پیش نظر نیز مرکزی طور سے اسپانسر شدہ اسکیموں کا سائز کم کرنے کی وجہ سے ریاستوں کے لئے یہ بات اہم ہوجاتی ہے کہ وہ سماجی ترقی لانے کے لئے موزوں اسکیمیں وضع کریں اوران پر عمل درآمد کریں۔

☆☆☆

ڈاکٹر پی ایم میتھیو

جامع ترقی کے ایجنڈے میں

ایم ایس ایم ای کا کردار

(2015 کے پس تناظر میں)

'جامعیت' کے تصور کو ایک سیاسی نعرے سے غیر بکواس، کارروائی پر مبنی تصور تبدیل کرنا آج پالیسی سازوں کے لیے چیلنج ہے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے انٹرپرائزز، ایک شعبے کے طور پر اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مصنف انسٹی ٹیوٹ آف اسمال انٹر پرائزز اینڈ ڈیولپمنٹ کے ڈائریکٹر ہیں۔ ان سے director@isedonline.org پر رابطہ کیا سکتا ہے۔

ایم ایس ایم ای: ہمہ وقتی شمولیتی ایجنٹ

'**جامع ترقی**' کا تصور 'ترقی بمقابلہ تقسیم' کے عالمی مباحثے کا میں ایک اضافہ ہے۔ بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کی ابتدا کا سینس میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ 'ترقی' اور 'تقسیم' گرچہ دوالگ الگ طریقے سے استعمال کیے جا رہے ہیں، تاہم کوئی ایسا پہلو ہونا چاہیے جہاں یہ دونوں ایک ساتھ ملتے ہوں۔ اور یہیں سے 'جامع ترقی' کی بحث شروع ہوتی ہے۔ جبکہ عالمی سینس اور متنازعہ دلائل کی سطح بہت اعلی سطح پر قائم ہے، ملکوں کے درمیان ہونے والے اعمال ایک الگ کہانی پیش کرتے ہیں۔ ملکوں کے مخصوص حالات پر انحصار کرتے ہوئے اصول، رویے اور جامع ترقی کی عام سمجھ میں بہت اختلاف ہے۔

ہندستان میں مائیکرو، چھوٹے اور درمیانے درجے کے انٹرپرائزز (ایم ایس ایم ای) کے کردار کے متعلق تشویش کے اہم سیاسی اور سماجی مقاصد ہیں۔ اس کا آغاز ملک میں 'جدوجہد جنگ آزادی' سے ہوتا ہے جس میں انتظامیہ کی خودکفیل سیاسی اکائیوں اور ایک غیر مرکزی معیشت، جو مقامی وسائل، کاروبار کے مواقع، اور مارکیٹ پر مبنی ہے، کا کردار پیش کیا گیا ہے۔ ماہر اقتصادیات مہالنوبس کی طرف سے تیار ماڈل میں، ہندستان میں چھوٹے انٹرپرائز کا تصور ترقی کے لیے ایک انجن کے طور پر ہے، تاہم معیشت کے اہم شعبوں کے لیے اس کا کردار ایک مددگار کے طور پر ہے۔ غرضیکہ 'جامع ترقی' کا تصور دوسرے پنج سالہ منصوبہ کے دنوں سے تھا، تاہم یہ لفظ بہت بعد میں گڑھا گیا تھا۔

'جاری جامع ترقی' کا تصور موجود ہونے کے باوجود اس کے استحکام کو کئی طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ان چیلنجوں کے حل میں، کسی کا ایک سماجی سیاسی تصور بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ایک اہم اور عام طور پر قابل قبول عنصر استحکام ہے۔ استحکام کی بحث ہندستان کی ترقی کے پیرامیٹر اور تجربے پر بحث کے جز کے طور پر آئی ہے۔

شرح، ترقی اور تنوع سے قطع نظر جو گزشتہ کئی دہائیوں سے ہندستانی معیشت میں نمایاں طور پر ہوئی ہیں۔ جبکہ ترقی ایک ہارڈ کور ماہر اقتصادیات کی فکر کا موضوع ہے، وہیں یہ پالیسی کے لیے چیلنج ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کی ترقی کا ثمرہ عام لوگوں کی اکثریت کو پہنچ رہا ہے۔ اس سلسلے میں اسے سماجی کشنز کی ضرورت ہے۔ روایتی طور پر، ایم ایس ایم ای کے پس منظر میں سماجی کردار کا تصور بنیادی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

جبکہ، روایتی طور پر، یہ مانا گیا ہے کہ یہ سماجی کردار ایک خودکار راستے کے ذریعے کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔ ماضی قریب میں حالات میں زبردست تبدیلی آئی ہے۔ معیشت میں ساختیاتی سطح پر تبدیلیاں آئی ہیں، وہیں اس طرح کی تبدیلیوں میں رہنماؤں اور پھسڈیوں دونوں کا امکان ہے۔ ممکن ہے پھسڈیوں کو باہر چھوڑ دیا

جائے۔کسی طرح ان کو بھی مین اسٹریم میں شامل کیا جاسکتا ہے؟ یہ ایک چیلنج سوال ہے۔ ہندستانی معیشت کے تناظر میں چھوٹی موٹی صنعتیں اہم کردار انجام دیتی ہیں۔

جامعیت: مختلف تصورات

حکمت عملی جامعیت پر ہونے والی بحث میں سب زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ ایم ایس ایم ای کی ترقی کے سلسلے میں ہندستان کی حکمت عملی موٹے طور پر تین نسلوں کی حکمت عملی سے آئی ہے: سب سے پہلے، یہاں تحفظ اور ریزرویشن کی روایتی حکمت عملی تھی۔ یہ ایک ایسی حکمت عملی سے قریب تھی جو حقوق پر مبنی نقطہ نظر تھا۔ تیسرا، ابھی حال ہی میں ملک نے ایک صلاحیتوں پر مبنی نقطہ نظر کو اختیار کیا۔ اس نقطہ نظر کے تحت، یہ خیال ہے کہ مناسب صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ ملک ایم ایس ایم ای شعبے کو مین اسٹریم کے ترقی کے ایجنڈے کی صف میں لاسکتا ہے۔

حکومت ہند کی حالیہ پالیسی کا اعلان اس جانب اشارہ فراہم کرتا ہے۔ ایک طرف، قومی پالیسی کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے فلیگ شپ پروگرام ہے اور دوسری طرف، ایک نتیجہ کے طور پر، صلاحیتوں کو نکھارنے اور تجارتی مہم جوئی کی تخلیق پر توجہ مرکوز ہے۔ ان دونوں پہلوؤں کا تال میل اس بات کو یقینی بنانے کے قابل ہے کہ اس ملک کی تخلیقی اور لوگوں کی توانائی کو پیداواری اور سماجی نقطہ نظر سے بامعنی سرگرمیوں میں استعمال کیا جارہا ہے۔ حکومت نے دیر سے ہی سہی، اس سمت میں کئی اقدامات کیے ہیں۔ تاہم، ان ضروریات کے خوبصورت پہلوؤں کو ٹھیک سے سمجھا جانا چاہئے۔

نئی پالیسی کے دباؤ کی اہمیت

ہندستان میں نئی عوامی پالیسی جو 'حکومت' اور 'انتظامیہ' کے درمیان مختلف ہے، اس کی ملک میں پالیسی کے عمل پر بحث کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مطالعے سے پتہ چلا ہے کہ ہندستان میں عوامی پالیسی کی تشکیل میں اکثر ضروریات، اثرات یا ردعمل کے اندازے میں ناکامی ہی معاشیاتی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ پالیسیاں میں تقلیب یا تبدیلی اکثر نئی معلومات یا مارکیٹنگ تبدیلیوں سے زیادہ بار ہوئی ہے۔ ہندستان کا پالیسی ساز ڈھانچہ 'مناسب' پالیسی بنانے میں پریشانیوں کی وجہ سے خود کو غیر فعال یا نااہل قرار دے چکا ہے۔ (اگروال اور سامنتھن، 2005)

اگروال اور سامنتھن (2005) کے مطابق، ایک "اچھا پالیسی ساز عمل" ان طریقہ کار پر مشتمل ہوگا:

(۱) ایک شعبے کو جن مسائل اور پریشانیوں کا سامنا ہے اس کا ماہرانہ طریقے سے تجزیہ

(۲) اولیپ اور بند کاروبار کے بارے میں اطلاعات جمع کی جائیں اور اسے پالیسی سازوں کے لئے دستیاب کرایا جائے؛

(۳) شعبوں کے مابین متضاد نظریات کو اچھے ڈھنگ سے ترتیب دی جائے، تجزیہ اور اس کی تفہیم کی جائے اس میں سے نقصان دہ یا فائدہ مند فیکٹر کی شناخت ہو اور ان کے متوقع ردعمل کو بھی نظر میں رکھا جائے۔

(۴) فیصلے قانونی اتھارٹی سے مشاورت کے ساتھ کیے جائیں، ان تمام سے مشوروں کے بعد اس کے متاثر کن ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ ساتھ ہی اس شعبے میں علم ومہارت رکھنے والے افراد کو شامل کیا جائے۔

(۵) جو لوگ اس عمل کے نفاذ کے ذمہ دار ہیں وہ اس کام میں شامل ہوں گے تاہم انھیں اس پر کنٹرول کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۶) پالیسی سازوں اور/ یا ان کے صلاح کاروں کو مناسب طریقے سے غور کرنے اور ایک سے زیادہ نقطہ نظر کو ایک مناسب وقت کے اندر ضم کرنے کے لیے ایمانداری، آزادی، دانشورانہ گیرائی اور گہرائی کی ضرورت ہے۔

گزشتہ 6 برسوں میں ملک میں ایم ایس ایم ای کی ترقیاتی پہل کا ریکارڈ فعال شعبوں، ذیلی شعبوں اور سماجی گروپوں اور مختلف پروگرام کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم، یہاں ایک عام تاثر ہے کہ پروگراموں کا فائدہ دراصل حقیقی ضرورت مندوں کو صحیح طریقہ اور مناسب وقت میں نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس تناظر میں دو چیزیں لازم آتی ہیں: پہلی چیز کہ یہاں پروگراموں کے ایک مربوط انداز کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ، لیکج کے بغیر، ان پروگراموں کی حقیقی تقسیم پر توجہ مرکوز کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

اقتصادی سروے اور تازہ ترین مرکزی بجٹ کی طرف سے دیئے گئے اشاروں کی بنیاد پر، کچھ ایسے اہم اقدامات ہیں جن پر بہت قریب سے غور وفکر کرنے اور ان کا ضروری طور پر تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ابتدا پر توجہ : آج جبکہ دنیا بھر میں ابتدا کرنے کو فروغ دینے کا ایک منظور شدہ ماڈل ہے، وہیں ہندستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اہم آبادیات کو تنخواہ کے ساتھ نوجوانوں کے اندر مہارت کو فروغ دینے کو ترجیح دے، انھیں صرف ماہانہ تنخواہ لینے والا نہ بنائے۔ جیسا کہ مرکزی بجٹ اور اقتصادی سروے میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سمت میں اسٹارپ کے مربوط نقطۂ نظر کو آگے بڑھا کر پیش رفت کردی گئی ہے۔

مقامی صنعت کاری پر زور

گزشتہ دو دہائیوں سے زائد سے مینوفیکچرنگ کے محاذ پر ہندستان کے ردعمل نے اہم پالیسی توجہ حاصل کی ہے۔ قومی مینوفیکچرنگ مقابلہ جاتی پروگرام (این ایم سی پی) اور قومی مینوفیکچرنگ پالیسی اس کا نتیجہ تھیں۔ تاہم، ایک واضح اور پرزور طریقے سے ملک کو دنیا کے مینوفیکچرنگ مرکز کے طور پر قائم کرنا، ایک قابل ذکر ترقی کی ہے۔

مینوفیکچرنگ کے تعلق سے ہندستانی کے نئے نظریے کا آغاز دفاعی آلات پر اس کی نئی پالیسی سے ہی ہو گیا تھا جس کا اعلان مئی 2014 میں اعلان کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقامی مینوفیکچرنگ پر اس وقت کے وزیر اعظم کی جانب سے 15 اگست، 2014 کو ایک پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا۔ ہندستان کی مینوفیکچرنگ کو ایم ایس ایم ای کے ایک مرکزی مقام سے جوڑنا، ایم ایس ایم ای کے شعبے میں حوصلہ مندی اور وقار فروغ دینے کی سمت میں آزاد ہندستان میں پہلی کوشش تھی۔

مہارت کی ترقی: ایک جدید فکر

یہاں تک کہ تکنیکی اور کاروباری تعلیم پر اہم پہل کے باوجود ہندستانی معیشت سنگین طور پر مہارت کے خلا سے دوچار ہے۔ تاہم، اس مسئلہ کے چہار پہلوؤں کو نہ تو مجموعی طور پر سمجھا گیا ہے اور نہ ہی انہیں پالیسی مداخلت میں شامل کیا گیا ہے۔ ابھی حال تک، پالیسی کے نقطہ نظر سے بنیادی طور پر کاروباری تعلیم کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے اور اس پر مدد فراہم کرنے کی جانب توجہ دی گئی ہے۔

اوپر مذکور نقطہ نظر سے ایک اہم روانگی کو یونین بجٹ 2014 میں پیش گیا۔ بجٹ میں مہارت کی ترقی کا ایک مربوط انداز ہے۔ ماڈیولر مہارت کے علاوہ، اس نے ایک نئے مربوط اپروچ کو پیش کیا جس کے ذریعہ ماڈیولر اور ترغیب پر مبنی مہارت کندھے سے کندھا ملا کر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر اہم پروگرام 'اسکل انڈیا' اچھی طرح سے منظم ہو، تو یہ ملک میں متعدد تحریکیوں کے آغاز کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔

مینوفیکچر اور ایم ایس ایم ای کا مربوط نظریہ

جیسا کہ پہلے سے ہی بتایا گیا ہے، قومی مینوفیکچرنگ مقابلہ جاتی پروگرام اور قومی مینوفیکچرنگ پالیسی، بلاشبہ ملک میں مینوفیکچرنگ کو بڑھانے کی اہمیت پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ تاہم، پروگراموں کو منصوبوں میں تبدیل کرنے کا ریکارڈ اب تک قابل ستائش نہیں رہا ہے۔ حال ہی میں، تین فوکل شعبوں کو شناخت اور زور دیا گیا ہے جو ان ذیلی شعبوں میں مزید ٹھوس کوششیں کیے جانے کے امکان کی علامت ہے۔ وہ اس طرح ہیں: (1) پروڈکشن کی حفاظت (2) الیکٹرانکس (3) ٹیکسٹائل۔

سماجی طور پر حاشیہ پر موجود طبقوں کی صلاحیتوں سے فائدہ حاصل کرنا

تہذیب کی کثرت کے تحفظ کے لیے ایم ایس ایم کے شعبے میں ایک بڑے چیلنج اور مواقع کی ضرورت ہے۔ بطور ملک ہندستان خصوصاً دیہی علاقوں کے پس منظر میں بھرتی کی پالیسیوں اور انٹر پرائز کلسٹرنگ میں ذات پات اور زبان کی تشکیلات کی عکاسی ملتی ہے۔ ہندستان کے مختلف ثقافتی پس منظر رکھنے والی کمیونٹیز کے مختلف گروپوں کو بااختیار بنایا جا رہا ہے اور وہ تعلیمی کامیابیوں کو حاصل کر رہی ہیں، ایسے میں سماجی طور پر پسماندہ گروپوں کو ایم ایس ایم ای کی جانب سے شامل کیے جانے میں بہتر امکانات ہیں۔ تاہم ایم ایس ایم ای کتنی دور تک اس طرح کے تنوع کو برقرار رکھ سکتی ہے؟ یہ اس وقت سوشل انجینئرنگ اور عوامی پالیسی کا سوال ہے۔

نام نہاد 'سماجی پسماندگی مفروضہ' کہتا ہے کہ ایک معاشرے میں حاشیائی طبقات مرکزی دھارے میں شامل طبقات کے مقابلے میں، اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عالمی سطح پر اس کی کارکردگی کا پیٹرن ہندستان کی ترقی کی حکمت عملی کے لئے اہم مضمرات رکھتا ہے۔

ہندستان میں آئین کے مطابق سماجی طور پر پسماندہ طبقات کچھ خاص تحفظات اور استحقاق کا اہل مانا گیا ہے۔ اقلیتی امور کی وزارت ان سرگرمیوں کے تعلق سے طویل سفر طے کر چکی ہے۔ تاہم، اقتصادی ترقی کے ایجنڈے میں ان کمیونٹیز کی اقتصادی صلاحیت اور خاص صلاحیتوں کا استعمال کس طرح سے کیا جائے؟ اس اہم سوال سے اب تک صرف جزوی طور پر ہی نبرد آزما ہوا گیا ہے۔

ایک طرف، کسی بھی معاشرے میں اقلیتی طبقات کو اکثر مرکزی دھارے والوں کے ساتھ ہونے میں مشکلات کا سامنا ہے، اور اس وجہ سے، وہ اکثر خاص اکونومک ٹائم زون علاقوں کی شناخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسری طرف، بہت سے ممالک میں اقلیتوں کو مناسب طریقے سے عوامی پروگراموں کے ذریعہ مرکزی دھارے کے اقتصادی شعبوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس کے نتیجے کے طور پر کوئی بھی اکثر ممالک میں نسلی اور علاقائی اقلیتوں کو ان کے خاص معاشی سرگرمیوں کے ساتھ بہتر پا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر: ویتنام اور انڈونیشیا میں بٹک کرافٹ، ویت نام میں مٹی کے برتن، چین کی اقلیتی کمیونٹی اویغور کا کرافٹ اور کپڑا، چین کے کزاک اقلیتی طبقے کے نسلی کھانے کی اشیاء۔ ہندستانی تناظر میں، مرادآباد میں پیتل کے برتن، نرزپور میں لیس بنانے کا کام، چناپٹنم میں لکڑی کے کھلونے بنانے کا کام، اور کرناٹک میں اڈوپی ہوٹل کچھ ایسی مثالیں ہیں جن کا اپنا ایک نسلی اسٹیمپ اور وقار ہے۔

مرکزی بجٹ 2014 میں اقلیتوں کی ترقی کے لئے آبائی فن میں مہارت اور تربیت کو اپ گریڈ کرنے کے لئے ایک پروگرام بھی لایا۔ بجٹ میں اس پروگرام کو آرٹ، وسائل اور سازوسامان میں روایتی مہارت کا اپ گریڈیشن کا نام دیا گیا۔ اس کا آغاز روایتی آرٹ اور کرافٹ کے تحفظ کے لئے ہوگا جس کی ایک عظیم تاریخ ہے۔ ان طبقات کی کثیر تہذیبی اور اہم اقتصادی کردار کے باوجود، ان کی شناخت کرنے اور اس ملک میں پالیسی سازی میں معاون موجودہ علم کے نظام کے ساتھ ان کمیونٹیز کے کردار کو مربوط کرنے کی سمت میں کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

توجہ کے اہم پہلو

اوپر مذکور تمام تر تبدیلیوں کے باجود یہ علاقے ایسے ہیں جن پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے:

۱۔ ترقی کے لئے علم کا استعمال؛ ۲۔ سرمایہ کاری کا اہم وسائل کے طور پر استعمال؛ ۳۔ ایک مربوط طریقے سے ایک بڑے پیمانے پر صلاحیت کی تشکیل؛ ۴۔ ایک کاروبار کے کیس کے ساتھ سماجی شعور کا انضمام (جیسے: سماجی صنعتوں کو فروغ دینا)

ترقی کے لئے علم: نام نہاد 'ترقی یافتہ معیشتوں' میں تیزی سے تبدیلی، نئی نقل و حرکت، نئے قوانین، اور کامیابی کے لئے نئے وسائل سے وابستہ ہے۔ گزشتہ ایک چوتھائی صدی کے دوران عالمی معیشت میں سب سے بڑی مثبت تبدیلی، علم پر مبنی معیشت میں ترقی ہے۔ علم کی اہمیت پرانی معیشت اور نام نہاد نئی معیشت کے درمیان ایک تقسیم ہے۔ یہ ممالک اسٹیل، آٹوموبائل، پر مبنی صنعتی معیشت کو تبدیل کرکے سلیکون،

کمپیوٹر، اور نیٹ ورک پر مبنی 'نئی معیشت' کی طرف قدم رنجاں ہیں۔

اس کا مطلب اقتصادی رشتوں میں ایک اہم تبدیلی ہے۔اس کی اہمیت گزشتہ دفعہ زرعی عہد سے صنعتی عہد میں داخلے کے جیسی ہے۔

'نئی معیشت' مستقبل سے مقابلہ کرنے کے لیے ہے۔جس میں نئی مصنوعات تیار کرنے یا خدمات فراہم کرنے اور کاروبار کو نئی اکائیوں میں تبدیل کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہاں تک کہ ان نئی اکائیوں کا کل تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے،کل کے بعد والے دن بھی شاید یہ وہ مکمل متروک ہو سکتی ہیں۔ یہاں کچھ اہم تھیم ہیں جو پرانی اور نئی 'معیشت' میں تفریق کرتی ہیں۔اور وہ یہ ہیں۔۱) علم؛ ۲) ڈیجیٹلائزیشن؛ ۳) ورچولائزیشن؛ 4) مولیکولرائزیشن؛ ۵) اتحاد/ انٹرنیٹ ورکنگ، ۶). مسترد -ثالثی (ڈس انٹرمیڈیشن)؛ ۷) میلان بہ مرکز؛ ۸) ایجاد؛ ۹) پروزیومپشن؛ فوری؛ ۱۰) گلوبلائزیشن؛ ۱۱) اختلافات؛اور ۱۲) خود کی بوم، نوکری۔

ہندستان میں ایم ایس ایم ای ترقی پالیسی کی ایک لمبی تاریخ ہونے کے باوجود، علم کی تخلیق اور اس شعبے کے تناظر میں اس کے ٹرانسمیشن کی سمت میں ہماری کوششیں عالمی معیار سے بہت نیچے ہیں۔ مثال کے طور پر، کمیتی پابندیاں جو ایم ایس ایم ای کو ایک حفاظتی ڈھانچے کی پیشکش کرتی ہیں ان کو اٹھایا جانا ہے، انھیں ویسے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ کھلے بازار سے متعارف ہونے کے باوجود اس شعبے کو اس کا فائدہ نہیں ملا۔ جبکہ اس کے لیے لبرلائزیشن پالیسی کے تحت ایک مسطح پلے گراؤنڈ تیار کیے جانے کی امید تھی لیکن اس کا نتیجہ اس شعبے کی امیدوں سے مطابق نہیں رکھتا تھا۔ پالیسی کی سطح پر، دلیل دی گئی تھی کہ ایجاد اس شعبے کے استحکام کا منتر ہے تاہم اس سلسلے میں کارروائی نسبتاً غیر طبعی تھی۔

ایک مبنی بر علم معیشت میں، ایم ایس ایم ای کا استحکام ایک اکیلے موقف کی بنیاد پر ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔اسے بین علاقائی ارتباط کے فوائد کی ضرورت ہے۔ ادھر، ترقی کا قدیم تصور بنیادی طور پر درآمد ٹیکنالوجی پر منحصر ہے، جس کا بہت کم کردار ہے۔ 'نئی معیشت' میں، جگہ اور وقت اہمیت رکھتے ہیں جن کا استعمال مقامی علم کے نظام کے ذریعے بہتر ڈھنگ سے کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندستان کے ٹریک ریکارڈ بالخصوص ایم ایس ایم ای شعبے کے لئے مخصوص علم کے نظام سے متعلق ریکارڈ کی بہت اہمیت ہے۔ اس طرح کے ایک علم کے نظام کو مربوط کیا جانا چاہئے اور ایم ایس ایم اسی کے لیے مجاز پورے اہم سلسلے کو جوڑنا اور ان کی پرورش کرنا چاہیے۔ میک ان انڈیا ایک اسٹریٹجک نقطہ نظر سے اس قدیم ٹریک سے روانگی کا ایک نشان ہے۔ بلاشبہ اس کے ایم ایس ایم پر کیا اثرات ہوں گے یہ بحث طلب مسئلہ ہے۔

سرمایہ کاری بطور ایک اہم ذریعہ

روایتی طور پر، ہندستان میں، سرمایہ کاری تجارتی کمیونٹیز کی طرف سے ہونے والی شئی سمجھی جاتی تھی۔ اس سوچ میں 1970 میں ایک انقلابی تبدیلی آئی جس نے تشکیل شدہ انٹرپرینیورشپ ڈیولپمنٹ پروگرام کے ذریعے فعال سرمایہ کاری ترقی کی پالیسیوں کے لئے راستہ صاف کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اداروں اور پروگراموں کے ذریعے سرمایہ کاری ترقی کو مرکزی دھارے سے جوڑا گیا، اس کے اثرات کو ابھی تک ٹھیک سے پرکھا نہیں گیا ہے؛ اس کی پیمائش کے معیار کو بہتر ڈھنگ سے تیار کئے جانے کی ضرورت ہے۔ سرمایہ کاری ترقی کی پہل دو اہم اجزاء پر مشتمل ہے: 1) پروگرام ماڈلنگ؛ 2) پروگراموں کی ڈیلیوری۔ دونوں محاذوں پر متعدد تشخیصی جائزوں نے رکاوٹوں کا اشارہ دیا ہے۔

ملک کے وسیع رقبے، اور اپنی بڑی نوجوان آبادی کو دیکھتے ہوئے سرمایہ کاری ترقی کے لئے سمجھ، پیمائش اور منصوبہ بندی کے لئے ایک مناسب نقطہ نظر تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پس منظر میں ایک وسائل نقطہ نظر مناسب ہو جاتا ہے۔ سرمایہ کاری ایک اہم ذریعہ ہے جس کا تحفظ اور فروغ ضروری ہے۔ اس کی لازمیت کے مقابلے پالیسیوں اور اسٹریٹیجی کے ٹریک ریکارڈ کا قریب سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

مربوط استعداد کار کی تشکیل

صلاحیت کی تشکیل کا لفظ، خود اپنے آپ میں ایک مربوط تصور رکھتا ہے۔ کسی بھی معیشت میں لیبر مارکیٹ کی موجودہ سہولیات ایک ٹائپ کی صلاحیت تک محدود ہوتی ہے جسے خلق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاہم، صلاحیت کی تشکیل کے طریقے مختلف ہو سکتے ہیں۔

ملک کو اس وقت لیبر مارکیٹ میں ایک واضح بے ربطی کے چیلنج کا سامنا ہے۔ یہ ہمیں جنگی پیمانے پر ہندستان کی نوجوان آبادی کی مہارت کو فروغ دینے کی جانب لے جاتا ہے تاکہ معیشت کے پیداواری شعبوں میں ان کے انہماک کو بڑھایا جا سکے۔ یہ ٹھوس دلیل گزشتہ سال یوم آزادی کے خطاب میں وزیر اعظم کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ انہوں نے 'اسکل انڈیا' نامی اہم پروگرام کا اعلان کیا تھا جو ملک کی لیبر مارکیٹ کی پالیسی کے لئے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ تاہم، ایسی پالیسی کی تفصیلات پر کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہارت کی ترقی اور اسکل ڈیولپمنٹ کی وزارت کی تشکیل نومبر 2014 میں کی گئی تاکہ اسکل انڈیا کے ایجنڈے کو تازہ تحریک دی جائے اور آئندہ چند دہائیوں میں اپنے بڑھتے ہوئے ورک فورس کو روزگار کی مہارت فراہم کی جائے۔

جیسا کہ ہندستان اپنے آپ کو ایک مبنی بر علم معیشت میں تبدیل کر چکا ہے اس لیے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آبادی بالخصوص نوجوانوں کو توانائی بخشے، ان کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کو ماہر بنائے۔ اور یہ کام کمیت نہیں بلکہ کیفیت یعنی کوالٹی کی سطح پر ہو۔ یہ اداروں، پروگراموں اور معیار کے متعلق مزید محتاط کام کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس طرح کا اسٹریٹجک اپروچ نیشنل پالیسی تصور کیا جاتا ہے جو کہ ہندستان کی لیبر مارکیٹ کے ایجنڈے کے لئے ایک اصول کے طور پر کام کرتا ہے۔

خیر مہارت کی ترقی کو علاحدہ طور پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ مہارت کی بنیادی حیثیت ہے، تاہم بہتر کام پانے یا ایک اچھا سرمایہ کار بننے کے لیے کافی نہیں ہے۔

لیبر مارکیٹ مداخلات جس کے لیے اسکل ڈیولپمنٹ اکثر حصے تشکیل دیتا ہے، کومطالبہ پرمبنی ہونے کی ضرورت ہے۔ان کے لیے روزگار اور اقتصادی ترقی کی حکمت عملی کا ایک لازمی حصہ بننے کی ضرورت ہے۔ دیگر قومی مائیکرو اکونومک معاشی پالیسیاں اور حکمت عملیاں اسی لیے ضروری ہیں۔ لہذا، مہارت اور سرمایہ کاری کی ترقی کے سلسلے میں پہل کی ضرورت آمدنی کے مواقع میں اضافہ کے ساتھ سامنے آتی ہے۔بشمول1) اجرت روزگار؛ 2) خود کا روزگار؛ اور 3) لیبر برآمد۔اجرت روزگار کے وجود کے لئے آمدنی کو یقینی بناتا ہے۔خود کا روزگار، بقا میں معاون ہونے کے علاوہ، آمدنی اور امپلائمنٹ ملٹی پلائر کے لئے انتہائی حوصلہ افزا ہے۔ لیبر برآمد ملک کو غیر ملکی کرنسی کے وسائل سے جوڑتا ہے ۔ ایک مربوط لیبر مارکیٹ کی پالیسی ایک سائنسی طریقے سے ان تینوں کا خیال رکھتی ہے۔جبکہ یہ تمام مختلف پہلو، تشکیلی طور پر مربوط ہونے کی وجہ سے حکومت ہند کی متعدد وزارتوں اور محکموں کی جانب سے دیکھے جاتے ہیں، یہاں فعال مطابقت کی ضرورت ہے۔

اس بات کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ 2005 -2012 کی سات سالہ مدت کے دوران صرف 27 لاکھ خالص اضافی روزگار ملک میں خلق کی گئیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس ملک میں دہاڑی روزگار کی فراہمی ، مطالبہ کے بالمقابل بہت کم ہے۔ لہذا، کم از کم نوکری چاہنے والوں کو صحیح ترغیب اور اور ٹنٹیشن دے کر سرمایہ کاری اسٹریم میں چینلائزڈ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے مناسب بزنس ڈیولپمنٹ سروسز (بی ڈی ایس) کی فراہمی ضروری ہے جس میں سرمایہ کاری میں تربیت اور اسی طرح رہنمائی شامل ہے۔مہارت کی ترقی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے 2009 میں نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ پالیسی تیار کی گئی تھی۔2015 کی نیشنل پالیسی آن اسکل اینڈ انٹرپرینیورشپ ڈیولپمنٹ 2009 کی پالیسی کی جگہ پر قائم ہوئی ہے۔اس پالیسی کا مقصد لیبر مارکیٹ انٹروینشنس کے لیے اسکیل ، رفتار، معیار اور استحکام کی سطح پر ایک فریم ورک فراہم کرنا ہے۔اس کا مقصد ملک میں ہونے والی تمام ماہرانہ سرگرمیوں کو ایک معیار دینے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ یہ مارکیٹ کے مطالبے پر مبنی ہیں ،ایک امبریلا فریم ورک عطا کرنا ہے ۔ مقاصد اور ممکنہ نتائج کو درج کرنے کے ساتھ ساتھ یہ پالیسی ادارہ جاتی فریم ورک کی شناخت بھی کرتی ہے جو ممکنہ نتائج تک پہنچنے کا وسیلہ ہوگی۔مہارت کی ترقی ملٹی اسٹیک ہولڈر پلیٹ فرام، بشمول حکومت، مالکان اور پرائیویٹ ورکرس کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری تنظیموں، کمیونٹی پر مبنی تنظیموں، ذاتی تربیتی تنظیموں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

وزیر اعظم کے 'اسکل انڈیا' کے تصور کو ایک بامعنی لیبر مارکیٹ پالیسی کے فریم ورک میں آگے لے جانے کی ضرورت ہے جہاں قومی یا ریاستی سطح کی سبھی وزارتوں / محکموں کا ایک مخصوص کردار ہے۔ان کے کردار کو ان کی مخصوص مہارت کے لحاظ سے واضح کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ بار بار ایک ہی چیز کے لیے ہونے والی کوششوں سے بچا جاسکے۔

سوشل انٹرپرائزز

'امپیکٹ انویسٹمنٹ' اور 'سوشل انٹرپرائزز' آج ذمہ دار کاروبار کے دو اہم تصورات ہیں۔ تاہم اب تک ان تصورات کو ہندستانی تناظر میں استعمال کیا جانا ہے۔

ہندستان کو اپنے وسیع سائز کی وجہ سے کئی سماجی مسائل کا سامنا ہے۔ بنیادی طور پر ان سماجی مسائل کو موجود وسائل اور مواقع کے تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔ ہر سماجی مسئلہ یا سماجی اخراجات میں، انتظار کرنے میں ایک موقع ہوتا ہے۔یہی ان مواقع کے استعمال سے متعلق تصور ہے جو ایجنڈا مستقل انٹرپرائزز ڈیولپمنٹ کا مرکز ہے۔'انٹرپرائزز' ایک بنیادی انسانی خاصیت ہے جسے ایک خاص تناظر میں نشو ونما کی ضرورت ہے۔سماجی مسئلہ کی صورت میں، اس کے اندر موجود موقع کا شناخت کرنا ہوگا اور اسے ایک بامعنی حل چینلائز کرنا ہوگا۔ یہ سماجی انٹرپرائزز کی مطابقت کے تناظر میں ہوگا۔

سوشل انٹرپرائزز کو انٹرپرائزز کے طور پر پہچانا جاتا ہے جیسے کہ ایک کاروبار، مارکیٹ کے لئے ساز وسامان اور سروسز کا پروڈکشن کرتا ہے، لیکن اپنے آپریشن کو مینیج کرتا ہے اور اس کی فاضل آمدنی کو سماجی اور ماحولیاتی مقاصد کی جستجو میں دوبارہ لگاتا ہے۔ یہ ایک ٹوسٹ کے ساتھ ریوینیو پیدا کرنے والے بزنس ہیں۔ایک سوشل انٹرپرائزز کے دو اہداف ہوتے ہیں چاہے وہ ایک غیر منفعتی تنظیم یا ایک منفعتی تنظیم کے ذریعے چلائی جائے: (1) سماجی، ثقافتی، کمیونٹی اکونومک یا ماحولیاتی نتائج حاصل کرنا؛ اور، (2) پیسہ کمانا۔ظاہری طور پر، کئی سوشل انٹرپرائزز دکھنے میں، محسوس کرنے میں اور یہاں تک کی آپریٹ کرنے میں بالکل روایتی کاروبار کی طرح لگتی ہیں۔لیکن مزید گہرائی سے دیکھنے پر کوئی بھی سوشل انٹرپرائزز کی خصوصیات کا پتہ لگا سکتا ہے: مشن بزنس کے مرکز میں ہے، آمدنی کے پیداوار کے ساتھ یہ کے ایک اہم معاون کردار ادا کرتا ہے۔

تنظیم کو سوشل انٹرپرائزز کمپاس کے مقام پر رکھا جاسکتا ہے جو انٹرپرائزز اور تنظیموں کی پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کے مابین مسلسل پیمائش کرتا ہے ۔عمودی محور پر ہر انٹرپرائز یا تنظیم کی اس کے بنیادی مقاصد کے اعتبار سے درجہ بندی کی جاتی ہے جس کے سب سے اوپری حصے میں ''سماجی مقاصد'' جبکہ نچلے حصے پر "تجارتی مقصد'' کو جگہ دی جاتی ہے۔

ایک 'سماجی معیشت' ترقی کرتی ہے کیونکہ ایک سماجی طور پر ذمہ دار طریقے (سماجی، اقتصادی یا ماحول) سے مسائل کے لئے نئے حل کی ضرورت ہوتی ہے اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ترقی کرتی ہے جنہیں ذاتی یا سرکاری شعبوں کی طرف سے نظرانداز کردیا گیا (یا ناکافی طور پر پورا کیا گیا ہے)۔منافع کے مقاصد کے حصول کے لیے نہیں بلکہ ان حل کا آزادانہ استعمال کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سماجی معیشت ایک مضبوط، پائیدار، باثروت اور جامع معاشرے بنانے میں ایک منفرد کردار رکھتی ہے۔سیاست اور معاشیات کی منتقلی کے سبب سماجی معیشت کے شعبے کے حدود کی وضاحت مشکل ہے؛ کسی

بھی وقت تنظیمیں جزوی طور پر اندر اور جزوی طور پر باہر ہو سکتی ہیں اور سماجی معیشت کے ذیلی شعبوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

کامیاب سوشل انٹر پرائزز سرکاری پالیسی کے مقاصد کو پورا کرنے میں ان نکات کی بنیادوں پر ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں:

- پیداوار میں اضافہ اور مسابقت؛
- سماجی جامع دولت کی تشکیل میں شراکت؛
- افراد اور کمیونٹیز کو مقامی پڑوس کی تجدید کرنے کے قابل بنانا؛
- عوامی خدمات کو فراہم کرنے کے لئے نئے طریقوں کو پیش کرنا؛ اور
- ایک جامع معاشرے اور فعال شہریت کو فروغ دینا۔

ملک کی عظمت کو دیکھتے ہوئے ہندستان نے کئی سماجی انٹر پرائزز ماڈل کی تخلیق کی گئی ہے۔ یہ سلسلہ خالصتاً حکومت کا تیار کردہ اور ذاتی ماڈل تک پھیلا ہوا ہے۔ لہذا اس شعبے میں کئی نام ہیں، تاہم ملک میں اب بھی قومی سطح پر ایک سماجی انٹر پرائزز پالیسی کا فقدان ہے۔

گزشتہ دو دہائیوں میں ہندستان کی قابل ذکر جی ڈی پی ترقی کے باوجود ملک کی 1.2 ارب آبادی کی ایک تہائی اب بھی غریبی ریکھا کے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ اس کے علاوہ، پانچ سال سے کم عمر کے 40 فیصد سے زائد بچے غذائی قلت کے شکار ہیں اور عالمی ادارۂ صحت کے مطابق 620 ملین لوگ کھلے میں رفع حاجت کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ لہذا، ان مسائل کا سماجی طور پر ہدف بنائے گئے سرمایہ کاری، یا 'امپیکٹ سرمایہ کاری' کے ذریعے سامنا کرنا، ایک بڑا چیلنج ہے۔

سماجی انٹر پرائزز ہندستان کی جامع ترقی کے ایجنڈے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تاہم، دوسرے ممالک کی طرح، انہیں سرکاری یا قانونی طور ہندستان میں ایک شعبے کی طور پر تسلیم نہیں کیے جا سکتے، گرچہ وہ غربت کے خلاف جنگ میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہوں۔

ابھی مسئلہ سماجی انٹر پرائزز کی وضاحت کا ہے، کہ انٹر پرائز کیا ہے؟ ایک بار اس کی وضاحت ہو جائے تو یہ ایسی مضبوط پالیسیوں کے لیے راہ ہموار کرے گا جو بزنس کو آئیڈیا سے وجود میں آنے میں معاون ہوں۔ یہ سرمایہ کاری، قرض اور ابتداء کے لیے مدد، انسینٹیو مثلاً ٹیکس میں چھوٹ، زمین، بجلی اور پانی پر سبسڈی کے طور پر ہو سکتی ہے۔

فی الحال اکثر سماجی انٹر پرائزز کو اپنی ابتداء کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاروں سے پیسہ ملتا ہے۔ جبکہ ہندستان میں کافی سرمایہ ہے، خاص طور سے حکومت اور بڑے سرمایہ کاروں کو اہم سرمایہ کار کے طور پر کام کرنا چاہیے۔

خلاصہ

'جامعیت' کے تصور کو ایک سیاسی نعرے سے غیر بکواس، کارروائی پر مبنی تصور تبدیل کرنا آج پالیسی سازوں کے لیے چیلنج ہے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے انٹر پرائزز، ایک شعبے کے طور پر اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

مارکیٹنگ میں انقلاب سے ہی دوسرا سبز انقلاب ممکن

☆ زراعت کے مرکزی وزیر جناب رادھا موہن سنگھ نے ہبلی میں کرناٹک حکومت کے ذریعے متعارف کرائی گئی اے پی ایم سی میں الیکٹرانک ٹریڈنگ کی تقریب کا براہ راست مشاہدہ کرنے کیلئے موجود 23 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے زراعت کے وزیروں کو خطاب کیا۔ اس موقع پر جناب سنگھ نے کہا کہ ہم ریاستی حکومت کے ذریعے متعارف کرائی گئی بہترین سہولت کے بارے میں جانکاری حاصل کر رہے ہیں جس کا دوسری ریاستوں کے ساتھ تبادلہ کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں تعاون پر مبنی وفاق موجود ہے اور یہ کہ دوسرا سبز انقلاب مارکیٹنگ میں انقلاب کے ساتھ ہی برپا ہو سکتا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ ہم سبھی کی یہ چاہتے ہیں کہ ہندستان میں زراعت کی مارکیٹ کو جدید بنانے کی ضرورت ہے اور اس میں اصلاحات کی ضرورت ہے تا کہ کسانوں تجارت کرنے والوں اور صارفین' سبھی کو اس کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ بہت سے ممالک کے مقابلے ہندستان میں مارکیٹنگ کی غیر مؤثر اور پرانے طریقہ کار کی وجہ سے زرعی پیداوار کا بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ زراعت کی مارکیٹ کے طریقہ کار میں اصلاح کئے بغیر ہم کسانوں کو ان کی پیداوار کی حقیقی قدر ادا نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دوسرا سبز انقلاب مارکیٹنگ کے انقلاب کے ساتھ ہی ممکن ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ نیشنل ایگری کلچر مارکیٹ (این اے ایم) ایک ملک گیر الیکٹرانک ٹریڈنگ پورٹل ہے جس میں اے پی ایم سی اور مارکیٹ کے دوسرے پیمانوں کو زرعی اشیاء کی مارکیٹنگ کیلئے متحدہ قومی مارکیٹ فراہم کرنے کی خاطر یکجا کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ این اے ایم تمام فریقوں کیلئے فائدے کی چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسانوں کیلئے این اے ایم ان کی قریب ترین منڈیوں میں زیادہ سے زیادہ متبادل کو یقینی بناتی ہے۔ اس کے علاوہ منڈی میں مقامی تاجر کیلئے این اے ایم ایک قومی مارکیٹ تک رسائی کا موقع فراہم کرتی ہے۔ جناب رادھا موہن سنگھ نے کہا کہ کرناٹک سرکار نے فوری طور پر ایک ایسی کوشش کی ہے جس کو ہم سب سیکھنا چاہتے ہیں۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ میں ایک بار پھر کرناٹک کی ریاستی سرکار کا شکر گزار ہوں جس نے اس میٹنگ کو ممکن بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مشاورت کے عمل کو جاری رکھیں تا کہ قومی زرعی مارکیٹ (این اے ایم) کا مقصد ہمارے تعاون پر مبنی وفاق کے عزم کی عکاسی کر سکے۔

☆☆☆

بھون بھاسکر

زراعت شمولیت پر مبنی ترقی کا ذریعہ

ہمارے ملک میں زراعت کنبوں پر ایک بڑھتی ہوئی ذمہ داری بن گئی ہے اور اس لئے نوجوان لوگ صرف گندی بستیوں کی آبادی میں اضافہ کرنے اور ڈھانچہ جاتی مسائل بڑھانے کے لئے شہروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ اگر این ڈی اے حکومت کے ذریعے شروع کردہ اسکیموں کے کامیاب نتائج برآمد ہوتے ہیں تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ رجحان بدلے گا اور شمولت پر مبنی ترقی کے خواب کو ایک پائیدار بنیاد ملے گی۔

یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے جیسے زرعی سماج میں کوئی بھی ترقیاتی منصوبہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ زراعت کو اہمیت نہ دی جائے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہی نہیں ہے کہ ہم ایک ملک کے طور پر دنیا میں خوراک کے سب سے بڑے صارفین ہیں نیز یہ کہ اپنی خوراک کی سیکورٹی کے لئے اپنے زرعی شعبے کو متحرک اور زندہ رکھنا ایک اولین شرط ہے بلکہ اس کی وجہ اور حقیقت بھی ہے کہ آدھی سے زیادہ آبادی اپنی سماجی، معاشی اور یہاں تک کہ ثقافتی زندگی کے لئے صرف اس شعبے کی صورت حال کے ممنون ہیں۔ اس بات کے پیش نظر یہ بات فی الواقع ناقابل یقین ہے کہ ہماری زراعت اس طرح کی ایک افسوس ناک حالت کی طرح غیر محسوس طور سے آہستہ آہستہ کیسے بڑھی ہے جیسا کہ یہ آج ہے۔ وجوہات کا پتہ اس وقت سے بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے جب سے ہم نے آزادی حاصل کی ہے۔ ہمارے اولین وزیراعظم اور عصر جدید کے سب سے عظیم صاحب بصیرت رہنماؤں میں سے ایک رہنما پنڈت جواہر لعل نہرو نے لکھا تھا: ''میں صنعت کے حق میں ہوں، میں فولاد کے کارخانوں کے حق میں ہوں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں یہ بھی کہتا ہوں کہ زراعت کسی بھی صنعت سے کہیں زیادہ اہم ہے''۔

یہ محض ایک اظہار خیال نہیں تھا۔ یہ خیال آنے والے سات دہوں میں زراعت کے سلسلے میں ہماری قومی پالیسی کی ایک تمہید بنا تھا۔ ایک کے بعد ایک حکومت نے قابل نفرت حد تک زراعت کی اہمیت بیان کی ہے لیکن جب اس سلسلے میں پالیسی بنانے کا موقع آیا تو زراعت کا معاملہ اس کی قسمت پر چھوڑ دیا گیا۔ نہرو نے یہ اعلان کیا تھا کہ صنعتیں جدید ہندستان کی عبادت گاہیں ہیں نیز اس کی وجہ سے آزاد ہندستان میں زراعت کی قسمت توہین اور اجاڑ مقام کی ایک چیز کے طور پر مہر بند ہوگئی تھی۔

زرعی شعبے کے تئیں اس طرح کی بے حسی کے دو نتیجے برآمد ہوئے تھے۔ ایک پیداواریت اور فصلوں کی گونا گونی کے سلسلے میں غیر محسوس طور سے رفتہ رفتہ نیچے جانے کا ہمارا سلسلہ جاری رہا اور دوسرا دوتہائی سے زیادہ ہندستانی آبادی سماجی واقتصادی پیمانوں کے ہر ایک پہلو کے سلسلے میں سست رفتار رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زراعت ان کی روزی روٹی کا واحد ذریعہ تھی نیز بنیادی ڈھانچہ مثلاً آبپاشی، فصل کی کٹائی کے بعد کی سہولیات، تحقیقی مراکز، قرض کی موثر سہولیات کی کمی، مالی شمولیت کے فقدان وغیرہ کی وجہ سے ان کی آمدنی کی سطحوں پر اثر پڑا تھا اور قطعی نتیجہ شہری اور دیہی ہندستان کے درمیان گہرے ہوتے ہوئے فرق کی شکل میں برآمد ہوا تھا۔

1960 کے دہے کے شروع میں جب ہندستان قحط کے ایک خوف ناک خطرے کا سامنا کررہا تھا۔ اس وقت کے وزیراعظم لال بہادر شاستری نے سبز انقلاب کے سلسلے میں ملک کی کامیابی کے ساتھ رہنمائی کی تھی۔ اس انقلاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندستان نے اہم پیداوار کے سلسلے میں آگے کی طرف میلوں چھلانگ لگائی تھی نیز بہت سے اناج پیدا کرنے کے سلسلے میں خود انحصاری حاصل کی تھی۔ لیکن یہ انقلاب اپنی وسعت اور

مضمون نگار ایک مالی اور ترقیاتی صحافی ہیں۔ وہ سی این بی سی آواز، زی بزنس اور اکونومکس ٹائمز وغیرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ این سی ڈی ای ایکس سے وابستہ ہیں۔

اپنے منشور کے لحاظ سے محدود بھی تھا۔ واحد مقصد رقبے اور پیداواریت میں اضافہ کرنا تھا۔ اسے کبھی بھی شمولیت پر مبنی ترقی اور سماجی تبدیلی لانے کا ذریعہ نہیں سمجھا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کھیتوں میں کیمیاوی کھادوں، کیڑے مار دواؤں اور دیگر کیمیاوی اشیا کا بے حد استعمال کیا گیا تھا۔ نتیجتاً زمینوں کی پیداواری صلاحیت میں تو اضافہ ہو گیا تھا لیکن ساتھ ہی کھیتی باڑی کے اخراجات بھی بڑھ گئے تھے۔ سال بہ سال ہم نے کیمیاوی اشیاء کے استعمال میں رفتہ رفتہ اضافہ کیا تھا اور اب پنجاب، جو سبز انقلاب کا سب سے بڑا استفادہ کنندہ ہے، پیداواریت میں کمی، کھیتی باڑی کے زیادہ اخراجات اور کھیتوں کی مٹی کی زیادہ زہر آلودگی کے مسئلے کا سامنا کر رہا ہے۔

2003 میں این ڈی اے کی حکومت نے پہلی بار ہندستانی زراعت کے فصل کی کٹائی کے بعد کے پہلو پر غور کیا تھا نیز زرعی پیداوار کی مارکیٹ کی کمیٹی (اے پی ایم سی) سے متعلق قانون کا اعلان کیا تھا۔ لیکن آگے چل کر یہ کمیٹیاں مقامی سیاست دانوں کا گڑھ بن گئی تھیں اور انہوں نے کسانوں کی پیداوار کے لئے زیادہ سے زیادہ قیمتیں حاصل کرنے کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری پر زور دینا شروع کر دیا تھا۔ اب اے پی ایم سی کے نظام پر بحث مباحثہ کیا جا رہا ہے۔ وزارت خزانہ نے پہلے ہی پھلوں اور سبزیوں کو اس قانون سے خارج کر دیا ہے۔ شمولیت پر مبنی ترقی اور سماجی تبدیلی لانے کی سمت ایک اور اہم پالیسی اقدام زرعی بیمہ تھا جو کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکا تھا حالاں کہ اس سلسلے میں متعدد اقدامات کئے گئے تھے۔

اب پہلی بار ہندستانی زراعت کی تاریخ میں مرکزی حکومت نے زراعت پر نہ صرف ملک کے لوگوں کی خوراک کے ذریعے کے طور پر بلکہ ملک کے سماجی و اقتصادی اشاریوں میں اضافہ کرنے کے ایک بنیادی ذریعے کے طور پر بھی غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس نظریے کی تکمیل کے لئے حکومت نے متعدد ترقیاتی اقدامات اور اسکیمیں شروع کی ہیں۔ جن میں ہندستانی زراعت کی جڑوں کو مستحکم کر کے زرعی برادریوں کو اس صورت میں زبردست فائدہ پہنچانے کی صلاحیت ہے۔ اگر ان پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ آیئے ہم ان اقدامات اور اسکیموں کا تجزیہ کریں۔

1۔ قومی زرعی مارکیٹ (این اے ایم): یہ مرکزی حکومت کا تازہ ترین اقدام ہے جس سے فصل کی کٹائی کے بعد کے انتظام کا منظر نامہ ہمیشہ کے لئے بدل سکتا ہے۔ اقتصادی امور سے متعلق کابینہ کمیٹی نے 2 جولائی 2015 کو زرعی تکنیکی بنیادی ڈھانچے سے متعلق فنڈ کے ذریعے قومی مارکیٹ کے فروغ کے لئے مرکزی شعبے کی ایک اسکیم کو منظوری دی ہے۔ حکومت نے ایک آن لائن پلیٹ فارم قائم کر کے ہندستان بھر میں 585 تھوک مارکیٹوں کو مربوط کرنے کا منصوبہ بنایا ہے نیز اس نے 2015-16 سے 2017-18 تک تین برسوں کے لئے 200 کروڑ روپے مخصوص کئے ہیں۔ سی سی ای اے کی میٹنگ کے بعد وزیر خزانہ ارن جیٹلی نے کہا تھا: ''اب پوری ریاست کے لئے ایک لائسنس ہوگا، واحد پوائنٹ محصول ہوگا۔ قیمتیں دریافت کرنے کے لئے الیکٹرونک نیلامیاں ہوں گی۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ پوری ریاست ایک مارکیٹ بن جائے گی نیز ریاستوں کے اندر متفرق مارکیٹوں کو ختم کر دیا جائے گا''۔ موجودہ مالی سال میں 250 منڈیوں، 2016-17 میں 200 منڈیوں اور 2017-18 میں 135 منڈیوں کا احاطہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ این اے ایم کی تکمیل کے بعد ریاستوں کے اندر زرعی اشیاء کی لامحدود منتقلی ہو سکتی ہے۔ کسانوں کے لئے مارکیٹ کے سائز میں اضافہ ہو جائے گا کیوں کہ وہ ایک مقید مارکیٹ تک محدود نہیں ہوں گے۔ حکومت کے مطابق ریاستی اور قومی دونوں سطح پر مارکیٹوں کو متحد کرنے سے کسانوں کے لئے بہتر قیمتیں فراہم ہوں گی، فراہمی کا سلسلہ بہتر ہوگا، ضیاع میں کمی آئے گی اور مشترکہ ای پلیٹ فارم کے اہتمام سے ایک متحدہ قومی مارکیٹ قائم ہوگی۔

اس پلیٹ فارم سے ان بچولیوں کا دائمی مسئلہ حل ہو سکتا ہے جو کسانوں کے لئے مارکیٹ کی دستیابی کے فقدان کی وجہ سے منافعوں کا ایک بڑا حصہ کھا جاتے ہیں۔ راشٹریہ ای مارکیٹس سروسز (آر ای ایم ایس) لمیٹیڈ جو کہ حکومت کرناٹک کی نصف مشترکہ کاروباری کمپنی ہے او ر این ای ایل جو اشیاء کے تبادلے این سی ڈی ای ایکس کی ایک سو فی صد ماتحت کمپنی ہے، 155 خاص مارکیٹ یارڈس میں سے 55 یارڈس کو لائسنس دینے کے ایک واحد نظام مربوط کر کے کرناٹک میں پہلے ہی راہ دکھا چکی ہیں۔ حکومت ہند نے اس کا ذکر 2014-15 کے اپنے اقتصادی جائزے میں این اے ایم کے ایک ماڈل کے طور پر کیا ہے نیز وزیر زراعت رادھا موہن سنگھ نے کرناٹک ماڈل کے کام کاج کا مظاہرہ کرنے کے لئے اس سال جولائی کے دوسرے ہفتہ میں 23 ریاستوں کے وزرائے زراعت کو مدعو کیا تھا۔

2۔ مٹی کی صحت کی اسکیم: اس اسکیم کا ذکر این ڈی اے حکومت کے پہلے بجٹ میں کیا گیا تھا۔ وزیر خزانہ نے اس اسکیم کے لے 156 کروڑ روپے مخصوص کئے تھے جن میں سے 56 کروڑ روپے ملک بھر میں مٹی کی جانچ کرنے والی 100 چلتی پھرتی تجربہ گاہیں قائم کرنے پر خرچ کئے جانے تھے۔ اس سال 19 فروری کو وزیر اعظم نریندر مودی نے راجستھان کے

منصوبے کا نام	مدت	کل ریاستی منصوبوں کے فی صد کے طور پر آبپاشی کے سلسلے میں رقم کی فراہمی
پانچواں منصوبہ	1974-78	23.25 فی صد
چھٹا منصوبہ	1980-85	20.85 فی صد
ساتواں منصوبہ	1985-90	11.85 فی صد
آٹھواں منصوبہ	1992-97	1848 فی صد
نواں منصوبہ	1997-2002	14.93 فی صد

ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن

سورت گڑھ سے ''مٹی کی صحت کارڈ'' کی ایک ہمہ گیر اسکیم شروع کی تھی۔ وزیراعظم نے کہا تھا کہ ان کی حکومت زراعت کو غریبی ختم کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتی ہے۔ رہنمایانہ خاکے پر عمل کرتے ہوئے اس اسکیم کے لئے فنڈ کی تخصیص بڑھا کر موجودہ سال کے بجٹ میں 200 کروڑ روپے کردی گئی تھی۔ وزارت زراعت کے ذریعے اس سال 28 اپریل کو جاری کئے گئے حکم کے مطابق 2015-16 کے دوران 2.53 کروڑ نمونے اکٹھا کئے جائیں گے۔ ریاستوں کو کل اخراجات کا 50 فی صد حصہ برداشت کرنا ہوگا۔ نمونے اکٹھا کرنے، نمونوں کا تجزیہ کرنے، کیمسٹوں، عملے اور کسانوں کی تربیت، آئی سی ٹی اور ورکشاپوں پر کل 192 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے جن میں سے مرکزی حکومت 96 کروڑ روپے کا تعاون کرے گی۔ حکومت نے تین سال کے اندر تمام 14.5 کروڑ کسانوں کو یہ ریکارڈ دینے کا اعلان کیا ہے۔

اگرچہ صحت کے کارڈ کی یہ اسکیم ملک کے کچھ حصوں میں پہلے ہی چلائی جارہی تھی لیکن اسے کبھی بھی ایک قومی تحریک کے طور پر نہیں چلایا گیا تھا۔ زراعت کے شعبے کی پائیدار ترقی کو یقینی بنانے کے لئے یہ ایک قابل تعریف اسکیم ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک کسان کی زرعی زمین سے مٹی کا نمونہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور تجربہ گاہوں میں اس کی جانچ کی جاتی ہے۔ جانچ کرنے کے بعد کسان کو بالکل انہیں خطوط پر ایک کارڈ دیا جاتا ہے جن خطوط پر ایک اسپتال کے ذریعے صحت کارڈ جاری کئے جاتے ہیں۔ اس کارڈ میں مٹی کے نمونے میں تمام اجزا اور کمیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کارڈ کی بنیاد پر یوریا یا ڈی اے پی یا کوئی دیگر کیمیاوی کھاد کا اندھا دھند استعمال کرنے کے بجائے ایک کسان اپنی مٹی کی صحیح اور قطعی ضروریات کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہے اور اس سے اسے اپنی مٹی کے لئے موزوں بہترین فصل کی نشاندہی کرنے کے سلسلے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

وزیر اعظم کرشی سینچائی یوجنا (پی ایم کے ایس وائی): ہر ایک کسان کے کھیت کی آب پاشی کرنے اور پانی کے استعمال کی اثر پذیری کو بہتر بنانے کے مقصد سے 2015-16 کے بجٹ میں چھوٹی آبپاشی، پن دھاراؤں کے فروغ اور پردھان منتری کرشی سینچائی یوجنا (پی ایم کے ایس وائی) کے سلسلے میں مدد کرنے کے لئے 5300 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ گزشتہ سال آب پاشی اور پن دھاراؤں کے انتظام کی ان اسکیموں کے سلسلے میں 5623 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ پی ایم کے ایس وائی ان نمایاں انتخابی وعدوں میں سے تھی، جو بی جے پی نے کئے تھے۔ جیٹلی نے 2014-15 کے لئے مقطوع کردہ مدت کے اپنے پہلے بجٹ میں اس کے لئے 1000 کروڑ روپے مختص کئے تھے۔ لیکن کام شروع نہیں ہوسکتا تھا۔ 2 جولائی کو وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں سی سی ای اے نے پانچ برسوں (2015-16 تا 2019-20) کی مدت میں 50,000 کروڑ روپے کے اخراجات کے ساتھ اس اسکیم کو اپنی منظوری دے دی ہے۔

اس اسکیم کی اہمیت کا اور حجم کا اندازہ اس واحد حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک میں اناج کی تمام پیداوار میں آب پاشی شدہ کھیتی باڑی کا تعاون 56 فی صد ہے، حالاں کہ اناج کے تحت رقبے میں آب پاشی والے رقبے کا تخمینہ 1997-98 میں 40.5 فی صد لگایا گیا تھا۔ آب پاشی کی اہمیت کے باوجود بعد کی حکومتوں نے اس شعبے کو نظر انداز کیا تھا۔ (ملاحظہ کیجئے باکس)۔ نتیجتاً زیر آبپاشی کل رقبہ میں 2000-01 سے

اسکیم کا نام	شروعاتی سال	اختتامی سال	نمایاں خصوصیات	ناکامی کی وجہ
فصلوں کے بیمے کی جامع اسکیم (سی سی آئی ایس)	دستیاب نہیں	1997	اگر اس اسکیم کے ذریعہ احاطہ کسی رقبے میں حقیقی پیداوار گارنٹی شدہ پیداوار سے کم رہتی ہے تو کسان پیداوار میں کمی کی حد تک معاوضے پر ہرجانے کے حق دار تھے۔	1623 کروڑ روپے کل ہند دعووں میں سے تنہا گجرات کو ایک واحد فصل، مونگ پھل کے لئے 792 کروڑ روپے ملے ہیں۔
تجرباتی فصل بیمہ	1997-98	1997-98	منتخبہ اضلاع میں مخصوص کردہ فصلیں اگانے والے چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔ پریمیم سبسڈی شدہ تھا۔	جمع کردہ پریمیم کی رقم تقریباً تین کروڑ روپے تھی اور دعووں کی رقم 40 کروڑ روپے تھی۔
زرعی آمدنی کے بیمے کی اسکیم	2003-04	2003-04	ایک واحد بیمہ پالیسی کے ذریعہ نشانہ شدہ پیداوار اور قیمتیں تاکہ بیمہ شدہ کسان کو ایک گارنٹی شدہ آمدنی مل سکے۔	حکومت میں تبدیلی
زرعی بیمے کی قومی اسکیم	1999-2000	نافذ ہے	خوراک کی تمام فصلوں (اناج اور دالیں)، تلہن، باغبانی کی تجارتی فصلوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ اسکیم کے تحت تمام کسانوں یعنی قرض لینے والے اور قرض نہ لینے والے کسانوں کا احاطہ کرتی ہے۔	دستیاب نہیں ہے۔

2011-12 کے دوران صرف تقریباً 5.8 فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق کل آب پاشی شدہ رقبہ اس مدت کے دوران بوائی کئے گئے کل رقبے کے 40.5 فی صد سے بڑھ کر 46.34 فی صد ہو گیا۔ (ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن)

سی سی ای اے کے نوٹ میں کہا گیا ہے ''پی ایم کے ایس وائی کا اہم مقصد کھیتوں کی سطح پر آبپاشی کے سلسلے میں سرمایہ کاریوں کا انضمام حاصل کرنا یعنی آب پاشی (ہر کھیت کو پانی) کے تحت قابل کاشت رقبے میں اضافہ کرنا' پانی کے ضیاع کو کم کرنے کے لئے کھیتوں میں پانی کے استعمال کی اثر پذیری کو بہتر بنانا' ٹھیک آب پاشی اور پانی کی بچت کی دیگر ٹکنالوجیاں (فی قطرہ زیادہ فصل) اپنانے میں اضافہ کرنا' آبی ذخائر کی دوبارہ بھرائی میں اضافہ کرنا اور محیطی شہری کھیتی باڑی کے لئے میونسپل پر مبنی صاف کردہ پانی کا دوبارہ استعمال کرنے کے قابل عمل ہونے کا پتہ لگا کر پانی کی بچت کے پائیدار طریقے شروع کرنا نیز آبپاشی کے ٹھیک نظام کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ نجی سرمایہ کاری کو راغب کرنا ہے''۔ چناں چہ اس اسکیم کی بنیادی خصوصیت آب پاشی کی تین اسکیموں کو یکجا کر کے آب پاشی کے اخراجات کو لامرکزی بنانا ہے۔ اس اسکیم کو کابینہ کمیٹی کی منظوری ملنے کے بعد وزیر زراعت رادھا موہن سنگھ نے کہا تھا ''اس اسکیم کا مقصد پانی کی پیداوار' استعمال اور ازسرنو سلسلے کے کام میں مصروف وزارتوں' محکموں' ایجنسیوں اور مالی اداروں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم کے تحت لانا ہے تاکہ پورے آبی سلسلے کے ایک جامع جائزے کو اہمیت دی جائے اور تمام شعبوں یعنی گھروں' کھیتی باڑی اور صنعتوں کے لئے پانی کے سلسلے میں مناسب بجٹ فراہم کیا جائے گا''۔ فطری طور سے یہ اسکیم پانی کی بچت اور آب پاشی کے ایک پائیدار ماڈل کی باعث بن سکتی ہے نیز آگے چل کر سماجی ترقی کی یقینی موجب ہو سکتی ہے۔

پی ایم کے ایس وائی کے علاوہ زراعت اور دیہی ترقی کا قومی بینک (نابارڈ) بھی اگلے تین برسوں میں آب پاشی کے لئے کسانوں کو قرض کے طور پر 30000 کروڑ روپے فراہم کر رہا ہے۔ اس سال اب تک 1000 کروڑ روپے کی پہلے ہی منظوری دے چکا ہے۔

قیمتوں کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں فنڈ: پیاز اور آلوؤں کی قیمتوں میں بہت زیادہ تلون نے برسوں سے کسانوں کو برباد کیا ہے۔ یہ سبزیاں بہت جلد خراب ہونے والی اشیاء ہیں نیز گوداموں کی مناسب سہولیات کے فقدان کی وجہ سے یہ اشیاء قیمتوں کو آسمان پر پہنچانے کے سلسلے میں منافع خوروں کے لئے اکثر ایک تیار اور آسان ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔ چناں چہ ایک طرف کسانوں کو ضائع کر دینے والی قیمتوں پر اپنی پیداوار بیچنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف بچولئے غیر متوقع منافع کماتے ہیں۔ اس مسئلے کی روک تھام کرنے کے لئے حکومت نے 500 کروڑ روپے کے سرمایے سے قیمتوں کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ بعد میں جلد خراب ہو جانے والی دیگر زرعی اور باغبانی کی اشیاء کا احاطہ بھی اس فنڈ کے تحت کیا جائے گا۔ جیسا کہ سرکاری ذرائع کے مطابق یہ اشیاء ٹھیک کھیتوں یا منڈی کی سطحوں پر کسانوں یا کسانوں کی تنظیموں سے براہ راست طور سے خریدی جائیں گی نیز صارفین کو معقول قیمتوں پر دستیاب کرائی جائیں گی۔

چھوٹے کسانوں کی زرعی و کاروباری کنسورشیم (ایس ایف اے سی) بھی جو وزارت زراعت کے تحت ایک محکمہ ہے' اسی مقصد کے لئے کام کر رہا ہے۔ اسے ملک بھر میں کسانوں اور پیداوار کنندگان کی تنظیمیں (ا یف پی او) تشکیل دینے کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ اس نے اپنی سرپرستی میں 2014 میں دلی کسان منڈی کے نام سے ایک نیا شعبہ قائم کیا ہے۔ اس شعبے کا کام کسانوں کے دروازے پر خریداروں کو براہ راست لانا ہے۔ اپنے قیام کے ایک سال کے اندر دلی کسان منڈی نے مختلف ایف پی اوز کے ذریعے 1000 ٹن سے زیادہ سبزیاں فروخت کرنے میں سہولت بہم پہنچائی ہے۔

زرعی قرض: آسان شرائط پر کسانوں کو قرض دستیاب کرانا نئی دہلی میں تمام حکومتوں کے لئے ایک بہت مشکل کام رہا ہے۔ ہم سبھی یہ بات سنتے رہتے ہیں کہ رقم فراہم کرنے والے مقامی لوگوں کے قرض کا جال توڑنے میں ناکام رہنے پر کسان خودکشی کر رہے ہیں۔ مالیہ کی فراہمی کی سخت حقیقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے زرعی مالیہ کی فراہمی کا نشانہ 50000 کروڑ روپے سے بڑھا کر 8.5 لاکھ روپے کر دیا ہے۔

ڈی ڈی کسان کی شروعات: کسانوں کو نئے مواقع' وسائل اور موسمی حالات کے بارے میں معلومات کی کمی کو سمجھتے ہوئے حکومت نے کسانوں کی ضروریات کے لئے وقف کردہ ایک نیا چینل شروع کیا ہے۔ یہ ایک منفرد اقدام ہے نیز اس صورت میں ایک بڑی خلا پر کر سکتا ہے اگر اسے صحیح طرح سے چلایا جائے۔

زرعی بیمہ: وزیر خزانہ نے 12 جولائی 2015 کو یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت زرعی بیمے کی ایک ایسی نئی اسکیم پر کام کر رہی ہے جو اپنے کھیت میں ایک کسان کے ذریعے صرف کئے گئے تمام ساز وسامان نیز اس کے ذریعے لئے گئے قرضوں کا احاطہ کرے گی۔ زرعی بیمہ کی اس طرح کی اسکیموں کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوشش حکومت کے لئے ایک بڑا چیلنج پیش کر سکتی ہے۔ آنے والی اسکیم کی پائیداری کے بارے میں زرعی برادری کو یقین دلانے کی غرض سے وزیر خزانہ اسے ''ایک قابل عمل اور موثر بیمہ پروگرام'' قرار دیا ہے' جس میں کسانوں کو متعدد وجوہات سے پیدا ہونے والے غیر یقینی حالات میں اور کچھ نہیں تو اس کے ذریعے صرف کئے گئے ساز وسامان کی بازیابی کر سکتا ہے''۔ اگر حکومت کسانوں کو قرض کی ایک زبردست اسکیم فراہم کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو اس سے دیہی ہندستان میں سماجی تحفظ کا ایک مضبوط نظام قائم ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی سے آج تک اس طرح کی تمام اسکیمیں افسوس ناک طور پر ناکام رہی ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے باکس)۔ زرعی قرض کی آنے والی اسکیم کے خط وخال کی ایک جھلک پیش کرتے ہوئے آر بی آئی کے ڈپٹی گورنر ایچ آر خان نے بتایا ہے کہ ''ہمارے پاس قومی بیمہ ہے' ہمارے پاس ترمیم شدہ بیمہ ہے اور اب ہم موسم پر مبنی بیمہ کے احاطے کے حامل ہونے والے ہیں نیز کسانوں کے لئے آمدنی بیمے کے بارے میں سننے میں آ رہی ہے جو ایک بڑا معاملہ بن گئی ہے۔

گوداموں کی سہولت: حکومت نے صحیح

طور سے گوداموں کی موثر سہولت کی ضرورت کو سمجھا ہے اور اپنے پہلے بجٹ میں 5000 کروڑ روپے کا اہتمام کیا ہے۔ 2013 میں میکانیکی انجینئروں کے ادارے (آئی ایم ای) کے ذریعے شائع کردہ ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال ہندستان میں 2.1 کروڑ ٹن گیہوں ضائع ہوجاتا ہے جو کہ کل پیداوار کا تقریباً 22 فی صد ہے اور جس کی وجہ گوداموں کی مناسب سہولت کا فقدان ہے۔ پھلوں اور سبزیوں کے زمرے میں یہ حصہ کل قومی پیداوار کا 40 فی صد ہے۔ مجموعی طور سے ہم سالانہ طور سے 44000 کروڑ روپے کی مالیت کا اناج ضائع کرتے ہیں۔ زراعت اور دیہی ترقی کے قومی بینک (نبارڈ) کا مقصد گودام وغیرہ تعمیر کرکے 9.23 لاکھ ٹن اناج کا سائنسی ذخیرہ کرنے کی جگہ قائم کرنا ہے۔ 2015-16 کے لئے نبارڈ نے کچھ ترجیحی شعبوں کے لئے 47756.43 کروڑ روپے کا سالانہ قرض جاری کرنے کی تجویز کی تھی جن میں آبی وسائل، زمین کی بہتری، کھیت کی میکانئی کاری، ڈیری، مرغی پالن، مچھلی پالن، گوداموں کی تعمیر نیز توانائی کے تجدیدی ذرائع اور فضلے کو ٹھکانے لگانا بھی شامل تھا۔ ذرائع کے مطابق اخراجات میں 2014-15 میں 40001.01 کروڑ روپے کے مقابلے میں 19 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرکزی حکومت نے ہندستانی زراعت کے ایک بڑے مسئلے کی تشخیص کرلی ہے اور وہ اسے اپنے پالیسی اقدامات کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔

گزشتہ ایک سال میں شروع کردہ ان اسکیموں اور ترقیاتی اقدامات کی وجہ سے ملک گزشتہ دہوں میں ہوئے نقصان کی بھرپائی ہونے کی امید کرسکتا ہے۔ ان براہ راست اسکیموں کو چھوڑ کر بجلی کے شعبے میں اصلاحات پر حکومت کی توجہ سے بھی بڑے پیمانے پر دیہی ہندستان کو مدد ملنے والی ہے۔ مختلف قومی نمونہ جاتی سروے کے دفتر (این ایس ایس او) اور تازہ ترین سماجی اقتصادی اور ذات کے بارے میں سروے (ایس ای سی ایس) نے برسوں پرانے اس نظریے کو چیلنج کیا ہے کہ زراعت پر کم ہوتا ہوا انحصار خوش حالی کی ایک علامت ہے۔ ہمارے ملک میں زراعت کنبوں پر ایک بڑھتی ہوئی ذمہ داری بن گئی ہے اور اس لئے نوجوان لوگ صرف گندی بستیوں کی آبادی میں اضافہ کرنے اور ڈھانچہ جاتی مسائل بڑھانے کے لئے شہروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ اگر این ڈی اے حکومت کے ذریعے شروع کردہ اسکیموں کے کامیاب نتائج برآمد ہوتے ہیں تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ رجحان بدلے گا اور شمولیت پر مبنی ترقی کے خواب کو ایک پائیدار بنیاد ملے گی۔

☆☆☆

بھارت اور امریکہ نے ٹیکس کے معاملات میں شفافیت کو فروغ دینے کیلئے بین حکومتی معاہدے پر دستخط کئے

☆ بھارت کے ریونیو سکریٹری جناب شکتی کانتا داس اور ہندستان میں امریکہ کے سفیر جناب رچرڈ ورما نے دونوں ملکوں کے درمیان ٹیکس کے معاملات میں زیادہ شفافیت کو فروغ دینے کیلئے بین کھاتے کے ٹیکس نفاذ قانون (ایف اے ٹی سی اے) کو نافذ کرنے کی خاطر بین حکومتی معاہدے پر دستخط کئے۔ اس معاہدے میں ہر جگہ ٹیکس کی چوری کو ختم کرنے کی خاطر بڑھتے ہوئے بین الاقوامی تعاون کو اجاگر کیا گیا ہے۔ امریکہ اور بھارت کے طویل عرصے سے قریبی روابط ہیں۔ ٹیکس کے معاملات میں باہمی امداد کے ذریعے آپسی دوستی میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئی جی اے بھارت اور امریکہ کے درمیان یکساں عزم اور ٹیکس میں شفافیت کیلئے بہت اہم ہیں۔ اور اس میں بین الاقوامی سطح پر ٹیکس کی ادائیگی کو بہتر بنانے کو اہمیت دینا شامل ہے۔ یہ رپورٹ کے انکم ٹیکس کے محکمے کی ویب سائٹ (www.incometaxindia.gov.in) اور امریکی محکمہ خزانہ کی ویب سائٹ (www.treasury.gov) پر دستیاب ہے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ریونیو کے سکریٹری جناب شکتی کانتا داس نے کہا کہ اسکیم کو نافذ کرنے والی ایف اے ٹی سی اے نے امریکہ کے ساتھ آئی جی اے پر دستخط کئے ہیں، جو سمندر پار ٹیکس کی چوری کے معاملے کو حل کرنے کیلئے ایک اہم قدم ہے۔ بھارت میں امریکہ کے سفیر جناب رچرڈ ورما نے، جنہوں نے امریکہ کی جانب سے دستخط کئے، کہا کہ اس معاہدے پر دستخط سے امریکہ اور بھارت ٹیکس کی چوری کو روکنے میں اہم کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

کیمیکل اور فرٹیلائزر کی وزارت کا ہنر مندی کے فروغ کی وزارت کے ساتھ مفاہمت نامے پر دستخط کئے

☆ وزیر اعظم نریندر مودی کے ذریعے ڈیجیٹل بھارت پر زور دیئے جانے کے بعد اب ملک میں مرکزی وزارتیں وزیر اعظم کے ہنر مند بھارت کے نظریئے کو حقیقت میں تبدیل کرنے کیلئے مل کر کام کررہی ہیں۔ ملک میں ہنر مندی کے فروغ اور صنعت کاری کے اقدامات کو فروغ دینے کی خاطر ہنری مندی کے فروغ اور صنعتکاری کی وزارت (ایم ایس ڈی ای) نے آج یہاں کیمیکل اور فرٹیلائزر کی وزارت کے ساتھ ساجھیداری کی۔ دونوں وزارتوں نے کلیدی ساجھیداری کیلئے تین مفاہمت ناموں پر دستخط کئے ہیں۔ ان مفاہمت ناموں پر کیمیکل اور فرٹیلائزر کی وزارت کے کیمیکل اور پیٹرو کیمیکل کے محکمے، فرٹیلائزر کے محکمے اور ادویہ سازی کے محکمے نے دستخط کئے۔ ان مفاہمت ناموں پر کیمیکل اور فرٹیلائزر کے مرکزی وزیر جناب اننت کمار اور ہنر مندی کے فروغ اور صنعت کاری کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) اور پارلیمانی امور کے وزیر مملکت جناب راجیو پرتاپ روڈی کی موجودگی میں دستخط کئے گئے۔ یہ مفاہمت نامے پیٹرو کیمیکل، فرٹیلائزر اور ادویہ سازی کی صنعت نے انسانی وسائل کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کئے گئے ہیں۔ این ایس ڈی ای ڈائریکٹوریٹ جنرل آف ٹریننگ اور ہنر مندی کے فروغ کی قومی کارپوریشن کے ذریعے اس ساجھیدارے کو نافذ کرے گی۔ این ایس ڈی سی کی انسانی وسائل کی بڑھتی ہوئی ضروریات سے متعلق رپورٹ کے مطابق صرف ادوایہ سازی کی صنعت میں موجودہ افرادی قوت جو ایک اعشاریہ آٹھ چھ ملین ہے، 2022 تک بڑھ کر تین اعشاریہ پانچ ملین تک پہنچنے کی امید ہے۔ صنعت میں تحقیق وترقی اور معیاری پیداوار میں اضافے کی خاطر تربیت یافتہ اور ہنر مند افرادی قوت کی ضروریات بہت بڑھ گئی ہیں۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

ای منڈی: ای منڈی ایک الیکٹرانک مارکیٹ پلیٹ فارم ہے جہاں نظام میں شفافیت رکھنے کے لئے خوردہ فروشوں اور ہول سیلروں دونوں کو بہتر قیمتیں فراہم کرتے ہوئے آن لائن سبزیاں فروخت کی جاسکتی ہیں۔ای منڈی منصوبے کی مدد سے، ملک بھر میں ریگولیٹ مارکیٹوں کو ایک عام ای پلیٹ فارم میں ضم کردیا جائے گا جس سے کسانوں اور تاجروں جیسے خوردہ فروشوں اور ہول سیلروں کو زرعی سامان کی خرید وفروخت کو بہتر قیمتوں اور شفاف طریقے سے مواقع کا فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کیا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ ہی، بازار والوں کی طرف سے کسانوں کو بیوقوف بنائے جانے کے امکانات کو بھی ختم کیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ پرائیویٹ مارکیٹ کو بھی ای پلیٹ فارم سے جڑنے کی اجازت ہوگی تاکہ اس کی رسائی میں اضافہ ہوسکے۔

ای منڈی کا تصور رکھنے کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کیوں کہ ملک میں ایک عام ای پلیٹ فارم کا استعمال زرعی بازاروں کے انضمام میں بہت زیادہ مفید ہوسکتا ہے اور زرعی مارکیٹ میں موجود چیلنجوں سے نمٹنے میں بھی بہت زیادہ آسانی ہوسکتی ہے جیسے ریاست کو متعدد مارکیٹ علاقوں میں تقسیم کرنا چاہے وہ انتظامیہ یا علاحدہ اے پی ایم سی کے تحت ہوں، متعدد لیوی منڈی فیس، مختلف اے پی ایم سی میں تجارت کے لیے کئی لائسنس کی ضرورت، لائسنس میں روکاوٹ جو اجارہ داری کی جانب لے جاتا ہے، بنیادی ڈھانچے کا خراب معیار، ٹیکنالوجی کا کم استعمال، معلومات میں عدم مماثلت، قیمت کی تلاش کے لئے غیر شفاف عمل، بہت زیادہ مارکیٹ چارجز، مومنٹ کنٹرول، وغیرہ۔اسی لیے کسانوں کو بہتر قیمت فراہم کرنے، سپلائی سلسلے کو فروغ دینے، ویسٹیج کو کم کرنے اور قومی اور ریاستی سطح پر ایک مربوط قومی مارکیٹ بنانے کے لیے ایک ای پلیٹ فارم کی ضرورت تھی۔

ای منڈی کی تشکیل شعبۂ زراعت وتعاون کی جانب اسمال فارمرس ایگری بزنس کنسورشم کے ذریعہ کیا جائے گا۔اس میں ایک عام الیکٹرانک پلیٹ فارم بنایا جائے گا جس کا استعمال ملک بھر میں متعدد منتخب ریگولیٹیڈ مارکیٹ میں کیا جائے گا۔

2015-16 سے 2017-18 تک کے لیے اس کے لیے 200 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔اس کے تحت ملک بھر میں 585 منتخب شدہ ریگولیٹیڈ مارکیٹوں کا احاطہ کیا جائے گا جس میں 250 منڈیوں کو 2015-16 میں شامل کیا جائے گا، 2016-17 میں 200 منڈیوں اور 2017-18 میں 135 منڈیوں کو شامل کیا جائے گا۔محکمۂ زراعت وتعاون کی طرف سے یونین ٹریٹری علاقوں اور ریاستوں کو اسی منصوبے کی جانب سے مفت سافٹ ویئر کے لئے کی فراہمی بھی کی جائے گی اور حکومت ہند کی طرف سے ان منڈیوں کو اپنے بنیادی ڈھانچے کو بہتر کرنے کے لیے فی منڈی 30 لاکھ کی رعایت بھی دی جائے گی۔

یہ ماڈل ریاست کرناٹک میں نافذ ہے اور اس نے ملک کے لیے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔کرناٹک نے اپنی سبھی بڑی 55 مارکیٹوں کو ایک ساتھ مربوط کیا ہے اور ایک ویب پورٹل بنایا ہے جس میں ان تمام مصنوعات کی فہرست ہیں جو فروخت کے لیے دستیاب ہیں۔

ریاست کے سبھی 30 ہزار تاجروں کو ایک یوزرنیم اور پاس ورڈ دیا گیا تھا۔اس طرح، بنگلور میں بیٹھا ایک تاجر کئی دیگر اضلاع میں دستیاب کسی بھی مصنوعات کے بیگ کی تعداد کی جانچ کرنے کے قابل تھا۔فاصلے کی بنیاد پر، تاجر کو ان مصنوعات کے نقل وحمل کے لئے جس کی اس نے بولی لگائی ہے دستیاب بیگ پر ایک رقم دینی ہوگی۔کسان زیادہ سے زیادہ قیمت دیکھ سکتا ہے اور اس کے اعتبار سے وہ فیصلہ لے سکتا ہے۔یہ پلیٹ فارم دوطرفہ اور فکسڈ پرائز کی تجارت کی بھی اجازت دیتا ہے جیسے کہ حکومت کی جانب سے دی گئی کم سے کم امدادی قیمت۔اب تک، کرناٹک میں ای منڈی کے نظام نے گزشتہ 16 مہینوں میں 8521 کروڑ روپے کا ریونیو پیدا کیا ہے۔اس کے تحت جن مصنوعات کی تجارت ہوئی ہے ان میں ناریل، ارہر، دھان، راگی، مونگ پھلی، تل، مکئی، جیسی تجارتی اشیاء شامل ہیں۔اگرچہ یہ تصور ایک تیار مارکیٹ سسٹم کے حق میں باہر کام کررہا ہے، کہ کس طرح اس کے بارے میں کسانوں میں بیداری پھیلائی جائے کہ یہ نظام کس مؤثر طریقے سے کام کرتا ہے اور اس ای پلیٹ فارم کا سافٹ ویئر فراہم کرنا ریاست کا فرض ہوجائے گا۔

–مرتب: واٹیکا چندرا

سی ایس سی سیکھر

ہندستان میں

عوامی تقسیم نظام کی سیاسی معیشت

نظام کو قابل عمل بنانے ٗ پی ڈی ایس میں توسیع ٗ پی ڈی ایس قیمتوں میں کمی ایکسپوٹر کے استعمال ٗ اناج کی دوپہر دستیابی ٗ راشن دوکانوں کا نجی شعبے سے اخراج ٗ ایف پی ایس کا کمیونٹی کے زیر انتظام منتقلی ٗ شکایتوں کے ازالہ کے لئے مناسب بندوبست اور راشن دکان داروں کے کمیشن میں اضافہ جیسی کوششوں کی بدولت بیشتر ریاستوں میں بھتری کے آثار نمودار ہورہے ہیں۔اس تجدیدی عمل کا ایک اہم جزوہ سیاسی خواہش ہے جو عوامی نظام کو قابل عمل بنانے اور ایک بھتر پی ڈی ایس نظام میں مستحقین کے دائرہ کوتوسیع دے کر طلب کو مستحکم کرنے میں پوشیدہ ہے۔

ہندستان میں عوامی تقسیم نظام کا آغاز 1965 میں ہوا جس کا مقصد تمام لوگوں کو مناسب قیمت پر کھانا دستیاب کرانا تھا۔ریاستی سرکاریں مناسب دوکانوں (پی پی ایس) کے ذریعہ اناج تقسیم کرتی ہیں جس کی قیمت بازار بھاؤ سے کم ہوتی ہے۔ اناج کی اقتصادی حکمت اوراس کی تقسیم کی قیمت (سی آئی پی) میں فرق کو سبسڈی یا رعایت کہتے ہیں۔ 1998 تک عوامی تقسیم نظام ایک کے لئے تھا لیکن یہ صرف شہری علاقوں تک محدود ہوکر رہ گیا تھا۔عوامی تقسیم نظام یعنی پی ایس ڈی زیر تنقید رہ چکا تھا کیوں کہ یہ صرف شہری علاقوں میں محدود تھا۔اس وجہ سے اس خامی کو پورا کرنے کے لئے 1997 میں اہدافی عوامی تقسیم نظام یعنی ٹارگیٹڈ پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم (ٹی پی ڈی ایس) شروع کیا گیا۔اس نظام کے تحت اس سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد ہر ریاست میں طے کرلی جاتی ہے۔یہ تعداد ریاست کے خط افلاس کے پیمانوں کے مطابق مرکزی سرکار طے کرتی ہے۔ یہ گھریلو اکائیاں بی پی ایل کو کم قیمت پر اناج حاصل کرنے کے حق دار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاست غریب گھریلو اکائیوں کو جن کو انتودے ان یوجنا (اے اے وائی) اکائیاں کہا جاتا ہے، اے پی وائی کے تحت آنے والے مستحقین کی نشاندہی ریاستی سرکاریں کرتی ہیں۔کسی بھی اہدافی نظام کی طرح پی ڈی ایس میں بھی داخلے اوراخراج کی خامیاں پائی جاتی ہیں۔

ریاستوں کے درمیان عوامی تقسیم نظام (پی ڈی ایس) میں بہت فرق ہے۔ مستحقین کی تعداد ان کو دستیاب اناج کا وزن اورعوامی تقسیم نظام کا نفاذ میں ریاستی سرکاروں کے مابین بہت فرق ہے۔کہیں یہ نظام سارے عوام کو دستیاب ہےاوردوران تقسم اس کے غائب یا ضائع ہونے کے امکان نفی کے برابر ہیں (اناج ، دالیں اور خوردنی تیل) جیسا کہ تمل ناڈو جب کہ بہار میں بہت پہلے یہ دونوں خامیاں موجودرہیں۔ اب بہار میں بھی برسوں میں عوامی تقسیم نظام میں بہتری آئی ہے۔قومی سطح کے تجزیوں میں ان تغیرات کی وقعت کا پتہ نہیں چلتا۔اس لئے ہم نے عموماً چند ریاستوں میں اور خصوصاً دو ریاستوں بہاراور چھتیس گڑھ میں ریاستی سطح کے عوامی تقسیم نظام (پی ڈی ایس) پر توجہ مرکوز کریں گے تا کہ متغیر کارکردگی کی وجوہات کا پتہ لگا سکیں۔مختلف ریاستوں میں پی ڈی ایس کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ہم سیاسی معیشت فریم ورک کا استعمال کریں گے۔

تجرباتی فریم ورک

اس مسئلہ کے حل کے لئے عمومی طور پر دوطرح کے طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ (i) زیادہ سے زیادہ

مصنف انسٹی ٹیوٹ آف اکنامکس گروتھ (آئی ای جی) ٗ دہلی یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔

بہبود کے حصول کے لئے جدید کلاسیکی طریقہ (ii) سیاسی معیشت طریقہ۔

زیادہ سے زیادہ بہبود کے حصول روایتی طریقے میں بازار کی ناکامی اور اقتصادی بازار میں تقسیم کی بہتری مرکزی خیال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں ایک ایسے بہبودی ایجنٹ کی ہوتی ہے۔ جس کو ہر بات کا علم ہو۔ اس طریقے کی بنیاد پیگو (1932) کے نظریے پر رکھی گئی ہے جس میں وسائل کی تقسیم اور عوام میں اس کی تقسیم میں بازار کی ناکامی کی وجوہات پر زور دیا گیا ہے۔ اور یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ان خامیوں کے سدباب کے لئے ریاست کو اس نجی معیشت میں دخل دینا چاہئے۔ ریاست عوامی اشیا کی پیداوار کرتی ہے اور اس کی سماجی قیمت اور مفادات طے کرتی ہے۔ قیمت کم کرنے والی صنعتوں کی نگرانی کرتی ہے اور آمدنی کو از سر نو اس طرح تقسیم کرتی ہے کہ اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہنچ سکے۔ اس طریقے میں حکومت کا کردار ایسے ادارے کا ہوتا ہے جس کے علم میں سب چیزیں ہوتی ہیں۔

سیاسی معیشت طریقہ میں جو دراصل پیگووین طریقہ کار کا ردعمل ہے، حکومت کے بہبودی اور ہر چیز کے علم کی حیثیت کو نکالا گیا ہے۔ بازار کی خامیوں کو سدھارنے کے مفروضوں پر سوال اٹھائے گئے ہیں۔ اس طریقہ کار میں خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکار بازار کی خامیوں کو دور کرنے میں از خود ناکامی کا شکار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ سرکار قانون ساز اور ایگزیکٹو اداروں کا کا صرف ایک مجموعہ ہے جس کے اپنے خود کے اہداف ہوتے ہیں اور جو اکثر خود متصادم اور متنازعہ ہوتے ہیں۔ سیاسی معیشت تھیوری سیاست دانوں کے ذاتی مفادات' رائے دہندگان' پریشر گروپوں اور دفتری افراد پر مرتکز ہوتی ہے۔ زیادہ واضح الفاظ میں سیاسی معیشت کا طریقہ کار سمجھنے کے لئے زیادہ سائنسی طریقہ ہے کہ مختلف ادارہ جاتی انتظامات میں سرکاری ایجنٹ کس طرح کام کرتے ہیں جس سے معیشت کے مطالبات اور حکومت کے طریقوں میں اتنا فرق آجاتا ہے۔

سیاسی معیشت کا علمی جائزہ

علمی سیاسی معیشت میں سیاسی اور معاشی بازاروں میں ایجنٹ کے کردار پر زور دیا گیا ہے اور اس میں حکومت کے اندر کی ترجیحات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ پولیٹیکل پریفرنس فنکشن (پی پی ایف) میں اس مفروضے کے ساتھ کہ پالیسی ساز معاشی مجبوریوں کے دائرے میں اس مقصد کے حصول پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس پر زیادہ زور دیا گیا ہو۔ یہ زور اور پالیسی ترجیحات سیاسی فیصلہ سازی کے زیر اثر رہتی ہیں۔ پی پی ایف میں کارکردگی کے پیمانوں کا مظاہرہ ہوتا ہے (مثلاً بہبودی اضافے' منافع' کل زرعی آمدنی' حکومت کا بجٹ خرچ وغیرہ) اور ہر پریشر گروپ کے بہبود کا اظہار ہوتا ہے۔ ترجیحات کے حصول کو ناپا جاسکتا ہے کیوں کہ ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے یعنی پالیسی کے نتائج میں ان کا اظہار ہوتا ہے۔ پی پی مطالعوں کا دوسرا اہم مقصد (خصوصاً زرعی پالیسی جائزے میں) پالیسی انسٹرومنٹ سطح کا اندرونی تعین ہے۔ پالیسی انسٹرومنٹ میں فیس' خسارہ ادائیگیاں' درآمد کوٹے و دیگر متعلقہ معاملے شامل ہیں۔ اضافی معاشی طریقوں اور سرکاری مالیہ کی بنیاد پر پی پی ایف میں اضافہ ان انسٹرومنٹ کی سطح کا فیصلہ کرتا ہے۔

پی پی ایف کا طریقہ کار ایک طرح سے فیض رساں اور ہر چیز کا علم رکھنے والی سرکار کے تصور سے مماثل ہے۔ فرق صرف سماج میں مختلف مفادات کی موجودگی کے احساس کا ہے جو سیاسی' معاشی فیصلہ سازی میں مختلف اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ پی پی ایف طریقے میں جس میں حکومت کے داخلی ترجیحاتی ڈھانچے کو شمولیت حاصل ہے' ترجیحاتی ڈھانچے کا کوئی جواز فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ حکومت ایک ایسے منفرد ادارے کے طور کام کرتی ہے جو خود پابند سلاسل ہے۔ پالیسی سازی سیاسی بازار کے تفصیلی ماڈل کی ضرورت کو ختم کرنے کا ایک معروضی تصور ہے۔ پی پی ایف کی اصل روایت میں ان سیاسی ایجنٹوں کو شامل کرنے کی قطعی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے جو ترجیحات کے اوزان طے کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

غرض مند گروپ

علمی ادب کا دوسرا پہلو پریشر گروپ یا غرض مند گروپ کے دباؤ کا ہے۔ سیاسی ماحول اور غرض مند گروپ سے اس کا تعلق پالیسی سازی کے عمل کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ (بردھن 1984' شیکھر 2005)۔ ہم اس طریقہ سے ہندستان کے ترقی کے عمل کی عمومی اور پی ڈی ایس سے اس کے تعلق کی خصوصی طور پر تشریح کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہندستان میں جمہوری سیاست بہت سنجیدہ امر ہے۔ سیاسی پارٹیوں کو انتخاب لڑنے کے لئے رقوم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ رقوم چندہ گروپوں مثلاً صنعت کار گروپوں پر منحصر رہتی ہیں اور اس طرح سے ان کو پالیسی سازی اور اس کے نفاذ میں ان کی آزادی متاثر ہوتی ہے' اس لئے سیاسی پارٹیوں کی وضع کردہ پالیسیوں میں ان غرض مند گروپوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو ان کو رقوم فراہم کرتی ہیں۔ یہ پارٹیاں ان گروپوں کے مطابق پالیسیاں وضع کرتی ہیں۔ بیشتر غرض مند گروپوں کی سرگرمیاں ایسی ہونی چاہئیں جن سے مالیہ پیدا ہو۔ شاید یہی وجہ ہے کہ زد پذیر گروپ مثلاً زرعی مزدور دیہی فن کار' غریب اور نادار لوگوں کا پالیسی سازی میں اکثر دھیان نہیں رکھا جاتا۔ ان کو وہ ترجیح نہیں دی جاتی جس کے وہ مستحق ہیں کیوں کہ ان کے پاس سیاسی پارٹیوں کو دینے کے لئے رقوم نہیں ہیں۔

اطلاعات کی نابرابری یا ناہمواری کا بھی اس میں اہم رول ہے۔ مختلف غرض مند گروپوں کے مابین اطلاعات کی یکساں رسائی نہ ہونے کی وجہ سے سیاسی پارٹیاں ان غرض مند گروپ اپنے ارکان کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کے لئے وسائل کا استعمال کرتے ہیں تاکہ پالیسی کو اپنے حق میں کراسکیں۔

سیاسی عمل کے علاوہ ایک طریقہ اور ہے جس سے غرض مند گروپ پالیسی سازی پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ غیر صحت مند گروپ عوام کے ایک بڑے مجموعے کو براہ راست رجوع کرتے ہیں تاکہ وہ نتائج پر اپنا اثر ڈال سکیں۔ غرض مند گروپ منتخب افراد پر اثر ڈالنے کے لئے عوام کو احتجاج اور مظاہروں کے لئے اکساتے ہیں۔ اس طرح کے طریقے نجی فرموں میں انسانی حقوق اور صنعتی ثقافت کے معاملوں میں کارگردگی پر استعمال کئے ہیں۔ البتہ ان طریقوں میں انتخابات یا قانون سازی کے عوام کی بجائے سودے بازی کا استعمال ہوتا ہے۔

چھتیس گڑھ اور بہار میں عوامی تقسیم نظام (پی ڈی ایس)

اس حصے میں ہم گزشتہ حصہ میں مذکورہ سیاسی معیشت کے طریقہ کار کے ذریعہ بہار اور چھتیس گڑھ کی کارکردگیوں کا

تفصیل سے جائزہ لیں گے۔

2004 تک چھتیس گڑھ میں عوامی تقسیم نظام نجی شعبے کے ماتحت تھا۔نجی شعبے میں اہم مسئلہ تھا مناسب در دکانوں (پی ڈی ایس) کی بے قاعدہ سپلائی اور اناج کا کھلے بازار میں فروخت کردیا جانا۔ ان مسائل کے حال کے لئے جس قدر اصلاحات کی گئیں۔ اس کی ایک اصلاح تھی 2004 میں چھتیس گڑھ عوامی تقسیم نظام یعنی پی ڈی ایس کا تعارف۔اس کے تحت کئی اہم کوشش کی گئیں۔مثال کے طور پر نجی اہل کاروں کو ہٹا کر اناج براہ راست راشن کی دکانوں کو فراہم کرنا' تقسیم کرنے والے ٹرکوں کو پہلے رنگ میں رنگنا' مناسب در دکانوں پر اناج کی فراہمی پر ماہ کی 7 تاریخ تک پہنچانا لازمی کرنا' کمپیوٹر کی مدد سے ٹرکوں کی آمد ورفت پر نظر رکھنا' عوام تقسیم نظام کو نیم آفاقی بنانا' (80فی صد) جس سے کہ آبادی کے ایک بڑے طبقے کی طرف سے بہتر خدمات کے لئے طلب میں اضافہ ہو' دھوکہ دہی کی بیخ کنی کے لئے راشن دکانداروں کو ملنے والے کمیشن میں 8روپے فی کوئنٹل سے 30روپے فی کوئنٹل کا اضافہ کرنا' ہر اس گھر کے باہر جو بی پی ایل یا اے اے وائی کارڈ استعمال کررہے ہیں' نام' کارڈ کی نوعیت اور قیمت چھاپنا تاکہ وہ گھر والوں کے لئے باعث فخر یا باعث تذلیل ہو۔

بہار میں عوامی تقسیم نظام ہمیشہ مسائل سے دوچار رہا ہے۔ اہم مسائل میں ہر سطح پر اناج کی خرد برد' تقسیم میں خامیاں' اندراج اور اخراج کی غلطیاں)' ریاست میں اناج کی کم پیداوار' بہار اسٹیٹ فوڈ اینڈ سول سپلائیز کارپوریشن کی نااہلی (بی ایس ایف ایس سی ایس) بے انتہا بدعنوانی اور پی ڈی ایس ڈیلر سرکاری عملۂ سیاست دانوں حتی کہ وزراء کے ناپاک گٹھ جوڑ اور کمزور اقتصادی نمو جس کی وجہ سے اعلی طبقہ وسائل پر قبضہ کرلیا تھا' شامل ہیں۔

چھتیس گڑھ اور بہار میں کارکردگی کے فرق کو آسان سیاسی معیشت میں سمجھا جاسکتا ہے۔ غرض مند گروپوں' اداروں اور پالیسی کے مابین ایک باہمی ربط ہے۔ یہ باہمی ربط کثیر جہتی ہے اور جو ترقی کے عمل سے متعلق مختلف عوامل پر مختلف طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔اس طرح سے یہ عوامل ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور حتمی نتائج پر اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

حقیقی اور مطلوبہ نتائج میں تفریق رسد اور طلب میں فرق کی وجہ سے ہے۔رسد میں محسوس کئے گئے مسائل کا تعلق بے ربط ترغیب' مناسب مراعاتی ڈھانچے کی عدم دستیابی اور مناسب نگرانی نظام کی کمی سے ہے۔لیکن زیادہ اہم ہے طلب میں کمی جس کی اہم وجہ سے مستحقین کی طرف سے مربوط طلب کی عدم دستیابی اور اس کی وجہ سے مسائل کے حل کے لئے مجموعی عمل میں دشواری پیش آتی ہے۔

مذکورہ فریم ورک کے توسط سے بہار اور چھتیس گڑھ کے فرق کو بے قاعدہ سپلائی اور اناج کا بڑا ذخیرہ کھلے بازار میں فروخت کیا جاتا ہے۔اس کی اہم وجہ مناسب ترغیبی ڈھانچے کی عدم دستیابی اور سپلائی کی نگرانی کے لئے مناسب نظام کا فقدان تھی۔چھتیس گڑھ سرکار کی پالیسی ساز مداخلت سے جو سی پی ڈی ایس کے تعارف سے ممکن ہو پائی' منظر نامہ تبدیل ہوگیا۔ ایف پی ایس دوکانداروں کے کمیشن میں آٹھ روپے سے اڑتیس روپے فی کوئنٹل کے اضافہ سے ترغیبی ڈھانچے میں بہتری آئی۔اس سے ایف پی ایس دوکانداروں کی کھلے بازار میں اناج کی فروخت میں کمی واقع ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی کمپیوٹر کی مدد سے ٹرکوں کی آمدورفت پر نگرانی کو تقویت ملی اور ٹرکوں کو پیلا رنگنے سے اناج کی ڈھلائی غیر منظور شدہ مقامات پر دشوار ہوگئی۔ دائرہ کار میں توسیع سے مستحقین کی ایک بڑی تعداد پی ڈی ایس نظام سے جڑ گئی ہے جس سے طلب میں مضبوطی آئی ہے۔ پی ڈی ایس کے دائرہ کار میں توسیع' پی ڈی ایس قیمتوں میں کمی' کمپیوٹر کا استعمال' اناج کی دروازے تک وسیع راشن دوکانوں کی نجکاری کا خاتمہ اور شکایات کے سدباب کے لئے مناسب بندوبست ایسے طریقے ہیں جن سے ریاست میں عوامی تقسیم نظام کا بہتر بنایا گیا ہے۔اس طرح سے رسد اور طلب دونوں مراحل میں بہتری کی وجہ سے چھتیس گڑھ جلد ہی پی ڈی ایس کے تعلق سے ایک مثالی ریاست بن گیا ہے۔ سی پی ڈی ایس پالیسی کی وجہ سے مستحقین کے غرض مند گروپ پیدا ہوگئے ہیں اور جس کی وجہ سے طلب میں مضبوطی آئی ہے۔

(پالیسی۔غرض مند گروپ لنک (تصویر)

دوسری طرف بہار میں 2011 تک عوامی تقسیم نظام متعدد مسائل سے دوچار تھا' جن میں ہر سطح پر اناج کی خرد برد تقسیم میں خامیاں (اندراجی اور اخراجی غلطیاں)' بہار اسٹیٹ فوڈ اینڈ سول سپلائز کارپوریشن (بی ایس ایف سی ایس سی) کی نااہلی' بڑے پیمانے پر بدعنوانی اور پی ڈی ایس دکانداروں' سرکاری اہل کاروں' سیاست دانوں حتی کہ وزرا تک کا ناپاک گٹھ جوڑ شامل ہے۔ ریاست میں اس ابتر صورت حال کے لئے ذمہ دار تھی ریاست میں اناج کی کم پیداوار جس کی وجہ سے ریاست میں مضبوط فوڈ لابی نہیں بن سکی۔معیشت میں عمومی جمود معاشی اور سماجی حلقوں میں عدم مساوات کی وجہ سے غریب لوگوں کو جو پی ڈی ایس کے اہم مستحقین میں شمار ہوتے ہیں' بے آواز بنا دیا تھا۔اچھی کارکردگی والی سول سوسائٹی اور میڈیا کے فقدان نے پی ڈی ایس کو کبھی چناؤ کا مدعا نہیں بننے دیا۔ جیسا کہ آندھرا پردیش اور تمل ناڈو ہوا۔ ایک اچھی کارکردگی والے پی ڈی ایس کے لئے مستحقین کی طرف سے مربوط طلب میڈیا' سول سوسائٹی اور اچھے کردار والے سرکاری اہل کاروں اور سیاست دانوں کی ضرورت ہے۔

یہ سب تبدیلی گزشتہ چند برسوں میں واقع ہوئی ہے۔

گزشتہ تین برسوں خصوصاً گزشتہ بارہ ماہ میں نظام میں بہتری آئی ہے اور یہ سب کچھ حکومت بہار کی کوششوں کا نتیجہ ہے' مزید اصلاحات گزشتہ تین برسوں میں کی گئیں اور خصوصاً گزشتہ بارہ ماہ میں سماجی۔معاشی اور ذات پر مبنی مردم شماری' اعداد وشمار (ایس ایف سی سی) کے استعمال کے ذریعے راشن کارڈوں کی نئی فہرست تیار کی گئی۔ بہار میں آج 75فی صد گھروں میں نئے راشن یا انتودیہ کارڈ ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ بیشتر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ پی ڈی ایس سے ہر ماہ فی شخص پانچ کلو اناج کے حق دار ہیں۔ پی ڈی ایس کی انتخابی مباحث میں شمولیت کے لئے ریاست کے سیاسی منظر نامے میں بھی تبدیلی آئی ہے۔حزب اختلاف کی جماعتیں بھی۔لوگوں میں ان کے حقوق اور ان کی طلب کے لئے بیداری پیدا کردی ہیں۔ان سب عوامل کی وجہ سے پی ڈی ایس مستحقین کی طرف سے دباؤ میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ صورت حال چند سال پہلے کی صورت حال سے بالکل مختلف ہے جب لوگوں کو پی ڈی ایس سے شاید ہی کچھ نصیب ہوتا تھا۔مذکورہ بحث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بہار اور چھتیس گڑھ میں پی ڈی ایس کی بہتری کی وجہ سے سرکاری طرف سے کی گئی کوششیں کی ہیں جس کی وجہ سے رسد میں بہتر نظر آئی اور طلب مضبوط ہوئی۔

دیگر ریاستوں کے تجربات

پالیسی سازی اور اس کے نفاذ میں اس طرح کی ابتری سے دیگر ریاستوں میں بھی مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

ہماچل پردیش عوامی تقسیم نظام (پی ڈی ایس) عوام کے ہر طبقے کو دستیاب ہے۔ (لیکن یکساں طور پر نہیں)۔ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد (بی پی ایل) کو اس خط سے اوپر والے افراد (اے پی ایل) کے مقابلے میں کم قیمت ادا کرنی ہوتی ہے۔ غیر اناجی پی ڈی ایس اشیاء (دالیں خوردنی تیل)۔ تمام لوگوں کو ایک ہی قیمت پر دستیاب ہیں۔ یہ سب کچھ دور دراز علاقوں تک جائے بغیر دشوار گزار راستوں کے باوجود اور تمل ناڈو کی طرح سخت چھان پھٹک کے بغیر حاصل کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے ممکن ہوا کیوں کہ پی ڈی ایس کی سہولیت ہر ایک کو دستیاب کرادی گئی جس سے مستحقین کی طرف سے طلب میں اضافہ ہوا۔

تمل ناڈو میں عوام دوست اور کم قیمت تکنالوجی کے ایک استعمال کے بعد موثر نگرانی نظام وضع کیا گیا ہے۔ شفافیت اور جواب دہی کو یقینی بنانے کے لئے سہل اور کم قیمت کے طریقے اپنائے گئے۔ کسی دوسری ریاست نے نظام کو سدھار کے لئے اتنی کاوشیں نہیں کی ہیں۔

آندھرا پردیش نے اخراج کے لئے سہل پیمانہ اپنایا اور اخراجی غلطیوں کو کم سے کم کیا۔ البتہ آندھرا میں اندراجی غلطیاں کافی پائی جاتی ہیں۔ 2005 سے اڑیسہ چھتس گڑھ ماڈل کی نقل کر رہے ہیں جس میں کوراپٹ بولنگیر۔ کالا رونڈی علاقے میں پی ڈی ایس کی اضافی دستیابی شامل ہے۔ مناسب دکانوں (ایف پی ایس) کا نظم ونسق بھی گرام پنچایتوں نے بھی مئی 2010 سے مذکورہ بالا اصلاحات میں سے کچھ پر عمل درآمد شروع کردیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2010 میں شروع کی گئی اصلاحات پی ڈی ایس کی کارکردگی میں فرق آیا ہے۔ جھارکھنڈ میں شاید سب سے زیادہ فرسودہ بی پی ایل فہرستیں ہیں۔ اگرچہ جھارکھنڈ نے بھی گزشتہ دنوں سے کچھ اصلاحات کا آغاز کیا ہے۔ پی ڈی ایس چاول کی قیمت 2009 سے گھٹا کر ایک روپے فی کلو کردی گئی ہے۔ پی ڈی ایس کی تقسیم کے لئے ایک ٹائم ٹیبل بنایا گیا ہے تاکہ پی ڈی ایس اناج کی دستیابی اور دوپراس کی رسد کو بہتر بنایا جاسکے۔

ماحصل: نظام کو قابل عمل بنانے' پی ڈی ایس میں توسیع' پی ڈی ایس قیمتوں میں کمی ایکسپوٹر کے استعمال' اناج کی دوپہر دستیابی' راشن دوکانوں کا نجی شعبے سے اخراج' ایف پی ایس کا کمیونٹی کے زیر انتظام منتقلی' شکایتوں کے ازالہ کے لئے مناسب بندوبست اور راشن دکان داروں کے کمیشن میں اضافہ جیسی کوششوں کی بدولت بیشتر ریاستوں میں بہتری کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ اس تجدیدی عمل کا ایک اہم جز وہ سیاسی خواہش ہے جو عوامی نظام کو قابل عمل بنانے اور ایک بہتر پی ڈی ایس نظام میں مستحقین کے دائرہ کو توسیع دے کر طلب کو مستحکم کرنے میں پوشیدہ ہے۔

☆☆☆

برطانیہ کے پانچ مصنوعی سیاروں کے ساتھ پی ایس ایل وی کالانچ کامیاب

☆ستیش دھون خلائی مرکز، شری ہری کوٹا سے 10 جولائی، 2015 کو برطانیہ کے پانچ مصنوعی سیاروں کے ساتھ ہندستانی خلائی تحقیق کی تنظیم - اسرو قطبی سیٹلائٹ لانچ وھیکل پی ایس ایل وی - سی 28 کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ ان پانچ مصنوعی سیاروں کی کل وزن قریب 1440 کلوگرام ہے اور انہیں 647 کلومیٹر اونچائی پر قائم کیا گیا۔ برطانیہ کی سرے سیٹلائٹ ٹیکنالوجی لمیٹڈ (ایس ایس ٹی ایل) کی مکمل ملکیت والی کمپنی ڈی ایم سی انٹرنیشنل امیجنگ (ڈی ایم سی آئی آئی) اور خلائی محکمہ کے تحت حکومت کی کمپنی ہندستانی خلائی تحقیق تنظیم کی تجارتی یونٹ انترکش کارپوریشن لمیٹڈ کے درمیان معاہدے کے تحت یہ پانچ سیٹلائٹ چھوڑے گئے ہیں۔ یہ پی ایس ایل وی کی مسلسل 29 ویں کامیاب اڑان تھی۔ پہلے مرحلے میں چھ اسٹریپ-آن موٹرز کے ساتھ اپنے سب سے بھاری ایکس ایل ورژن میں پی ایس ایل وی کو داغا گیا۔ خلا میں پہلی بار بھیجی گئی یہ منفرد اڑان تھی۔ پی ایس ایل وی کا ایکس ایل ورژن خاص طور پر غیر ملکی مصنوعی سیارہ کو داغنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ ابھی تک پی ایس ایل وی کے ہلکے کورا کیلئے ورژن خاص طور پر غیر ملکی مصنوعی سیارہ کے پروجیکشن کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ پی ایس ایل وی غیر ملکی صارفین کے لئے 45 مصنوعی سیاروں کا کامیاب لانچ کرچکا ہے جن میں آج داغے گئے برطانیہ کے پانچ سیٹلائٹ شامل ہیں۔ اگرچہ 1994-2015 کے دوران 29 کامیاب اڑان ہوتیں لیکن پی ایس ایل وی نے اب تک کل 32.04 ٹن کے 77 سیٹلائٹ داغے ہیں۔ ان میں سے 4.64 ٹن (تقریبا 14 فیصد) کے 45 سیٹلائٹ غیر ملکی گراہکوں کے ہیں۔ یہ پہلی بار سیٹلائٹ پروجیکشن کرنے پر قابل اعتماد ثابت ہوا ہے۔ پروجیکشن ہونے کے قریب 18 منٹ بعد مصنوعی سیارہ کو اپنی کلاس میں مناسب طور پر قائم کردیا گیا۔ پی ایس ایل وی کے آج کے کامیاب لانچ سے اس شعبے میں ملک کی ٹیکنالوجی کی صلاحیت ایک بار ثابت ہوگئی۔

وزیر اعظم نے پی ایس ایل وی-سی 28 کے کامیاب تجربہ پر اسرو ٹیم کو مبارکباد پیش کی

☆وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے پی ایس ایل وی-سی 28 کے کامیاب لانچ پر ہندستانی خلائی تحقیق کی تنظیم - اسرو کی ٹیم کو مبارکباد پیش کی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ''برطانیہ کے 5 مصنوعی سیاروں کے ساتھ پی ایس ایل وی-سی 28 کا کامیاب تجربہ ہندستان کے لئے فخر اور خوشی کا پل ہے۔ اسرو ٹیم کو میری طرف سے مبارکباد۔''

پی ایس ایل وی-سی 28 کے کامیاب تجربہ کے لئے اسرو کو صدر جمہوریہ ہند کی مبارک باد

☆صدر جمہوریہ ہند پرنب مکھرجی نے پی ایس ایل وی-سی 28 کے کامیاب تجربہ کے لئے ہندستانی خلائی تحقیق کی تنظیم (اسرو) کو مبارکباد پیش کی ہے۔ اسرو کے چیئرمین، جناب اے ایس کرن کمار کو اپنے پیغام میں صدر جمہوریہ نے کہا کہ ''پی ایس ایل وی-سی 28 کے کامیاب تجربہ اور 5 سیٹلائٹس لے جانے کے لئے ہندستانی خلائی تحقیق تنظیم (اسرو) میں آپ اور آپ کی پوری ٹیم کو میری طرف سے دلی مبارک باد۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ اسرو کی جانب سے یہ لانچ سب سے بھاری تجارتی مشن ہے۔ پی ایس ایل وی-سی 28 کا لانچ ہمارے خلائی پروگرام میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ سائنسدانوں، انجینئرز اور اس مشن میں شامل سبھی حضرات اور آپ کی ٹیم کے تمام اراکین کو میری طرف سے مبارکباد۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ''میں آپ کی تمام مستقبل کی کوششوں کی عظیم کامیابی کا متمنی ہوں۔''

جتیندر سنگھ

پردھان منتری بیمہ یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا:

ہندستان میں سماجی تحفظ کے سمت ایک قدم

اسکیموں کے بارے میں معلومات اور سمجھ دیہی علاقوں میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ دیہی علاقوں میں ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے جس سے ایک مقررہ وقت کے اندر لوگوں کو مختصر میں پوری بات سمجھائی جاسکے۔ گرام پنچایت کو اس کام میں شامل کئے بغیر گاؤں میں اس سلسلے میں بیداری پیدا کرنا کافی مشکل ہوگا۔

یہ مضمون نگار کے ذاتی خیالات ہیں اور حکومت ہند کے موقف سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مصنف انڈین اکنامک سروس (2008 بیچ) سے وابستہ ہیں۔ حکومت ہند کے وزارت صنعت وتجارت میں ڈپارٹمنٹ آف انڈسٹریل پالیسی اینڈ پروموشن میں اکنامک ایڈوائزر کے دفتر میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے طور پر فائز ہیں۔

وزیراعظم نے حال ہی میں تین بڑی اسکیموں کا آغاز کیا۔ یہ ہیں پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا (پی ایم جے جے بی وائی)، پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا (پی ایم ایس بی وائی) اور اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی)۔ ان تینوں اسکیموں کے تحت بالترتیب زندگی کو لاحق خطرات، حادثات کی وجہ سے معذوری اور مخصوص عمر گروپ کے لوگوں کے لئے بڑھاپے میں آمدنی کا احاطہ کیا جائے گا۔ انشورنس اسکیموں میں نامزد فرد یا خریدار، بالترتیب صرف 330 روپے یا 12 روپے سالانہ پریمیم ادا کر کے بیمہ خریدنے والے کی موت یا مستقل معذوری کی صورت میں دو لاکھ روپے کا دعوی کرسکتا ہے۔ یہ پریمیم پالیسی ہولڈر کے کھاتے سے خود بخود منہا کرلیا جائے گا۔ یہ انشورنس اسکیمیں یکم جون 2015 سے 31 مئی 2016 تک ایک سال کے لئے ہیں اور ہر سال ان کی تجدید کرائی جاسکتی ہے۔ ان انشورنس پالیسیوں کو حاصل کرنے کے لئے خریدار کو صرف ایک صفحہ کا سادہ فارم پر کرنا اور دستخط کرنا پڑتا ہے۔ یہ اسکیمیں ملک میں ایک ٹھوس اور قابل رسائی سوشل سیکورٹی نظام کے قیام کے سمت میں ایک اہم قدم ہے۔ ان اسکیموں کی متعدد خصوصیات ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اسکیمیں ہر شخص کے لئے ہیں کیوں کہ ان کے ذریعہ ایسے افراد کا احاطہ کیا گیا ہے جو پرائیوٹ کمپنیوں کے اسی طرح کے پروڈکٹ خریدنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ گو کہ عمر کی حد اور بینک اکاونٹ وغیرہ، اس کے امکان کو کچھ حد تک محدود کردیتے ہیں پھر بھی یہ پروڈکٹ عملی اور قابل نفاذ ہیں۔ پریمیم / سرمایہ کاری کو اتنا کم رکھا گیا ہے کہ غریب ترین افراد بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

دوسری خصوصیت ہے تعاون۔ پریمیم یا سرمایہ کاری کی صورت میں خریدار نہ صرف خود کو ذمہ دار سمجھتا ہے بلکہ اس طرح کے پروڈکٹس کے فروغ میں مدد بھی کرتا ہے۔ اس سے لوگوں میں فائنانشیل پروڈکٹس کے سلسلے میں لوگوں میں خاصی بیداری بھی پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ اس سے بینک اور عوام کے درمیان تعلقات میں نیا جوش پیدا ہوگا، جس سے مالیاتی شمولیت کو فروغ ملے گا۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس پورے عمل میں بینک کا رول کافی اہم ہے۔ پروڈکٹ کے خریداروں کو انشورنس کمپنیوں سے براہ راست رابطہ نہیں کرنا ہوگا اس کے بجائے بینک ثالثی کا کام کریں گے۔ بینک میں جمع کیا گیا پریمیم خود بخود کھاتے سے منہی ہوجائے گا۔ اور موت یا معذور ہوجانے کی صورت میں استفادہ کرنے والے شخص کو صرف بینک کے ساتھ ہی کاغذی کارروائی کرنی ہوگی اور بینک دعوے کی ادائیگی کے لئے انشورنس کمپنی سے رابطہ کرے گا۔ دعوے کی رقم بینک اکاونٹ میں جمع ہوجائے گی۔ اس سے صارفین کو کافی سہولت ہوگی۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ جن دھن یوجنا میں جس 'بزنس کارسپانڈنٹ' (بی سی) ماڈل کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے بینکوں کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ کوئی بھی اہل بے روزگار نوجوان کسی بینک کا روباری نمائندہ بن سکتا ہے۔

کاروباری نمائندہ بینک کی شاخ سے دور کسی بھی دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر چھوٹے لین دین (جمع اور نکاسی)، کرسکتے ہیں، کھاتے کھول سکتے ہیں اور انشورنس اور پنشن پروڈکٹس لوگوں کو فروخت کرسکتے ہیں۔ اس سے بینک کا لاگت کافی کم ہوجائے گا۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ انشورنس اور پنشن پروڈکٹ لوگوں میں ملک کے لئے بچت کی عادت کو فروغ دیں گے، ان کا استعمال ملک کی تعمیری سرمایہ کاری میں کیا جاسکتا ہے، جب کہ سونا اور زمین جیسے روایتی سماجی سیکورٹی کے پروڈکٹس سے یہ ممکن نہیں ہے۔

ان اختراعات کے ساتھ ان اسکیموں نے خریداری کے لحاظ سے غیر معمولی کامیابی حاصل کی ہے۔ صرف مختصر مدت میں 27 جون 2015 تک سرکاری سیکٹر کے بینکوں یا علاقائی دیہی بینکوں کے ذریعہ پی ایم جے جے بی وائی، پی ایم ایس بی وائی، اے پی وائی کے خریداروں کی مجموعی تعداد 10.42 کروڑ تک پہونچ گئی تھی۔ اس میں سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے ذریعہ 78 فی صد، علاقائی دیہی بینکوں کے ذریعہ 16 فی صد خریداری ہوئی جب کہ بقیہ خریداری پرائیوٹ بینکوں، رورل کوآپریٹو اور اربن کوآپریٹو کے ذریعہ کی گئی۔ مجموعی اعدادوشمار 10.42 کروڑ کی یہ تعداد اس بنیاد پر طے کی گئی ہے کہ اگر کسی شخص نے تینوں پروڈکٹ خریدے ہیں تو اسے تین فرد اور اگر کسی نے دو پروڈکٹ خریدے ہیں تو اسے دو فرد تسلیم کیا گیا ہے۔ ان پالیسیوں کی خریداری کرنے والے افراد کی حقیقی تعداد اس سے کم ہوگی۔

مجموعی خریداری میں تین چوتھائی نے حادثاتی انشورنس اور تقریباً ایک چوتھائی نے لائف انشورنس کرایا ہے۔ صرف ایک فی صد سے کم لوگوں نے پنشن اسکیمیں لی ہیں۔ لوگوں نے حادثاتی انشورنس میں زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کا پریمیم بہت کم یعنی صرف 12 روپے ہے اور اس کا ایج گروپ بھی 18 سے 70 برس ہے۔ اس کے مقابلے میں لائف انشورنس کا پریمیم نسبتاً زیادہ یعنی 330 روپے ہے اور اس میں صرف 50 برس عمر تک کے لوگوں کے لئے گنجائش ہے۔ جب کہ دونوں میں ہی دو لاکھ روپے کا رسک کور ہے۔

مجموعی خریداروں میں سے صرف ایک تہائی کا تعلق دیہی علاقوں سے جوان کی مجموعی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے کافی کم ہے۔ اس کی ایک وجہ بیداری کی کمی اور دیہی علاقوں میں بینکوں کا نہ ہونا بھی ہوسکتی ہے۔ مجموعی خریداروں میں خواتین کی تعداد صرف ایک چوتھائی ہے اور یہ شہری اور دیہی دونوں ہی علاقوں میں تقریباً یکساں ہے۔ اب تک لائف انشورنس کے تحت 28 افراد اور حادثاتی انشورنس کے تحت 8 افراد کے دعووں کی ادائیگی کی جاچکی ہے۔

ان اسکیموں نے حکومت، بینکوں اور عوام کے سامنے بھی کئی چیلنج پیش کردئے ہیں:

☆ اسکیموں کے بارے میں معلومات اور سمجھ دیہی علاقوں میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ دیہی علاقوں میں ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے جس سے ایک مقررہ وقت کے اندر لوگوں کو مختصر میں پوری بات سمجھائی جاسکے۔ گرام پنچایت کو اس کام میں شامل کئے بغیر گاوں میں اس سلسلے میں بیداری پیدا کرنا کافی مشکل ہوگا۔

☆ گو کہ جے جے بی وائی اور ایس بی وائی کے تحت کھاتوں میں پیسے جمع ہونے کی وجہ سے جن دھن یوجنا کے تحت بینکوں میں کھولے گئے زیرو بیلنس کھاتوں کی دیکھ ریکھ پر آنے والی لاگت میں تھوڑی کمی آجائے گی، اس کے باوجود بینکوں کے لئے انشورنس کھاتوں کے رکھ رکھاو اور پروسیسنگ پر آنے والی لاگت ایک بڑا چیلنج ثابت ہوگا۔

☆ بینکوں کے لئے یہ قابل عمل نہیں ہوگا کہ اتنے کم رقم کے ڈپازٹ کے رکھ رکھاو کے لئے اضافی اسٹاف کا تقرر کریں، جب کہ موجودہ اسٹاف کو اس کام کے لئے فارغ کرنے سے بینک کے دیگر کام متاثر ہوں گے۔

☆ کاروباری نمائندہ کی تقرری کھاتوں کی تعداد اور ان کھاتوں کے ذریعہ ہونے والے لین دین پر منحصر کرے گا۔ چوں کہ ان میں سے بیشتر کھاتوں میں بہت معمولی رقم ہوتی ہے، اس لئے یہ بینک کے لئے ضروری بزنس حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

☆ کسی گاوں میں کام کرنے والے بزنس کارسپانڈنٹ کے لئے ایک لیپ ٹاپ، بجلی اور اچھی انٹرنیٹ کنکٹیویٹی کی ضرورت ہوگی۔ اگر وہ لیپ ٹاپ اور انورٹر میں سرمایہ کاری کربھی دیتا ہے تب بھی بیشتر گاوں میں انٹرنیٹ کنکٹیویٹی کا خراب معیار اسکے کام میں سب سے بڑا رخنہ ثابت ہوگا۔

مختصر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زندگی کو لاحق خطرہ، حادثے کی وجہ سے ہوجانے والی معذوری اور بڑھاپے میں آمدنی کا ذریعہ کے سلسلے میں یہ اسکیمیں ایک ایسا ماڈل ہیں جس سے کروڑوں غریب لوگوں کو فائدہ ہوگا اور ملک میں ایک ٹھوس اور پائیدار سوشل سیکورٹی نظام قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ خریداری کے لحاظ سے تو یہ اسکیمیں کافی کامیاب ثابت ہوئی ہیں لیکن یہ اب تک شہری علاقوں اور مردوں تک ہی محدود ہیں۔ معلومات کی کمی، خراب انٹرنیٹ کنکٹیویٹی اور دیہی علاقوں میں بینکوں کی کمی، ان اسکیموں کو دیہی علاقوں میں وسعت دینے اور خریداروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ بہر حال ان اسکیموں کی کارکردگی کے بارے میں اتنے مختصر مدت میں اور خریداری کی بنیاد پر کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی ہے۔ بہر حال یہ بات اپنے آپ میں کافی اہم ہے کہ ان اسکیموں نے غریبوں کو ایک موقع فراہم کیا ہے، گورننس کا ایک نظام قائم کیا اور مالیاتی اداروں کے لئے نئے امکانات پیدا کئے ہیں۔

☆☆☆

یوجنا کا آئندہ شمارہ ستمبر 2015
اسمارٹ سٹی، شہری منظر کو بدلنا
پر خاص ہوگا۔

محمد نوشاد

سستی بیمہ اسکیمیں

اب دستیاب اعداد و شمار کے مطابق رسوئی گیس کی سبسڈی کے طور پر ہر سال 25 ہزار سے 30 ہزار کروڑ روپے کی رقم لازمی طور پر بینک کھاتوں کے ذریعے ہی کی جا رہی ہے۔ 16 کروڑ رسوئی گیس صارفین میں سے 50فی صد کے کنکشن بینک اکاؤنٹس سے مربوط ہوچکے ہیں۔صد فی صد کوریج جلد ہونے کی امید ہے۔رسوئی گیس کا مندرجہ بالا کام مکمل ہو جانے کے بعدلازمی طورپر طور پراس کا اگلا ہدف کیرروسن تیل ہے۔ اس میں بھی سبسڈی کا دائرہ 25 ہزار سے 30 ہزار کروڑ روپے سالانہ کے درمیان ہے۔

حکومت نے گزشتہ دنوں کچھ اہم انشورنس اسکیمیں شروع کی ہیں جو ملک کے عام لوگوں کی زندگی میں انقلاب برپا کرسکتی ہیں۔ ان تحفظاتی اسکیموں کی لانچنگ کے بعد لوگوں نے راحت کی سانس لی ہے۔ ہزاروں کھاتہ دار پردھان منتری جن دھن یوجنا اور اس جیسی دیگر اسکیموں کا ذکر کررہے ہیں۔حکومت غریبوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کے لئے پرعزم ہے۔اس سمت میں پہل کرتے ہوئے اس نے تین سستی بیمہ اسکیمیں شروع کی ہیں جولوگوں میں بے حد مقبول ہورہی ہیں۔ بعد میں یہ اسکیمیں زبردست تبدیلی لائیں گی۔وزیر اعظم نے اس تعلق سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہندستان کا گھریلو ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ لوگوں کو خود سے زیادہ اپنے کنبے کی پریشانیوں کی فکر ہوتی ہے، اسی لئے ہم نے آپ کی معاونت کے لئے ایک نظام قائم کیا ہے، جو آپ کے کنبے کی سلامتی کو یقینی بنائے گا۔ پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا سے آپ کو دو لاکھ روپے کے حادثاتی بیمے کی سہولت محض ایک روپیہ ماہانہ کے پریمیر کی ادائیگی سے حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا کے نام سے دو لاکھ روپے کی مالیت کے ایک بیمے کی اسکیم بھی شروع کی گئی ہے ،جس میں ایک روپیہ یومیہ کے پریمیئر کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ہم سب کو اپنے بڑھاپے کی تشویش لاحق ہوجاتی ہے۔ کون ہماری دیکھ بھال کرے گا، ہماری مالی ضرورتوں کی تکمیل کیسے ہوگی، اس کے لئے ہم نے اٹل پنشن یوجنا شروع کی ہے، جس سے آپ کو اپنی جوانی کے دنوں سے دوسو پچاس روپے ماہانہ کی ادائیگی پر ساٹھ برس کی عمر مکمل ہونے پر پانچ ہزار روپے ماہانہ پنشن کی سہولت حاصل ہوگی۔علاوہ ازیں آپ کی موت کے سانحہ کی صورت میں آپ کے بچوں کو 8.5 لاکھ روپے کی رقم کی مجموعی ادائیگی کی جائے گی۔ 9 مئی کو کولکتہ میں وزیر اعظم نریندر مودی کی طرف سے جاری ان تین اسکیموں کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی لانچنگ کے کچھ ہی دنوں کے اندر پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا کے تحت 8.5 کروڑ لوگوں نے رجسٹریشن کروایا۔قابل ذکر ہے کہ اس اسکیم کے تحت دو لاکھ روپے کا حادثہ انشورنس کیا جاتا ہے۔اسی طرح دو لاکھ روپے کا جیون بیمہ فراہم کرنے والی پردھان منتری جیون جیوتی انشورنس اسکیم کو بہت مقبولیت ملی ہے جب کہ طویل مدتی اٹل پنشن اسکیم کو پذیرائی حاصل ہورہی ہے۔

اٹل پنشن کی یوجنا کے تحت انشورنس ہولڈر کو اس کی شراکت کی بنیاد پر ماہانہ ایک ہزار روپے، دو ہزار روپے، تین ہزار روپے، چار ہزار روپے اور پانچ ہزار روپے مقررہ کم از کم رقم حاصل ہوگی۔حکومت بھی مجموعی رقم کا 50 فی صد یا ایک ہزار روپے سالانہ، جو بھی کم ہوگا، انشورنس ہولڈر کو پانچ سال کی مدت کے لئے فراہم کرے گی۔اس تناظر میں قابل ذکر ہے کہ جو لوگ 31 دسمبر، 2015 تک این پی ایس میں شامل ہیں، جو لوگ دوسرے قانونی سوشل سیکورٹی یوجنا کے رکن نہیں ہیں اور جو انکم ٹیکس کے دائرے میں نہیں آتے، ان پر 16-2015 سے 2019-20 کی میعاد تک یہ بیمہ یوجنا لاگو ہوگی۔

مضمون نگار رائٹر ہیں۔

انشورنس ہولڈر کی موت کے بعد پنشن اس کی شریک حیات کو حاصل ہوگی اور بعد میں پنشن فنڈ نامزد شخص کو لوٹا دی جائے گی۔اٹل پنشن اسکیم میں شامل ہونے کی کم از کم عمر 18 سال اور زیادہ سے زیادہ عمر 40 سال ہے۔تعین کردہ کم از کم پنشن کا فائدہ حکومت کی طرف سے گارنٹی شدہ مشتمل ہے۔

پردھان منتری جیون جیوتی یوجنا کے تحت دو لاکھ روپے کا سالانہ لائف انشورنس 330 روپے فی سالانہ کے پریمیم پر دستیاب ہے۔ یہ انشورنس 18 سے 50 سال عمر کے بینک اکاؤنٹ ہولڈرز کو فراہم کیا جائے گا اور اس کا پریمیم 'آٹو ڈیبٹ' کے ذریعہ اکاؤنٹ سے کاٹا جائے گا۔پردھان منتری سرکشا یوجنا کے تحت حادثے میں موت ہونے یا مکمل طور پر معذور ہونے کی صورت میں دو لاکھ روپے اور جزوی طور پر معذوری کے لئے ایک لاکھ روپے کا جوکھم کوریج ہے۔یہ بیمہ 18 سے 70 سال عمر کے بینک اکاؤنٹ ہولڈرز کو فراہم کیا جائے گا اور اس کا پریمیم 'آٹو ڈیبٹ' کے ذریعہ اکاؤنٹ سے کاٹا جائے گا۔ پانچ برس کی مدت کے دوران اٹل پنشن اسکیم کے انشورنس ہولڈرز کو حکومت کی طرف سے ادا کی جانے والی رقم کے تناظر میں حکومت کا خرچ 2520 کروڑ روپے سے 10 ہزار کروڑ روپے کے درمیان ہونے کا امکان ہے۔

اس کے علاوہ حکومت کا اندازہ ہے کہ اگلے پانچ برسوں کے دوران اٹل پنشن یوجنا کے تحت رجسٹریشن اور شراکت کی ترقیاتی سرگرمیوں پر 2 ہزار کروڑ روپے، پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا اور پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا کی تشہیر اور بیداری پیدا کرنے کے مد میں 250 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔حکومت کو امید ہے کہ اٹل پنشن یوجنا کے تحت رواں مالی سال کے دوران تقریبا دو کروڑ لوگ اس بیمہ اسکیم سے مستفیض ہوں گے۔

حکومت کی طرف سے پیش کردہ بیمہ یوجنا غیر منظم شعبہ کے کارکنوں کو بھی اپنی ریٹائرمنٹ کے لئے بچت کرنے کی ترغیب دے گی۔ یہ کارکن مجموعی طور پر 47.29 کروڑ کارکنوں کا 88 فی صد ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ مالکان بھی اپنے ملازمین کو پنشن اسکیم لینے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔غریبوں اور معاشرے کے محروم طبقوں کی حوصلہ افزائی کرنے والی اسکیم پردھان منتری جن دھن یوجنا ہے، جس کے تحت 15 کروڑ لوگ بینک اکاؤنٹ کھلوا چکے ہیں۔اس اکاؤنٹس کو آدھار نمبر سے جوڑ دیا گیا ہے۔بینک اکاؤنٹس کے ساتھ ساتھ 13.40 کروڑ سے زائد روپے کے کارڈ مختص کئے جا چکے ہیں، جب کہ 1.25 لاکھ بینک متروں کی تعیناتی ہو چکی ہے۔یوجنا کے تحت صارفین کو ایک لاکھ روپے کا حادثاتی بیمہ کرانے کا حق ہے اور اکاؤنٹ چالو ہو جانے کے 6 ماہ کے بعد اسے 5 ہزار روپے کی اوور ڈرافٹ کی سہولت حاصل ہونے لگے گی۔ان تمام فلاحی منصوبوں کے تئیں بیداری پیدا کرنے اور ان کی تشہیر کے لئے آئندہ پانچ برسوں کے دوران 50 کروڑ روپے خرچ کرنے کی منظوری کابینہ سے مل چکی ہے۔

بہر حال ان تمام فلاحی اسکیموں کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ کام کے بوجھ تلے دبی بینکاری نظام کی کارکردگی کیسی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کامیابی اس بات پر بھی منحصر ہے کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ جو بینکاری نظام کے دائرے سے باہر ہے، وہ اپنے مالی مفادات کے تئیں کتنا بیدار ہو پاتا ہے۔دراصل یہ تمام منصوبے جن دھن یوجنا پر ٹکی ہوئی ہیں جو ہدف شدہ لوگوں تک فوائد اور سبسڈی کے براہ راست منتقلی کی بنیاد ہے۔

ان اسکیموں کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم مسٹر نریندر مودی نے کہا تھا کہ ترقی کا سفر اس وقت تک ادھورا ہے جب تک اس کی برکات غریبوں تک پہنچ پائیں۔بینکوں کا نیشنلائزیشن غریبوں کے لئے ہوا تھا لیکن کیا غریب بینکوں میں نظر آتے ہیں؟ 1.2 ارب لوگوں کے ملک میں 90-80 فی صد لوگوں کی پنشن اور انشورنس تک پہنچ نہیں ہے لیکن ساری مصیبتیں غریبوں پر ہی آتی ہیں، امیروں پر نہیں۔وہ فٹ پاتھوں پر سوتے ہیں اور انہیں مرنا پڑتا ہے......''۔

مارچ، 2014 کے آخر میں جاری ہونے والے انڈین ریزرو بینک کے اعداد وشمار کے مطابق ہندستان کے تجارتی اور دیہی بینکوں میں 243 ملین بنیادی بچت بینک جمع اکاؤنٹ (بی ایس بی ڈی) تھے- 126 ملین بینک برانچوں کے ذریعے اور بقیہ بزنس نامہ نگاروں کے ذریعہ سے۔ 116 ملین میں 24 ملین جوڑنے پر (39 ملین) تمام خاندان اس دائرے میں آجاتے ہیں۔

اگر آپ کو لگتا ہو کہ پردھان منتری جن دھن یوجنا کے کچھ اکاؤنٹ جعلی یا ڈبل ہیں، اس کے باوجود بھی پردھان منتری جن دھن یوجنا تبدیلی کی نقیب ہے۔ زبردست مصارف کے باوجود اس سے سبسڈی کی بچت ہوگی اور خرچ پورا ہو جائے گا۔بغیر بینک کے اکاؤنٹ کے سبسڈی بہتر ممکن نہیں ہے۔اس کے تحت پیسہ صحیح شخص کی جیب میں جائے گا جس کی نگرانی کی بنیاد شناختی کارڈوں یا شناخت کے دیگر دستاویزات کے ذریعے کی جائے گی۔یہی پردھان منتری جن دھن یوجنا کی کامیابی ہے۔منصوبہ بندی کے مسائل ہیں لیکن وہ قلیل مدتی ہیں۔ 116 ملین اکاؤنٹس میں سے تقریبا 83 ملین کھاتوں میں زیرو بیلنس ہے۔مختصراً یہ ایسے کھاتے ہیں جن کا لین دین اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان میں پیسہ نہ آئے۔قومی جمہوری اتحاد حکومت کے تحت سبسڈی سمیت تمام سرکاری ادائیگی کے لئے براہ راست نقد ٹرانسفر اسکیم کا یہ ایک آغاز ہے۔اب دستیاب اعداد وشمار کے مطابق رسوئی گیس کی سبسڈی کے طور پر ہر سال 25 ہزار سے 30 ہزار کروڑ روپے کی رقم لازمی طور پر بینک کھاتوں کے ذریعے ہی کی جارہی ہے۔ 16 کروڑ رسوئی گیس صارفین میں سے 50 فی صد کے کنکشن بینک اکاؤنٹس سے مربوط ہو چکے ہیں۔صد فی صد کوریج جلد ہونے کی امید ہے۔رسوئی گیس کا مندرجہ بالا کام مکمل ہو جانے کے بعد لازمی طور پر اس کا اگلا ہدف کیروسن تیل ہے۔اس میں بھی سبسڈی کا دائرہ 25 ہزار سے 30 ہزار کروڑ روپے سالانہ کے درمیان ہے۔بینک اکاؤنٹس کے تناظر میں جس اگلی بڑی یوجنا کا استعمال کیا جائے گا، وہ 33 ہزار کروڑ سالانہ لاگت والی مہاتما گاندھی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم ہے۔

☆☆☆

فریدہ خاتون

اقلیتوں کی فلاح وبہبود

2014-15 کے دوران اقدامات اور حصولیابیاں، اسکیمیں/ پروگرام

کسی تہذیب کا اندازہ اقلیتوں کے ساتھ اس کے سلوک سے کیا جاسکتا ہے۔ مہاتما گاندھی

وزارت برائے اقلیتی امور نے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ اس کا وژن ہندستان کی 'مشترکہ کلچر کی وحدت' کومضبوط بنانے کے لئے اقلیتوں کو اقتصادی اعتبار سے بااختیار بنانا نیز سماجی۔ اقتصادی بہبود وترقی' ہندستانی ثقافت کے مشترکہ تصور کے تحت اقلیتوں کی وافر مقدار میں موجود میراث کی حفاظت کرنا اس کا مشن ہے۔

بہترین حکمرانی: ●بلاواسطہ فائدہ (ڈی بی ٹی) اسکیم 2014-15 کے دوران شروع کی گئی ہے تاکہ ان اسکیموں کے مستحق طلبا کے بینک اکاؤنٹ میں اسکالرشپ منتقل کی جاسکے جیسے پوسٹ میٹرک اسکالرشپ' ایم سی ایم اسکالرشپ۔ 'پڑھو پردیش' یہ اسکیم بیرون ممالک تعلیم حاصل کرنے کے لئے قرض کے انٹرسٹ پر سبسڈی دینے کے لئے ہے۔ یہ وزارت کی نئی اسکیم ہے۔ کینرا بینک کے ذریعہ 2014-15 میں شروع کی گئی ہے اور مولانا آزاد فیلوشپ●جن وکاس کریاکرم (کثیر شعبہ جاتی ترقیاتی پروگرام) کے تحت پروجیکٹ' منظور' پاس کئے گئے● حکومت کی الیکٹرانک' سمکشا پورٹل کو وزارت کی معلومات کی جدیدکاری کے لئے نافذ کیا گیا ہے● آدھار سے منسلک بایومیٹرک حاضری سسٹم شروع کیا گیا ہے ●معلومات کی تجدید کاری کے لئے سوشل میڈیا' ٹوئٹر اور فیس بک کا استعمال شروع کیا گیا ہے●الیکٹرانک حصولیابیاں بھی شروع کی گئی ہیں●وقف مینجمنٹ سسٹم آف انڈیا (ڈبلیواے ایم ایس آئی) کے نام سے وقف ریکارڈوں کی آن لائن تجدید کاری کی گئی ہے● سنٹرل پلان اسکیم مونیٹرنگ سسٹم (سی پی ایس ایم ایس) کے ذریعہ فنڈ اور تنخواہوں کی الیکٹرانک منتقلی کی گئی ہے●الیکٹرانک آفس کے تحت فائل تلاش کرنے کا نظام بھی شروع ہوچکا ہے۔

112، رمیش پارک، دہلی۔1100092

2014-15 کے دوران کئے گئے اقدامات کا سرسری جائزہ

استاد: روایتی فنون/ پیشوں والی وافر میراث کی حفاظت اور روایتی فنکاروں/ پیشہ وروں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک نئی اسکیم 'استاذ' (ترقی کے لئے آرٹ/ کرافٹ میں مہارتوں اور تربیت کو بڑھاوا دینا) شروع کی گئی ہے۔ یہ اسکیم روایتی آرٹ/کرافٹ کوقومی اور بین اقوامی بازار کے ساتھ جوڑے گی اور کام کرنے والے طبقے کی عزت کی حفاظت کرے گی۔ **ہماری دھروھر**: ندوستانی ثقافت کے تصور کوسامنے رکھتے ہوئے اقلیتوں کی وافر مقدار میں موجود میراث کی حفاظت کے لئے ایک نئی اسکیم 'ہماری دھروہر' 2014-15 میں منظور کی گئی ہے۔ **ڈیجیٹل تعلیم کے لئے سائبر گرام**: 2014-15 سے جن وکاس یوجنا (کثیر شعبہ جاتی پروگرام) کے تحت وزارت نے ڈیجیٹل تعلیم کو بڑھاوا دینے کے لئے سائبر گرام پروگرام شروع کرنے کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ اس پروگرام کے نفاذ کے لئے ملک کے 19 اضلاع میں موجود 66 قصبوں اور 10 نامزد اقلیتی بلاکوں کی ریاستی اور نیم ریاستی حکومتوں کی انتظامیہ کو ہدایات جاری کی جاچکی ہیں۔ متحدہ سروس سنٹر (سی ایس سی)' ای گورننس سروسز انڈیا لمیٹڈ' ڈیپارٹمنٹ آف الیکٹرانک اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت کی اس کام میں مدد کررہی ہیں۔

مانس: قومی اقلیتی ترقیاتی اور مالیاتی کارپوریشن کے تحت 10 نومبر 2014 کو بڑے پیمانے پر صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے مانس 'مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی فار اسکلس) قائم کی گئی ہے۔ مانس نے قومی صلاحیت ترقیاتی کارپوریشن (این ایس ڈی سی) اور سیکٹر کونسل آف ہیلتھ' سیکورٹی' چمڑا' لوجسٹکس اور میڈیا اینڈ انٹرٹمنمنٹ کے ساتھ باہمی مفاہمت نامہ پر دستخط کئے ہیں۔ **بلاواسطہ فائدہ منتقلی**: طلبا کے بینک اکاؤنٹ میں بلاواسطہ فائدہ منتقلی (ڈی بی ٹی) کے لئے 2014-15 سے اسکالرشپ شروع کی گئی ہے جو پوسٹ میٹرک' میرٹ کم مینس اسکالرشپ اور مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ کے نام سے ہے۔ **نئی منزل**: وزارت نے اسکول اور مدرسہ کی تعلیم چھوڑے ہوئے بچوں کے لئے ایک نئی اسکیم 'نئی منزل' 2014-15 میں شروع کی ہے جوان کی روزگارانہ صلاحیت کو بڑھائے گی۔ **موجودہ اسکیمیں**: ماقبل میٹرک اسکالرشپ۔ 30 فی صد

لڑکیوں کے لئے مخصوص۔ اس کے لئے والدین/ سرپرست کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ سے زائد نہ ہو اور طالب علم نے 50 فی صد نمبر حاصل کئے ہوں۔ مابعد میٹرک اسکالرشپ۔ گیارہویں سے پی ایچ ڈی تک۔ 30 فی صد لڑکیوں کے لئے مخصوص۔ والدین/سرپرست کی سالانہ آمدنی دو لاکھ سے زائد نہ ہو۔اس کے علاوہ وزارت نے مفت کوچنگ اور اتحادی اسکیم کے تحت **نیا سویرا** اقلیتی طلبا کو پیشہ ورانہ کورسوں اور سرکاری نوکریوں کے لئے مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے لئے منتخب مشہور کوچنگ اداروں میں مفت کوچنگ کا نظم کیا ہے۔علاوہ ازیں سائنس کے قابل طلبا کے لئے نئی مخصوص اسکیم'نئی اڑان' سیکھو اور کماؤ اقلیتوں کے لئے ماہرانہ تربیت و ترقی کے اقدام' نئی روشنی اقلیتی خواتین میں قائدانہ صلاحیت کو بڑھانے کی اسکیم' وزیراعظم کے نئے پندرہ نکاتی پروگرام قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور اسکیم **جیو پارسی** شروع کی گئی ہے۔اس اسکیم کا مقصد ہندستان میں پارسیوں کی کم ہوتی آبادی کو بڑھانا ہے۔قومی اقلیتی ترقیاتی اور مالی کارپوریشن اقتصادی طور پر محروم طبقہ کو خود روزگاری میں معاونت کرتا ہے۔اس کے علاوہ وزارت اقلیتی امور جو سب سے اہم کام انجام دے رہی ہے' وہ ہے **وقف مینجمنٹ**۔اس کے تحت ملک بھر میں موجود وقف جائیدادوں کی تفصیل انٹرنیٹ پر ڈالی جارہی ہے۔ وقف مینجمنٹ آف انڈیا (ڈبلیو اے ایم ایس آئی) کے نام سے وقف جائیدادوں کے ریکارڈ رکھنے کے لئے ایک پورٹل شروع کیا گیا ہے۔ موجودہ ریکارڈ ڈبلیو اے ایم ایس آئی پر دیکھے جاسکتے ہیں۔قومی وقف ترقیاتی کارپوریشن (نواڈکو) وقف جائیدادوں کی تجارتی ترقی کے لئے مالی وسائل مہیا کرانے کے لئے شامل کیا گیا ہے۔نواڈکو نے جودھپور' جے پور' احمد آباد' دہرادون' بنگلور' دہلی' بھوپال' بہار' مہاراشٹر وغیرہ میں 67 جائیدادیں تعین کی ہیں۔ یہ تھا وزارت اقلیتی امور کی جانب سے شروع کئے گئے پروگراموں اور اسکیموں کا مختصر تعارف۔ امید کی جاتی ہے کہ ان اقدامات کے نتیجے میں اقلیتوں کی اقتصادی و معاشی صورت حال میں بہتری آئے گی۔

۔وزارت اقلیتی امور سے حاصل کردہ مواد پر مبنی

دریائے گنگا میں آلودگی کی نگرانی کے لیے جیو اسپیٹیل اور کراؤڈ سورسنگ ٹیکنالوجی کا استعمال

☆ حکومت ہند کے اہم منصوبوں کلین گنگا مشن, نیشنل مشن فار کلین گنگا (ایم ایم سی جی) کی موثر منصوبہ بندی اور نگرانی کے لیے آبی وسائل کی وزارت ، دریاؤں کے فروغ اور گنگا بازیابی اور قومی ریموٹ سینسنگ سینٹر (این آر ایس سی)، خلائی تحقیق کے ہندستانی ادارے نے نئی دلی میں ایک مفاہمت نامے پر دستخط کیے ہیں۔اس مفاہمت نامے کا مقصد دریائے گنگا میں آلودگی کی نگرانی کے لیے جیو اسپیٹیل اور کراؤڈ سورسنگ ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا ہے۔ این ایم سی جی کے مشن ڈائریکٹر مسٹر ٹی وی ایس این پرساد اور ریموٹ سینسنگ اپلیکیشن ایریا کے ڈپٹی ڈائریکٹر مسٹر پی جی دیواکر، این آر ایس سی ، انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (آئی ایس آر او) نے آبی وسائل، دریاؤں کی ترقی اور گنگا بازیابی کی وزیر محترمہ اوما بھارتی کی موجودگی میں مفاہمت نامے پر دستخط کیے۔اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے موصوفہ نے کہا کہ کلین گنگا مشن میں اسرو کی شراکت داری وقت کی ضرورت ہے۔انہوں نے حسب ضرورت دریائے گنگا کی صفائی سے متعلق اہم امور پر توجہ مرکوز کرنے پر ضرور دیا۔ مفاہمت نامے پر دستخط کے بعد وزیر موصوفہ نے بھوون گنگا موبائل اپلیکیشن اور ویب پورٹل کا افتتاح کیا۔ بھوون گنگا پورٹل ایک مخصوص قسم کا ویب پورٹل ہے جو اسرو بھوون کے جیو پورٹل سے جوڑا ہوا ہے اور اس میں دریائے گنگا سے متعلق سبھی جیو اسپیٹیل لیئرس شامل ہیں۔ اس کا استعمال کلین گنگا مشن کی منصوبہ بندی اور اس سے متعلق فیصلہ سازی میں معاون وسیلے کے طور پر کیا جائے گا۔ بھوون موبائل ایپ ایک سہل اینڈ وائٹ پر مبنی اپیلیکشن ہے۔ جس کی مدد سے لوگ دریائے گنگا کے پانی کو آلودہ کرنے والے مختلف ذرائع کے بارے میں اطلاعات جمع کر سکتے ہیں اور اس سے متعلق اطلاعات دے بھی سکتے ہیں۔ یہ موبائل ایپ دریائے گنگا میں آلودگی کی نگرانی کے لیے کراؤڈ سورسنگ یعنی ایک ساتھ بہت سارے لوگوں کو مشغول کرنے کی سہولت فراہم کرے گا اور فیصلہ سازوں کو ترجیحات کے تعین میں مدد دے گا۔ اپیلیکشن پہلا ورژن بھوون گنگا ویب پورٹل (http://bhuvan.nrsc.gov.in/ganga) میں ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب کرایا گیا ہے۔ این ایم سی جی نے کلین گنگا مشن سے متعلق سرگرمیوں کی موثر منصوبہ بندی اور نگرانی کے لیے خلائی اور دیگر جدید ترین تکنیکوں کے استعمال کی ضرورت محسوس کی ہے۔ این ایم سی جی اور این آر ایس سی نے کلین گنگا مشن میں خلائی ٹیکنالوجی کے استعمال کو ایک دوسرے کے لیے فائدے مند پایا ہے۔ لہٰذا اس مفاہمت نامے کے توسط سے طویل مدتی شراکت داری پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ دونوں پارٹیاں کلین گنگا مہم کے مختلف پہلوؤں میں جیو اسپیٹیل ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کے شعبوں میں ملکر کام کریں گی۔ باہمی دلچسپی کے جن شعبوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں پانی کی کوالیٹی کی نگرانی کے لیے جیو اسپیٹیل ٹیکنالوجی کا استعمال، فیلڈ ڈیٹا کی نگرانی /اپ لنکنگ کے لیے کمیونٹی کی شراکت داری کو ممکن بنانے کی خاطر موبائل اپلیکیشن کا فروغ گنگا بیسن سے متعلق ڈیٹا سیٹ سے متعلق سوالات اور تجزیہ، دیگر ایجنسیوں کے ساتھ تال میل قائم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

صحت کے شعبے میں تعاون کے لئے بھارت اور امریکہ کے درمیان سمجھوتوں پر دستخط

☆ بھارت اور امریکہ نے کینسر، ریسرچ، روک تھام، کنٹرول اور بندوبست اور ماحولیاتی اور پیشہ ورانہ صحت اور متاثر ہونے کی روک تھام اور کنٹرول میں تعاون کے لئے مفاہمت ناموں کے علاوہ اینٹی مائیکروبائل ریزسٹنس سے متعلق لیٹر آف انٹینٹ پر دستخط کئے گئے۔ کینسر ریسرچ اور اینٹی مائیکروبائل ریزسٹنس ریسرچ کے مفاہمت نامے اور لیٹر آف انٹینٹ پر صحت اور خاندانی بہبود کی وزارت کے سکریٹری جناب بی پی شرما، بائیوٹیکنالوجی کے محکمے کے سکریٹری پروفیسر کے وجے راگھون اور بھارت میں امریکہ کے سفیر جناب رچرڈ ورما نے دستخط کئے۔ کینسر میں تحقیق، روک تھام اور کنٹرول اور بندوبست کیلئے مفاہمت نامہ آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، صحت اور خاندانی بہبود کی وزارت کے تحت کاؤنسل آف میڈیکل ریسرچ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی وزارت کے تحت بائیوٹیکنالوجی کی وزارت اور نیشنل کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور امریکہ کے صحت اور انسانی خدمات کے محکمے کے صحت کے قومی انسٹی ٹیوٹ کے درمیان مفاہمت نامے پر دستخط کئے گئے ہیں۔

☆☆☆

اقبال احمد

ڈیجیٹل انڈیا:

ایک جائزہ

ہندستان میں عام لوگوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ڈیجیٹل انڈیا کا آغاز کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا مقصد الیکٹرانک طریقے سے شہریوں کو خدمات کی فراہمی اور ان میں بہتری پیدا کرنے نیز شہریوں اور اداروں اور محکموں کے درمیان ایک دوسرے سے رابطہ کاری کے لئے ضروری ہے کہ رابطہ کاری کی مسلسل سہولت فراہم ہو سکے۔ حکومت نے اس ضرورت کی تکمیل 'براڈ بینڈ ہائی وے' جیسے اقدامات کے ذریعہ کی ہے، اسے ڈیجیٹل انڈیا کے اہم ستون کی حیثیت حاصل ہے، جہاں رابطہ کاری کو ایک اہم دائرہ کار کی حیثیت حاصل ہے، وہیں شہری اداروں اور دیگر تنظیموں کو خدمات کی فراہمی کے فروغ کے لئے ٹکنالوجی کی دستیابی بھی اہم عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔

ڈیجیٹل انڈیا بہت جامع پروگرام ہے۔ اس کے نفاذ کے بعد عوامی زندگی کے تمام شعبوں کو اس سے فائدہ ہوگا۔ بہت سارے کام جو مہینوں برسوں لٹکے رہتے ہیں، وہ جلد مکمل ہو جائیں گے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے بدعنوانی پر مکمل طور پر لگام لگے گی۔ ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کا تصور ہندستان کو ڈیجیٹل طور سے بااختیار سماج بنانے اور معیشت کی معلومات حاصل کرتے ہوئے ایک زبردست وسعت والے پروگرام کے طور پر کیا گیا ہے۔ اس پروگرام میں ایک یک نکاتی پروگرام کے تحت مختلف اقدامات کئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک کا مقصد ہندستان کو علمی معیشت کا حامل ملک بنانا اور سرکار کے مربوط اور مبسوط اقدامات کے ذریعہ عوام الناس کو بہتر انتظامیہ اور حکمرانی فراہم کرانا ہے۔

وزیراعظم نے ڈیجیٹل انڈیا کے لوگو کی نقاب کشائی اور ڈیجیٹل انڈیا سے متعلق پالیسی دستاویزات کا اجراء کرتے ہوئے کہا کہ ڈیجیٹل تقسیم لوگوں کے درمیان کسی بھی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہونے دے گی۔ انہوں نے اس موقع پر اپنے ای۔ حکمرانی اور موبائل حکمرانی کے تصور کی وضاحت کی جس میں سبھی اہم سرکاری خدمات موبائل فون پر دستیاب ہوں گی۔ وزیراعظم نے کہا کہ میں ایک ایسے ڈیجیٹل ہندستان کا خواب دیکھتا ہوں جہاں ہائی اسپیڈ ڈیجیٹل شاہراہیں قوم کو جوڑنے کا کام کریں، ایک دوسرے سے جڑے ہوئے 1.2 بلین ہندستانی عوام اختراعات کے نقیب بنیں اور جہاں ٹیکنالوجی کی مدد سے شہریوں اور حکومت کے درمیان اس طرح کا ربط قائم ہو جس میں بدعنوانی کی گنجائش نہ رہ جائے۔ وزیراعظم نے ان نوجوانوں کو جو اسٹارٹ اپس شو کرنا چاہتے ہیں، مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے نوجوانوں سے اختراعات کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ 'ڈیزائن ان انڈیا' بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ میک ان انڈیا'۔

انہوں نے سائبر سے متعلق خطرات کو ایک ایسے عالمی خطرے سے تعبیر کیا جو ایسی جنگ کے مماثل ہے جس میں کوئی خون خرابہ نہیں ہوتا۔ وزیراعظم نے ملک کی آئی ٹی برادری سے اپیل کی کہ وہ قابل اعتبار سائبر سیکیورٹی نظام تیار کرکے پوری دنیا کی خدمت کریں۔ وزیراعظم نے ہندستان کی آئی ٹی صنعت کے سربراہوں سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ ملک میں 'میک ان انڈیا' پہل کے ایک جزو کے طور پر الیکٹرانک آلات اور اشیاء کی پیداوار میں اضافہ کریں تاکہ ان کی درآمدات پر انحصار کو کم کیا جا سکے۔ وزیراعظم نے کہا کہ ہندستان کے لئے یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ وہ ایک قدیم تہذیب کا حامل اور 125 کروڑ افراد کا ملک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان مضبوط پہلوؤں کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی کو جوڑے جانے کی ضرورت ہے۔

ڈیجیٹل انڈیا پروگرام الیکٹرانکس اینڈ افارمیشن ٹکنالوجی کے محکمے نے مختلف مرکزی وزارتوں، محکموں اور ریاستی سرکاروں کے اشتراک سے وضع کیا گیا ہے۔ وزیراعظم ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کی نگراں کمیٹی کے چیرمین کی حیثیت سے ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کی سرگرمیوں پر مسلسل نگاہ رکھیں گے۔ ای۔حکمرانی کے تمام موجودہ اور جاری اقدامات کو ازسرنو مرتب کیا گیا ہے تاکہ انہیں ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے اصولوں کے ساتھ وابستہ کیا جا سکے۔

ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے تصور کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ الیکٹرانک خدمات، پیداوار، تیاری اور ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے شعبوں میں مجموعی نمو پیدا کی جائے۔ ڈیجیٹل انڈیا کا تصور تین کلیدی شعبوں پر مرکوز

ضمیر والی گلی' پل بنگش' دهلی۔

ہے۔ پہلا ہرشہری کو ایک خدمت کے طور پر ڈیجیٹل ڈھانچہ جاتی سہولیات فراہم کرانا دوسرا طلب کئے جانے پر انتظامیہ اور خدمات فراہم کرانا اورتیسرا شہریوں کو ڈیجیٹل طور سے بااختیار بنانا۔ان تصورات کے ساتھ ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کا مقصد براڈ بینڈ شاہراہیں،موبائل رابطہ کاری تک آفاقی رسائی ، پبلک انٹرنیٹ ایکسیس پروگرام ،ای۔ گورننس : ٹکنالوجی کے ذریعہ سرکار میں سدھار پیدا کرنا ،ای۔کرانتی ، خدمات کی الیکٹرانک ڈلیوری،سبھی کومعلومات کی فراہمی،الیکٹرانک سازوسامان کی تیاری:کم سے کم معینہ درآمدات،ملازمتوں کی فراہمی اورفصلوں کی جلدکٹائی کے لئے انفارمیشن ٹکنالوجی کی خدمات فراہم کرانا ہے۔اس سلسلے میں متعدد منصوبے یا تو پہلے ہی شروع کئے جاچکے ہیں یا شروع کئے جانے کے لئے تیار ہیں جن میں ڈیجیٹل لاکرز سسٹم کا مقصد مادی دستاویزات کے کم سے کم استعمال کے ساتھ سبھی ایجنسیوں کو ای۔ دستاویزات فراہم کرانا شامل ہے۔ای۔ دستاویزات کی باہمی فراہمی اور دستیابی کچھ رجسٹرڈ مراکز کے ذریعہ کرائی جائے گی تا کہ آن لائن دستاویزات کے مصدقہ ہونے کو یقینی بنایا جاسکے۔

علاوہ ازیں ملک کے تمام شہریوں کو'ڈسکس' ڈو' اینڈ ڈس اینجیمیٹ' کے ذریعہ ایک پلیٹ فارم فراہم کرانے کی غرض سے MyGov.in پروگرام پر عمل درآمد جاری ہے۔ MyGov کے لئے موبائل ایپ کا استعمال موبائل فون پر صارفین کو متعلقہ خدمات فراہم کرائے گا۔سوچھ بھارت مشن (ایس بی ایم) موبائل ایپ کا استعمال سوچھ بھارت مشن کے معینہ مقاصد کے حصول کے لئے عام لوگوں اور سرکاری تنظیموں کے ذریعہ کیا جائے گا۔اس کے ساتھ ہی ای۔سائنس فریم ورک کے ذریعہ شہریوں کو آدھار کے تصدیق نامے کے استعمال کے ساتھ دستاویزات پر ڈیجیٹل طور سے دستخط کرنے کے لئے بااختیار بنایا جاسکے گا۔ای۔ہاسپٹل کی ایپلی کیشن کے تحت آن لائن رجسٹریشن سسٹم (او آر ایس) شروع کیا گیا ہے۔اس ایپلی کیشن کے ذریعہ آن لائن رجسٹریشن ،فیس کی دائیگی اور وقت کا تقرر،آن لائن تشخیصی رپورٹ اور خون کی دستیابی کے بارے میں آن لائن معلومات حاصل کرنے جیسی متعدد اہم خدمات فراہم کرائی جائیں گی۔

نیشنل اسکالرشپ پورٹل ایک ایسا اہم اقدام ہے جس کے تحت سرکار کی جانب سے دئے جانے والے تمام وظائف سے متعلق وظائف دئے جانے کے عمل کو طالب علم کے ذریعہ درخواست دئے جانے ،تصدیق ،منظوری اور ادائیگی تک تمام امور شامل ہیں۔DeitY میں ڈیجیٹائز انڈیا پلیٹ فارم (ڈی آئی پی) جیسے اقدامات شامل ہیں تا کہ بڑے پیمانے پر ملک کی تمام دستاویزات اور ریکارڈ کو ڈیجیٹائز کیا جاسکے،جس سے شہریوں کو خدمات کی فراہمی کو چوکس نظام فراہم ہوسکے گا۔حکومت نے Bharat Net, کے نام سے ایک تیز رفتار پروگرام شروع کیا ہے، جو ملک کی تمام دو اعشاریہ پانچ لاکھ پنچایتوں کو تیز رفتار ڈیجیٹل ہائی وے سے رابطہ کاری فراہم کرائے گا۔یہ آپٹیکل فائبر کے استعمال کے ساتھ شروع کیا جانے والا دنیا کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔بی ایس این ایل نے Next Generation Network (این جی این) کے عنوان سے ایک پروگرام شروع کیا ہے،جو تیس سال پرانے ایکسچینجوں کی جگہ لے گا۔یہ آئی پی پر مبنی ٹکنالوجی ہے،جس سے وائس یعنی آواز ، ڈاٹا یعنی اعدادوشمار،ملٹی میڈیا/ویڈیو اور دیگر اقسام کی مواصلاتی خدمات کا انتظام وانصرام کرے گا۔اس کے ساتھ ہی بی ایس این ایل نے ملک بھر میں وائی۔فائی ہاٹ اسپاٹ شروع کئے ہیں تا کہ صارف بی ایس این ایل کے وائی۔فائی نظام سے اپنے موبائل کے ذریعہ رابطہ قائم کرسکیں۔

عام لوگوں کو بااختیار بنانے کی خاطر انفارمیشن ٹکنالوجی شروع کرنے کی غرض سے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔ان میں سے بعض اقدامات کے نتائج صحت تعلیم محنت اور ملازمت اور کامرس وغیرہ کی مختلف خدمات میں بہتری پیدا ہونے کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔

ڈیجیٹل انڈیا کی سمت میں ایک اور پیش رفت کرتے ہوئے ہندستان نے عالمی معیار کے براڈ بینڈ کی چار مصنوعات کا آغاز کیا۔اس کے ساتھ ہی ہندستان معیاری ٹیلی مواصلات خدمات اور جدید ترین براڈ بینڈ پر مبنی موثر خدمات کے تعلق سے دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے برابر پہنچ گیا ہے۔مواصلات اور آئی ٹی کے مرکزی وزیر روی شنکر پرساد نے ملک میں تیار کردہ نئی مصنوعات کا اجرا کرتے ہوئے کہا کہ یہ حکومت ڈھائی لاکھ گاؤوں کو براڈ بینڈ خدمات کے تحت لانے اور انٹرنیٹ پنیٹریشن کو ڈھائی سال میں 300 ملین سے بڑھا کر 500 ملین کرنے کا عہد کئے ہوئے ہے۔وزیر موصوف نے کینیا کے اپنے ہم منصب اور کابینہ سکریٹری کی موجودگی میں نئی دہلی میں سی۔ ڈاٹ کے کیمپس میں ان مصنوعات کا اجرا کیا۔ جناب پرساد نے مزید کہا کہ نئی مصنوعات کو جاری کرنے کا مقصد وزیراعظم جناب نریندر مودی کے ذریعہ اس ہفتے شروع کئے گئے ڈیجیٹل انڈیا اقدام کے لئے جدید ترین ڈیجیٹل بنیادی ڈھانچہ فراہم بھی کرنا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ڈیجیٹل انڈیا پہل سے حکمرانی ہر ہندستانی کی ہتھیلی پر آجائے گی۔ یہ حکمرانی، غریبوں، محروم افراد اور راج مزدور اور بڑھئی جیسے محروم لوگوں کے لئے زیادہ ہوگی۔حقیقت یہ ہے کہ ڈیجیٹل بھارت ایک یکسر تبدیلی پیدا کرنے والا پروگرام ہے اور یہ ایک مثبت تبدیلی لانے کا خواب ہے۔انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کے ذریعہ شروع کئے گئے پروگرام سے بھارت کو ترقی ملے گی،عالمی سطح پر زیادہ بھروسہ حاصل ہوگا اور یہ میک ان انڈیا اور اسکل انڈیا پروگراموں کے ساتھ زیادہ مربوط ہوگا۔

جناب روی شنکر پرساد نے ملک میں،خاص طور پر دیہی بھارت میں ٹیلی مواصلات کے منظر نامے میں تبدیلی لانے کے لئے سی۔ ڈاٹ کے رول کی ستائش کی۔سی ڈاٹ نے پورے ملک میں براڈ بینڈ فراہم کرنے میں قابل قدر تعاون کیا ہے۔انہوں نے سی۔ڈاٹ کے ذریعہ تیار کردہ مصنوعات کی بھی تعریف کی اور کہا کہ طویل فاصلے والے وائی فائی ، فاصلے کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے مفید ہے اور شمسی توانائی کے وائی فائی ، بجلی سے چلنے والے وائی فائی پر انحصار کو ختم کردیں گے۔ جناب پرساد نے کہا کہ جدید ترین نیٹ ورک ٹکنالوجی، لینڈ لائن، موبائل، ڈاٹا نیٹ ورک کے لئے بہت ہیں۔ایم ٹی این ایل اور بی ایس این ایل کو ان سے زیادہ فائدہ ہوگا کیوں کہ یہ مصنوعات ان کے لینڈ لائن نیٹ ورک کو جدید ترین نیٹ ورک میں تبدیل کردیں گے۔انہوں نے سی۔ڈاٹ پر زور دیا کہ وہ کسی خرابی کے بغیر ٹیلی مواصلات کی

خدمات کو یقینی بنانے میں مدد کرے اور پورے ملک میں مقامی زبانوں میں ڈیجیٹل خواندگی کو یقینی بنائے۔

خواتین واطفال بہبود کی وزارت نے ڈیجیٹل انڈیا ویک کے موقع پر ڈیجیٹل گڈی گڈا بورڈ کو بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اسکیم کے تحت بہترین طور طریقے کے طور پر اپنایا گیا۔ ڈیجیٹل بورڈ کو مہاراشٹر کے جلگاؤں ضلع میں مقبول بنایا گیا ہے اور یہ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ سے متعلق آئی ای سی مواد کی اشاعت کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ پیدائش سے متعلق ماہانہ اعداد و شمار کو اپڈیٹ کرنے کا کام کرتا ہے۔ جلگاؤں کی ضلع مجسٹریٹ محترمہ روبل اگروال نے جلگاؤں کی رکن پارلیمنٹ محترمہ رکشا کھڑسے کے ساتھ نئی دلی میں خواتین و اطفال بہبود کی وزیر محترمہ مینکا گاندھی سے ملاقات کرکے گڈی گڈا بورڈ کے کام کاج کی نمائش کی۔ ڈیجیٹل بورڈ اطلاعات کی اشاعت کے لئے اسٹل فریموں کے ساتھ ساتھ آڈیو ویژوئل میٹریل کی نمائش کرتا ہے۔ اس بورڈ کی فی الحال اہم ریاستی دفاتر میں نمائش کی جاتی ہے جس میں وزیر اعلیٰ کا دفتر، ضلع سطح کے دفاتر، ضلع پنچایت دفاتر، پرائمری صحت مراکز اور ایسی دوسری جگہیں شامل ہیں جہاں عوام کا اکثر آنا جانا ہوتا ہے۔ محترمہ مینکا سنجے گاندھی نے کہا کہ یہ بورڈ ڈیجیٹل اختراع کی ایک عمدہ مثال اور بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اسکیم سے متعلق ایک بہترین طور طریقہ ہے۔ محترمہ گاندھی نے اس امید کا اظہار کیا کہ دوسرے اضلاع کے کلکٹرز بالخصوص ان اضلاع کے کلکٹر جن کی نشاندہی بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اسکیم کے تحت کی گئی ہے، وہ بھی خواتین کو بااختیار بنانے سے متعلق سرکاری اسکیموں کو مقبول بنانے کے لئے تکنیک پر مبنی آسان طور طریقوں کو بروئے کار لائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس طرح کے عمدہ طور طریقوں کا تبادلہ کرنے سے دوسرے اضلاع کو بھی اس سمت میں اس طرح کے اقدامات کرنے کی ترغیب ملے گی۔ پیدائش سے متعلق اعداد و شمار کو دکھانے کے ساتھ ساتھ یہ بورڈ اسکیم سے متعلق آڈیو ویڈیو آئی ای سی مواد کو بھی پیش کرتا ہے۔ ڈیجیٹل گڈی گڈا بورڈ مہاراشٹر کے جلگاؤں ضلعے کی ایک اختراع ہے جو یہاں کی کلکٹر محترمہ روبل اگروال کی پہل پر راویر کی رکن پارلیمنٹ محترمہ رکشا کھڑسے اور جلگاؤں کے رکن پارلیمنٹ جناب اے ٹی نانا پاٹل کے تعاون سے تیار کیا گیا ہے۔

ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے تحت ملک کی تقریباً ڈھائی لاکھ پنچایتوں کی میپنگ کے لئے ایک موبائل ایپ لانچ کیا گیا ہے۔ دیہی ترقیات کے مرکزی وزیر دھریندر سنگھ نے 'ڈیجیٹل ویک' کے تحت یہ انوکھا موبائل ایپ لانچ کیا ہے جس کی مدد سے شہری اپنے گاوں کے اسکول، اسپتال، تالاب یا دیگر عوامی مقامات کی تصویریں کھینچ کر اسے اس پر اپ لوڈ کرسکیں گے۔ ان تصویروں کے سہارے پورے ملک کی پنچایتوں کی تازہ ترین حالت کا اندازہ لگاکر مستقبل میں ترقیاتی اسکیموں کو نافذ کیا جاسکے گا۔ مسٹر سنگھ نے موبائل ایپ لانچ کرنے کے بعد کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے ابھی حال ہی میں 'ڈیجیٹل انڈیا' پروگرام شروع کیا تھا۔ اسی ڈیجیٹل انڈیا کے اگلے سلسلہ کے طور پر وہ یہ موبائل ایپ لانچ کررہے ہیں۔ پورے ملک میں 40 ہزار گرام پنچایتیں ہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے جس سے ملک کو الیکٹرونک طریقے سے مربوط کیا جائے گا اور ملک کے 30 لاکھ سے زائد پنچایت نمائندوں کو بھی وابستہ کیا جاسکے گا۔ یہ موبائل ایپ نیشنل انفارمیشن سائنس سنٹر نے تیار کی ہے۔ کوئی بھی شہری ایسٹ ڈائرکٹری ڈاٹ جی او بی ڈاٹ ان سے یہ ایپ اپنے اسمارٹ فون پر ڈاون لوڈ کرسکتا ہے۔

☆☆☆

ضروری گزارش

''**یوجنا**'' (اُردو) اپنی نوعیت کا واحد جریدہ ہے جس میں نئی نسل کے لیے ترقیات، معاشیات، سائنس وتکنالوجی، تعلیم وثقافت، صحت اور دیگر جدید موضوعات پر معلوماتی مضامین فراہم کئے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ بہ طور خاص اُردو میڈیم سے مقابلہ کے امتحانات میں بیٹھنے والے طلبا کے لیے ناگزیر ہے۔ چناں چہ کئی مرکزی وریاستی یونیورسٹیوں کے طلبا اور ریسرچ اسکالرز میں بہ طور خاص مقبول ومطلوب ہے۔ **مذکورہ پس منظر میں اگر آپ خود بھی خریدار بنیں اور اپنے حلقۂ احباب نیز اساتذہ/ طلبا کو یوجنا(اردو) کی چند کاپیوں کی خریداری کے لئے آمادہ کرسکیں تو اردو کے فروغ کے تئیں یہ آپ کی اہم خدمت ہوگی۔**

چندے کی شرحیں: ایک شمارے کی قیمت: 10روپے، ایک سال کے لیے: 100روپے
دوسال کے لیے: 180روپے، تین سال کے لیے: 250روپے

خاص نمبر بیس روپے

چندہ انڈین پوسٹل آرڈر یا ڈیمانڈ ڈرافٹ کی شکل میں جو کہ ڈائریکٹر پبلی کیشنز ڈویژن (انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ منسٹری) کے نام سے ہو مندرجہ ذیل پتے پر بھیجا جانا چاہئے۔

ABM (Circulation)Publications Division

East Block-IV, Level VIINew Delhi-110066

Tel.011-26105590

Fax.011-26193012, 26175516

ایجنٹ حضرات سے آرڈر مطلوب ہیں۔

ترقیاتی خبرنامہ

مٹی کی زرخیزی کا کارڈ، پی جی ایس انڈیا اور ایف کیو ایس ویب پورٹلس کا آغاز کیا

☆ زراعت کے مرکزی وزیر جناب رادھا موہن سنگھ نے تین ویب پورٹلس، مٹی کی زرخیزی کا کارڈ، کھاد کی کوالٹی کو کنٹرول کرنے کے نظام کا پورٹل اور پارٹی سپیٹری گارنٹی سسٹم انڈیا پورٹل کا آغاز کیا۔ اس موقع پر زراعت کے وزیر مملکت ڈاکٹر سنجیو کمار بالیان اور موہن بھائی کلیان جی بھائی کندریہ بھی موجود تھے۔ جناب سنگھ نے اس موقع پر میڈیا کے لوگوں کو ویب پورٹلس کی تفصیلات اور کام کاج کے بارے میں مطلع کیا۔ مٹی کی زرخیزی کے کارڈ کا پورٹل، مٹی کے نمونوں کے رجسٹریشن اور مٹی کے نمونوں کے ٹسٹ کے نتائج کی ریکارڈنگ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت کھاد کی سفارشات کے ساتھ مٹی کی زرخیزی کا کارڈ تیار کیا جائے گا۔ اس اسکیم کو 568.54 کروڑ روپے کے تخمینہ کے ساتھ بارہویں منصوبے کے لئے منظوری دی گئی ہے۔ رواں سال کے لئے 96.46 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ریلوے اسٹیشنوں پر پانی فروخت کرنے کی مشینوں کی تنصیب

☆ مسافروں کے لئے پینے کے صاف پانی کی دستیابی میں اضافہ کرنے کی خاطر ریلوے کی وزارت نے پورے ملک میں ریلوے کے اسٹیشنوں پر پینے کا پانی فروخت کرنے والی مشینیں (ڈبلیو وی ایم) نصب کرنے کی خاطر ایک جامع یکساں پالیسی مرتب کی ہے۔ اس پالیسی کا مقصد ڈبلیو وی ایم کے ذریعے اسٹیشنوں پر صارفین کو پینے کا معیاری پانی دستیاب کرانے کی خاطر رہنما خطوط مرتب کرنا ہے۔ پالیسی کے تحت ڈبلیو وی ایم کی تنصیب ریلوے کی پی ایس یو انڈین ریلوے کیٹرنگ اینڈ ٹورزم کارپوریشن (آئی آر سی ٹی سی) کے ذریعے کی جائے گی۔ ڈبلیو وی ایم میں پانی کے کئی ٹیپ ہوں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسافر ایک وقت میں پانی حاصل کرسکیں۔ ابتدائی مرحلے میں ایسے پلیٹ فارم پر جہاں پینے کے پانی کے لئے آر او یونٹ قائم کئے گئے ہیں' ڈبلیو وی ایم نہیں لگائی جائیں گی۔ ان مشینوں کے ذریعے مسافروں کو مناسب قیمت پر معیاری پانی دستیاب کرایا جائے گا' جو بی آئی ایس کی خصوصیات' آئی ایس 10500-2012 ٹسٹ کی حدود کے اندر ہوں گی۔ ان مشینوں کے ذریعے سپلائی کئے جانے والے پانی کو بار بار چیک کیا جائے گا۔ (ایک ماہ میں کم از کم ایک مرتبہ)۔ پانی کی یہ مشینیں آر او ٹیکنالوجی پر بنائی جائیں گی۔ پانی کی مقدار اور اس کی قیمت کو ایل ای ڈی پر ڈسپلے کیا جائے گا تاکہ صارفین اس کی قیمت کو واضح طور پر دیکھ سکیں۔ پانی کی قیمت مندرجہ ذیل شرحوں پر ہوگی: تین سو ایم ایل کا گلاس صرف پانی 1 روپیہ' کنٹینر کے ساتھ 2 روپے۔ آدھا لیٹر پانی کی قیمت 3 روپے' کنٹینر کے ساتھ 5 روپے۔ ایک لیٹر پانی کی قیمت 5 روپے' کنٹینر کے ساتھ 8 روپے۔ دو لیٹر پانی کی قیمت: 8 روپے' کنٹینر کے ساتھ 12 روپے۔ پانچ لیٹر پانی کی قیمت 20 روپے' کنٹینر کے ساتھ 25 روپے۔

برکس سیاسی، سلامتی اور اقتصادی چیلنجوں سے بھری دنیا میں امید کا ایک اہم ستون۔ وزیراعظم

☆ وزیر اعظم نریندر مودی نے برکس کے مکمل اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک بار پھر صدر ولادیمیر پوتیجی کو ان کی مہمان نوازی اور بہترین نظام کیلئے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں. ہمیں اس نئے علاقے میں آنے کا اور اسے دیکھنے کا انہوں نے موقع دیا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران صدر روز نفلکے بہترین قیادت کے لئے دل سے تعریف کرتا ہوں. گزشتہ سال برکس نے نئی بلندیوں کو چھو لیا ہے' میں اپنے برکس ساتھیوں کو 21 جون کو بین الاقوامی یوگا دن کو ایک عالمی کامیابی بنانے میں تعاون کے لئے دل سے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ دن 193 ممالک میں اور سینکڑوں شہروں میں منایا گیا۔ برکس اس سیاسی، سلامتی اور اقتصادی چیلنجوں سے بھری دنیا میں امید کا ایک اہم ستون ہے کیوں کہ برکس کا کام صرف برکس ممالک کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے بھی ہے، خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے لئے ہم لوگوں کا تبادلہ خیال کافی بامعنی رہا اور ہم نے پہلے اجلاس اور ظہرانے کے دوران کئی موضوع پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا ہے۔ دنیا کے سامنے جو چیلنج ہیں وہ تمام ممالک کے لئے ہیں. اس لئے تمام بڑے ممالک کے درمیان اتفاق رائے' اشتراک اور تعاون ضروری ہے۔ اور سب کو بین الاقوامی اصولوں اور ضابطوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ہم اقوام متحدہ کے 70 ویں سال میں مل رہے ہیں۔ اس سال ترقی اور آب وہوا کی تبدیلی پر دنیا کو اہم یاٹھوس فیصلے لینے ہیں۔ کسی قسم کا بھی چیلنج ہو، اقتصادی سماجی یا سیاسی ہم انہیں حل کرنے میں زیادہ کامیاب ہوں گے. جب ہم متحدہ نیشنز اور سلامتی کونسل میں مقررہ وقت پر اصلاحات مکمل کریں۔ اس عالمی ادارے کو 21 ویں صدی کے لئے اگر مفید بنانا ہے تو اس میں اصلاح لازمی ہے اور اسے جلد سے جلد کرنے کی ضرورت ہے۔ امن اور استحکام سماجی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد ہے۔ ہمارا خود کا، اور دنیا کے تئیں یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے وقت کی اہم سیکورٹی چیلنجوں، دہشت گردی اور انتہا پسندی پر موثر طریقے سے کارروائی کریں۔ ہمیں ایک ہو کر اس کے خلاف لڑنا چاہئے، بغیر گروپوں اور ممالک، اسپانسر اور نشانہ بنائے گئے ملک کے درمیان بغیر فرق کیے ہوئے. یہ ہمیں برکس میں، اقوام متحدہ اور اس سلامتی کونسل اور دیگر کمیٹیوں میں بھی کرنا چاہئے۔ ہمیں اقوام متحدہ کے سامنے 2015 کے بعد کے ترقیاتی ایجنڈے میں غربت کا سراغ لگانا اہم ایجنڈا ہونا چاہئے۔ اقتصادی شعبہ میں برکس کی کامیابیاں قابل ستائش ہیں۔ میں نیا ترقیاتی بینک ہنگامی حالات کے لئے ریزرو فنڈ برآمداتی قرض انشورنس اور اختراعات کیلئے فنڈز اور نئی تجویز کسٹم تعاون اور وسائل کے پول شامل ہیں۔ برکس اقتصادی تعاون

حکمت عملی برکس کی ترقی میں سنگ میل ہے۔اس میں کئی سماجی پہلو بھی شامل ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ فورٹلازا میں دیے گئے بھارت کی تجاویز کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ آب وہوا ہمارے سامنے بڑے عالمی چیلنجوں میں سے ایک ہے۔ برکس ممالک کو قابل تجدید توانائی کو سستی اور سب کے لئے دستیاب ہوسکنے کے قابل بنانے کے لئے اورکم توانائی سے چلنے والی ٹیکنالوجی پر ایک بڑے پروگرام کا آغاز کرنا چاہئے۔ یہی صاف توانائی کو اپنانے کا راستہ ہے۔میں چاہوں گا کہ نیا ترقیاتی بینک کی طرف سے فنڈ والا پہلا بڑا پروجیکٹ صاف توانائی کا پروجیکٹ ہو اور یہ بہت اچھا ہوگا کہ اگر ہمارے پانچوں ممالک کے لئے ایک ساتھ کیا جائے۔ اس سال کے آخر تک، برکس ممالک کو زیادہ تال میل قائم کرنے کی ضرورت ہے؛ تاکہ پیرس میں بامعنی اور اہم معاہدہ یقینی بنایا جا سکے۔ ہم برکس ڈیجیٹل پہل پر بھی غور کرسکتے ہیں، جس میں ترقی پذیر ممالک کے لئے ایک نئے ترقی کے اختیارات کے لئے ہماری صلاحیتوں کا استعمال کیا جاسکے۔ ہم ترقی کے میدان میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے خدمات فراہمی کو زیادہ موثر بناسکتے ہیں اور مالی شمولیت اور تفویض اختیارات کو بڑھا سکتے ہیں۔گزشتہ سال، میں نے نوجوانوں کے تئیں توجہ دینے کی بات کہی تھی۔ برکس ممالک کو اپنے ممالک اور ترقی پذیر دنیا میں خواتین کو با اختیار بنانے کے لئے پہل کرنے پر بھی توجہ کرنی ہوگی۔ہم نے ہجرت کے مسئلے پر بات چیت کی تھی۔ایک طرف دنیا میں تیزی سے ہجرت ہو رہی ہے آبادی کے رجحانات کو دیکھتے ہوئے عالمی مطلب نظام کو مضبوط نانے کا اور اس توازن لانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔دوسری طرف جدوجہد اور کمی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہجرت کے کچھ انسانیت سے متعلق معاملے بھی ہیں۔اقوام متحدہ کو اس پر گہرائی سے غور کرنا چاہئے۔ ہم ہجرت پر برکس اسٹینڈنگ گروپ قائم کرنے کے لئے برکس کے مائیگریشن خدمات کے سربراہوں کی پہلی میٹنگ کے انعقاد کی پہل کے لئے روس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ زراعت کے علاقے میں ہم سب یکساں طور پر مضبوط ہیں اور کئی علاقوں میں تو دنیا میں پہلے مقام پر بھی ہیں۔ میرا یہ مشورہ ہے کہ برکس زرعی تحقیقی مرکز قائم کیا جائے، جو پوری دنیا کے لئے ایک بڑا تحفہ ہوگا۔اسی طرح سے ہم ایک نظام بنانے پر غور کرسکتے ہیں جس میں ہم زراعت یا زرخیز زمین والے ممالک میں پیداوار اور بنیادی ڈھانچیمیں سرمایہ کاری کر کے اضافی پیداوار اور خردنی اشیاء کے حصے کو بڑھا کر کمی والے ممالک میں بھیج سکتے ہیں۔یہ دوسرا اہم قدم ہوگا۔ پانی کی کمی مستقبل کا ایک اہم چیلنج ہے۔ترقی پذیر ممالک میں پانی کی دستیابی، اس کے بہتر استعمال، پینے کے پانی کا انتظام بڑے چیلنج ہیں۔ یہ ایسا شعبہ ہے جس میں ہم تمام ممالک کو اچھا تجربہ اور مہارت ہے جس سے ہم اپنے ممالک اور دیگر ممالک میں تبدیلی لاسکتے ہیں۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ ایک فورم بنایا جائے جو ہمارے صوبوں یا ریاستوں اور ہمارے بلدیاتی اداروں کو آپس میں ملائے۔وہ ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں. شہر کاری ایک بڑا چیلنج ہے، لیکن آنے والی دہائیوں میں یہ ایک بڑا موقع ثابت ہوسکتا ہے. ہم شہروں کے درمیان تعاون اور تبدیلی کا عمل شروع کر کے ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ کچھ برکس رکن کھیلوں میں مہارت ہیں. ہمیں برکس اسپورٹس کونسل قائم کر کسی ایک کھیل میں سالانہ طور پر برکس کھیل کود مقابلے منعقد کرنا چاہئے. اس کی ابتدا کے طور پر ہم اگلے سال ہندستان میں فٹ بال میٹ منعقد کرسکتے ہیں. یہ ایسا کھیل ہے جو تمام برکس ممالک میں مقبول ہے۔آخر میں، پھر سے صدر پوتن کو ایک کامیاب سربراہ کانفرنس کے لئے مبارکباد دیتا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں جو عزم برکس ارکان کے درمیان دیکھ رہا ہوں، اس سے برکس ایک نئی اونچائیوں کو چھوتا رہے گا اور ہم دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کرسکیں گے۔اگلے سال مجھے ہندستان میں آپ خیر مقدم کرنے کا موقع ملے گا۔ بھارت میں اگلے برکس کے لئے میں آپ کو مدعو کرتا ہوں۔ میں اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے، آج اگلے سیشن کے لئے ایک اچھی تجویز آئی تھی کہ ہم برکس فلم فیسٹول کو فروغ دیں. میری ایک اور تجویز ہے کہ برکس کے لئے ہم فلم ایوارڈ بھی شروع کرسکتے ہیں تو ایک طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ اسے کافی ہم فروغ دے سکتے ہیں کیوں کہ اس علاقے میں فلم بنانا ثقافتی سرگرمی کا ایک حصہ بھی بن سکتا ہے جو ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے کی وجہ بھی بن سکتا ہے. تو اس پر بھی ہم غور کرسکتے ہیں، میں پھر ایک بار صدر پوتن کا شکریہ اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، شکریہ۔

آکاش میزائل ہندستانی فضائیہ میں شامل

☆گوالیار میں ہندستانی فضائیہ کے اسٹیشن میں اس وقت ایک تاریخ رقم کی گئی جب وزیر دفاع جناب منوہر پریکر نے ایک مختصر تقریب کے دوران آکاش میزائل کو باضابطہ طور پر ہندستانی فضائیہ کو سونپا جسے ملک میں ہی تیار کی گئی ٹکنالوجی سے تیار کیا گیا ہے۔اس تاریخی موقع پر منعقدہ تقریب میں ہندستانی فضائیہ کے اعلی آفیسرس کے علاوہ ریسرچ اور ڈیولپمنٹ کے دفاعی سکریٹری ڈاکٹر ایس کرسٹوفر بھارت الیکٹرانکس لیمٹیڈ کے مینجنگ ڈائیریکٹر ایس کے شرما اور آکاش میزائل نظام کے پہلے پروجیکٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر پرہلاد بھی موجود تھے۔قابل ذکر ہے کہ آکاش ہندستان میں تیار کیا گیا پہلا میزائل نظام ہے اور اسے ڈی آر ڈی او اور بھارت کے پرائیوٹ سیکٹر اور آئی اے ایف نے مشترکہ طور پر تیار کیا ہے۔اس سے پہلے گوالیار کے ایئرفورس اسٹیشن پر پہنچنے کے بعد جناب منوہر پریکر کا ہندستانی فضائیہ کے سربراہ اروپ راہا نے استقبال کیا۔اس کے بعد انہوں نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔ انہوں نے میزائل نظام کی کارکردگی اور صلاحیت کا نظارہ کیا۔ میزائل نظام کو سونپے جانے کی تقریب کے موقع پر آکاش پائنرس کے آپریٹنگ عملے نے شاندار ڈرل کا مظاہرہ کیا۔اس نظام کو شامل کرنے والا ہندستانی فضائیہ کا یہ پہلا یونٹ ہے۔اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے وزیر دفاع نے ڈی آر ڈی او، بی ای ایل، سرکاری اور پرائیوٹ صنعتوں، انسپکشن ایجنسیوں اور دیگر لوگوں کی کوششوں کی تعریف کی جنہوں نے آکاش میزائل نظام کو تیار کرنے کے دوران درپیش چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے مل جل کر کام کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ روزگار پیدا کرنے ، اقتصادی شرح ترقی، خودکفیل بنانے اور بہتر دفاعی تیاریوں جیسے میک ان انڈیا پروگرام کے فائدے سبھی لوگ دیکھ سکیں گے۔اس موقع پر ہندستانی فضائیہ کے ایئرچیف مارشل اروپ راہا کو جناب پریکر نے آکاش میزائل نظام کی کنجی پیش کی۔انہوں نے اس موقع پر کہا کہ ہندستانی فضائیہ میں مزید آکاش نظام کے حصول کے لئے مزید منصوبے تیار کئے جارہے ہیں۔ آکاش میزائل ایک سپر سانک موبائل کثیر سمت والا فضائیہ کا

دفاعی نظام ہے جو بیک وقت کئی نشانے لگا سکتا ہے

وزیراعظم کے ترکمانستان کے دورے کے دوران کیے گئے معاہدے/ مفاہمت نامے

☆وزیراعظم جناب نریندر مودی کے ترکمانستان کے دورے کے دوران جن معاہدوں/ مفاہمت ناموں پر دستخط کیے گئے ان میں ہندستان کے سرکاری دائرہ کار کے ادارے راشٹریہ کیمیکلز اینڈ فرٹیلائزرز لمیٹڈ اور ترکمان حکومت کے ادارے ''ترکمان ہیمیا'' کے درمیان کیمیکل مصنوعات کی سپلائی کے بارے میں مفاہمت نامہ، ہندستان کی وزارت خارجہ کے فارن سروس انسٹی ٹیوٹ اور ترکمانستان کی وزارت خارجہ کے انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل ریلیشنز کے درمیان مفاہمت نامہ، کھیلوں کے شعبے میں تعاون کیلئے ہندستان کی نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کی وزارت اور ترکمانستان کی اسٹیٹ کمیٹی فار اسپورٹ کے درمیان معاہدہ، حکومت ہند اور حکومت ترکمانستان کے درمیان 2015 سے 2017 تک کی مدت کے دوران سائنس اور ٹکنالوجی میں تعاون کا پروگرام، یوگا اور روایتی ادویات میں تعاون کے بارے میں حکومت ہند اور حکومت ترکمانستان کے درمیان مفاہمت نامہ اور دفاع کے شعبے میں تعاون کے بارے میں حکومت ہند اور حکومت ترکمانستان کے درمیان معاہدہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہند- ترکمان مشترکہ بیانات پر بھی دستخط کیے گئے۔

زمین کی پٹے داری ریاستوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی: اروند پانگڑیا

☆نیتی آیوگ کے وائس چیرمین اروند پانگڑیا نے کہا ہے کہ صنعتوں کو فروغ دینے کی خواہشمند ریاستیں اراضی کی نرم کار پٹے داری سے مزید فائدہ حاصل کرسکتی ہیں بشرطیکہ زرعی زمینوں کو غیر زرعی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے عمل کو نرم کار بنایا جائے۔ جناب پانگڑیا نے نیتی آیوگ کی ویب سائٹ پر اپنے بلاگ میں اپنے ان خیالات کا اظہار کیا۔ جناب پانگڑیا نے کہا: ''ہندستانی ریاستوں میں زرعی زمینوں سے متعلق پٹے داری کے قوانین آزادی کے فوراً بعد کی دہائیوں میں وضع کیے گئے تھے۔ اس زمانے میں خاتمہ زمینداری اور بے زمین کسانوں کو زمین کی دوبارہ تقسیم جیسے امور کو اعلیٰ ترین ترجیحی پالیسی امور کی حیثیت حاصل تھی۔ اس وقت کے رہنماؤں نے یہ بات محسوس کی کہ کرائے پر زمین کی پٹے داری اور ذیلی پٹے داری دراصل اس جاگیردارانہ نظام کے قوانین سے جو ہمیں برٹش سامراج سے وراثت میں ملے تھے، اس لئے مختلف ریاستوں نے پٹے داری کے قوانین میں اصلاحات کرکے نہ صرف یہ کہ زمین کی پٹے دار کو منتقلی اور اسے مالکانہ حقوق تفویض کئے جانے کو ممکن بنایا بلکہ زمین کی پٹے داری پر یا تو روک لگادی یا اس کے عمل کو دشوار گزار بنادیا۔'' جناب پانگڑیا نے کہا:'' سیاسی طور سے بااثر زمیندار ویسے تو ان اصلاحات کو بے اثر کرنے میں کسی حد تک کامیاب رہے لیکن جیسا کہ معروف مصنف پی ایس اپّو نے اپنی 1996 میں شائع شدہ تصنیف'' لینڈ ریفارمز اِن انڈیا'' میں کہا ہے کہ 1992 تک مالکانہ حقوق محض چارفی صد زیر استعمال زرعی زمین پر کسانوں کو دئے جاتے تھے۔ مزید برآں آسام، گجرات، ہماچل پردیش، کرناٹک، کیرل، مہاراشٹر اور مغربی بنگال جیسی سات ریاستوں میں مالکانہ حقوق کی منتقلی کا عمل 97 فیصد تک رہا۔''

نیتی آیوگ کے وائس چیئرمین نے مزید کہا کہ'' کسان کو مالکانہ حقوق کی منتقلی کو لازمی قرار دئے جانے کی کوشش کے تحت بیشتر ریاستوں نے کرائے داری یا پٹے داری کو یکسر ختم کردیا، جس کے نتیجے میں آراضی کی منتقلی کا عمل بڑی حد تک ختم ہوگیا لیکن اس پالیسی کا نادانستہ طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ پٹے دار تحفظ سے پوری طرح محروم ہوگیا اور مستقبل کی پٹے داری کو زیر زمین ہوجانا پڑا۔ کچھ ریاستوں میں کرائے داری یا پٹے داری کی اجازت تو دی گئی لیکن فصل کے ایک چوتھائی یا پانچویں حصے تک کو زمین کی کرائے داری کے طور پر بٹائی دئے جانے کو لازمی قرار دے دیا۔ لیکن چوں کہ کرائے داری کی یہ شرح بازار کی شرحوں سے بہت کم تھی، اس لئے ان ریاستوں میں نہ صرف زبانی ٹھیکے داری وجود میں آئی بلکہ کسانوں کو اپنی فصل کی پیداوار کا پچاس فی صد تک کرائے کے طور پر دینا پڑا۔'' جناب پانگڑیا نے کہا :'' تلنگانہ، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش جیسی بڑی ریاستوں نے زمین کو پٹے داری پر دئے جانے پر پوری طرح پابندی عائد کردی تاہم بیواؤں، نابالغوں، معذوروں اور دفاعی ملازمین کو بعض خصوصی حالات کے تحت مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ کیرل میں زمین کی کرایہ داری یا پٹے داری پر خاصی مدت سے پابندی عائد تھی اور صرف سیلف ہیلپ گروپوں کو ہی زمین کو پٹے داری پر دئے جانے کی اجازت تھی۔ پنجاب، ہریانہ، گجرات، مہاراشٹر اور آسام میں تو پٹے داری پر پابندی نہیں ہے، لیکن کرائے دار کو پٹے پر دی گئی زمین کو ایک مخصوص مدت کے بعد زمین کے مالک سے خریدنے کا حق حاصل ہے۔ اس ضابطے کے نتیجے میں بھی زمین کی پٹے داری کا معاہدہ محض زبانی حیثیت اختیار کرگیا اور زمین کے مالک کو بے یارومددگار رہوجانا پڑا تاہم آندھرا پردیش، تامل ناڈو، راجستھان اور مغربی بنگال جیسی ریاستوں میں پٹے دای کے قوانین کو کسی حد تک نرم بنایا گیا ہے اور فصل کا حصہ پٹے داری پر دئے جانے کو کسی حد تک محدود کردیا گیا۔ انہوں نے کہا:'' ریاستی سرکاروں کو اپنے پٹے داری (اور زمین کے استعمال) سے متعلق قوانین پر نظرثانی کرنی چاہئے اور اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ان سادہ لیکن طاقت ور تبدیلیوں کو کس حد تک روبہ عمل لایا جاسکتا ہے تاکہ مجموعی سطح پر پیداواری اور فلاحی سرگرمیوں کو فروغ دیا جاسکے۔ ہم نیتی آیوگ میں ان کی ان کوششوں کی حمایت کے لئے تیار ہیں۔

ہنرمندی کے فروغ کی تشہیری گاڑیوں کو ہری جھنڈی

☆نوجوانوں کی ہنرمندی کے عالمی دن (15 جولائی) کے موقع پر ہنرمندی کے فروغ اور کاروباری سرگرمیوں کے محکمے کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب راجیو پرتاپ روڈی نے ہنرمندی کی تشہیر کرنے والی 150 اِسکل گاڑیوں کو ہری جھنڈی دکھا کر روانہ کیا۔ یہ گاڑیاں عوام الناس کو ہنرمندی کے فروغ سے متعلق سرکاری پالیسیوں اور اقدامات سے واقفیت فراہم کرائیں گی۔ یہ گاڑیاں دلّی اور قومی راجدھانی خطے میں سفر کرکے ''پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا''، ''نیشنل

اِسکل ڈیولپمنٹ مشن‘‘ اور ’’اِسکل لون‘‘ جیسے سرکاری اقدامات کی تشہیر کریں گی تا کہ عوام الناس کو ان سرکاری اقدامات کی واقفیت حاصل ہو سکے۔اس موقع پر اپنی تقریر میں وزیر موصوف نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے یہ بات پوری طرح سے محسوس کر لی تھی کہ اس ملک کے نوجوانوں کی ہنرمندی کا منصوبہ بند اور پائیدار فروغ لازمی ہے تا کہ ملازمتیں حاصل کرنے کے امکانات میں اضافہ ہو سکے۔اسی لیے انہوں نے آزادی کے 67 سال بعد ایک نئی وزارت کی تشکیل کی تا کہ ہنرمندی کے فروغ اور کاروباری سرگرمیوں کے فروغ پر توجہ مرکوز کی جاسکے۔ جناب روڈی نے کہا کہ بے روزگار نوجوان قلیل مدتی کورس کر کے ملازمتوں کے نئے مواقع حاصل کر سکتے ہیں۔نوجوانوں کی ہنرمندی کے عالمی دن کے موقع پر ملک گیر پیمانے پر مختلف پروگراموں کا اہتمام کیا گیا ہے جن میں ’’پردھان منتری نکڑ ناٹک‘‘ اور ریاستی سرکار کی سطحوں پر منعقد کیے جانے والے مختلف پروگرام شامل ہیں جن کا مقصد عوام الناس میں بیداری پیدا کرنا ہے۔

نیتی آیوگ کی گورننگ کونسل کا دوسرا اجلاس

☆وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے قومی راجدھانی دلّی میں نیتی آیوگ کی گورننگ کونسل کے دوسرے اجلاس کی صدارت کی۔اس اجلاس میں تحویل آراضی بحالی اور باز آبادکاری قانون میں معقول معاوضے اور شفافیت سے متعلق اُمور پر غور و خوض کیا گیا۔ اس موقع وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے اپنی ابتدائی تقریر میں کہا کہ غریبی کے خاتمے کے لئے مرکز اور ریاستی سرکاروں کو ایک ساتھ ملکر چلنا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ تحویل آراضی پر سیاسی تعطل سے دیہی ترقیات پر سنگین منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں جن میں اسکولوں ، اسپتالوں اور سڑکوں کی تعمیر اور آبپاشی کے منصوبے شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اضافہ شدہ معاوضے کے تعلق سے مرکز اور ریاستی سرکاروں کے موقف میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔وزیر اعظم نے اپنی سرکار کے اس خواب کو ایک بار پھر دوہرایا کہ ’’ٹیم انڈیا‘‘ کے اہم جزو کی حیثیت سے ریاستی اکائیوں پر ہی تمام ترقیاتی کوششوں کو مرکوز ہونا چاہیے۔جناب مودی نے کہا کہ ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ مرکز کی ترقیاتی پالیسیوں کو ریاستی سرکاروں کے مشورے سے وضع کیا جانا چاہیے۔ جناب مودی نے کہا کہ منصوبہ بندی کے عمل میں ریاستوں کو شامل کر کے ہم نے پچھلے ایک سال میں بہتر آغاز کیا ہے جس کے تحت ریاستی وزرائے اعلیٰ کو نیتی آیوگ کے ذیلی گروپوں میں شامل کیا گیا ہے۔وزیر اعظم نے کہا کہ ان کی سرکار کے قیام کے بعد تحویل آراضی ، بحالی اور باز آبادکاری قانون 2013 میں بہتر معاوضے اور شفافیت کے تعلق سے ریاستی سرکاروں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا،متعدد ریاستی سرکاروں کا خیال تھا کہ 2013 کے اس قانون کی دفعات سے ترقیاتی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔کچھ وزرائے اعلیٰ نے اس قانون میں تبدیلی کیے جانے کی گزارش بھی کی تھی اور اس سلسلے میں اپنے خطوط بھی ارسال کیے تھے۔وزیر اعظم نے کہا کہ ریاستی سرکاروں کے انہی خدشات کے پیش نظر اور کسانوں کو ان کا قانونی حصہ مسلسل طور پر فراہم کیے جانے کو یقینی بنانے کی غرض سے ہی تحویل آراضی سے متعلق آرڈیننس پیش کیا گیا تھا۔

اس موقع پر وزیر اعظم موصوف نے یہ اپیل بھی کی کہ دیہی علاقوں کی ترقی کے فروغ کی راہ میں سیاسی نظریات کو حائل نہیں ہونا چاہیے تا کہ کسانوں کو زیادہ سے زیادہ خوشحال بنایا جاسکے۔انہوں نے کہا کہ سردست یہ معاملہ پارلیمانی قائمہ کمیٹی کے زیر غور ہے اس لیے بہتر ہوگا کہ پارلیمنٹ کا آئندہ اجلاس سے قبل ہی اس سلسلے میں ریاستی سرکاروں کے مشورے ایک بار پھر موصول ہو جائیں۔ جناب مودی نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے وزرائے اعلیٰ کی شرکت کیلئے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ان کے مشوروں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

زلزلہ کی پیشگی اطلاع دینے والے نظام کے لئے ایک ماڈل تیار کرنے میں مصروف

☆بھارت اور 26 دیگر ممالک کے سائنس داں، ماہرین ارضیات اور زلزلہ کا پتہ لگانے والے ماہرین ایک زبردست پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں تا کہ زلزلہ کی پیش گوئی کرنے کے لئے پیشگی اطلاع دینے کا نظام تیار کیا جاسکے۔یہ کام بھارت کی قیادت میں کیا جا رہا ہے۔ یہ بات ارضیاتی سائنسیز کی وزارت کے سکریٹری ڈاکٹ شلیش نائیک نے کل شام کولکتہ میں زلزلہ کی تباہی سے نمٹنے سے متعلق ایک چوٹی میٹنگ میں کہی۔انہوں نے کہا کہ اگر یہ کوشش کامیاب ہو جاتی ہے اور زلزلہ کی پیشگی اطلاع کا نظام تیار کر لیا جاتا ہے تو ہم انسانی جانوں کی ہلاکتوں کو کافی حد تک کم کر سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ زلزلہ سے پہلے زمین کی سطح کے نیچے کچھ کیمیاوی تبدیلیاں اور سطح پر کچھ حرکات و سکنات پیش آتے ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اگر ان تبدیلیوں کا مطالعہ، ان کا مشاہدہ اور ان کا تجزیہ کرنے کے لئے پیمانے تیار کئے جاتے ہیں تو اس صورت میں زلزلہ کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔اس مقصد کے لئے ہندستان 2019 تک ایک سیارچہ چھوڑے گا جو سطح پر ہونے والی حرکات و سکنات کی تصویریں بھیجے گا۔ڈاکٹر شلیش نائیک نے مزید کہا کہ آنے والے سالوں میں ملک میں زلزلہ والے تمام علاقوں میں سینسرز اور دیگر آلات کے ساتھ نصب گھرے برمے لگائے جائیں گے تا کہ زلزلہ کی سطح کے نیچے کیمیکل اور فزیکل تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا جاسکے۔چوٹی میٹنگ میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہندستان کی 22 ریاستیں ایسی ہیں جہاں شدید معتدل اور کم شدت کے زلزلہ آتے ہیں۔ان میں شہری گھنی آبادی والے علاقے بھی شامل ہیں جہاں اونچی اونچی عمارتیں زلزلہ کی صورت میں حالات کو بدتر بنا سکتی ہیں۔گزشتہ ایک دہائی کے دوران ہندستان میں پانچ یا اس سے زیادہ کی شدت کے گیارہ زلزلہ محسوس کئے گئے۔ چوٹی میٹنگ میں سبھی شرکاء نے عمارت کے ڈھانچے کے کوڈس کے نفاذ کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ جاپان میں ایسی عمارتیں بنائی جاتی ہیں جن پر زلزلہ کا کم سے کم اثر ہو۔ انہوں نے کہا کہ زلزلوں کی وجہ انسانی جانوں کے نقصان کے علاوہ معیشت بھی مفلوج ہو جاتی ہے اور ریل، سڑک، پل، مواصلات، بجلی، نیٹ ورک کا بنیادی ڈھانچہ تباہ ہو جاتا ہے۔جسے دوبارہ بنانے میں کافی لاگت آتی ہے۔

ہندستان کی غیر ملکی تجارت

☆جون 2015 کے دوران ہندستان کی برآمدات 142341.88 کروڑ روپے مالیت کی رہی جو ڈالر کے اعتبار سے 15.82 فی صد کم تھی۔ درآمدات جون 2015 کے دوران 211484.61 کروڑ روپے رہی جو ڈالر کے اعتبار سے 13.40 فی صد کم تھی۔ جون 2015 کو دوران تیل کی درآمدات 8676.38 ملین ڈالر کے بقدر رہی جو گزشتہ سال اسی مدت کے دوران 34.97 فی صد سے کم تھی۔ پچھلے سال اسی مدت کے دوران 13342.79 ملین ڈالر کی تیل کی درآمد ہوئی تھی۔

اسکل انڈیا کا افتتاح، لوگو جاری

☆وزیر اعظم نریندر مودی نے نئی دہلی میں ہنرمندی کے فروغ کے قومی مشن کے موقع پر اسکل انڈیا کے لئے اپنی سوچ کی وضاحت کی۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نے غربت کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے اور وہ اسے جیت کر رہے گی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہر غریب اور محروم نوجوان اس جنگ میں ایک سپاہی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہندستان کے پاس اگلی دہائی میں چار سے پانچ کروڑ کی فاضل افرادی قوت ہوگی۔

وزیر اعظم نے اس نوجوان افرادی قوت کو ہنر مند بنانے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ وہ عالمی چیلنجوں سے نمٹ سکے۔ وزیر اعظم نے خبردار کیا کہ آبادی میں اضافہ ایک چیلنج بن جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بیسویں صدی میں ہندستان کے سب سے اہم تکنیکی ادارے آئی آئی ٹیز نے دنیا میں اپنا نام کمایا ہے اور اکیسویں صدی میں ہندستان کی آئی آئی ٹیز معیاری ہنرمند افرادی قوت تیار کرنے کے لئے دنیا بھر میں اپنی پہنچان بنالے گی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہندستان دنیا کا سب سے بڑا ہنرمند ورک فورس فراہم کرنے والا ملک بن سکتا ہے۔ اس کے لئے مسٹر نریندر مودی نے کہا کہ افرادی قوت کا خاکہ نہ صرف ہندستان میں بلکہ پوری دنیا میں تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم نے تربیت کے پروگراموں کو مسلسل جدید بنانے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اپرنٹیس شپ اور انٹرپرینورس کو فروغ دینے کے لئے کام کرے گی۔ وزیر اعظم نے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ مشن کے آغاز کے موقع پر اسکل لوگو جاری کیا اور ہنرمندی کے فروغ کے لئے نیشنل پالیسی جاری کی۔ انہوں نے پردھان منتری کوشل یوجنا اور اسکل لون اسکیم کا آغاز کیا۔ وزیر اعظم نے ورلڈ اسکل اوشیانہ مقابلے کے چھ ہندستانی میڈل جیتنے والوں کو مبارک دی، اس موقع پر مرکزی وزرا مسٹر ارن جیٹلی، مسٹر منوہر پریکر، مسٹر پرتاپ روڈی، مسٹر سریش پربھو، مسٹر اننت کمار، مسٹر جے پی نڈا، مسٹر نریندر سنگھ تومر، مسٹر اننت گیتے، مسٹر پیوش گوئل اور مسٹر تھاور چند گہلوت موجود تھے۔

اسکل انڈیا پروگرام کے آغاز پر وزیر اعظم کی تقریر کا متن

☆ وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے مرکزی سرکار کے زبردست پروگرام اسکل انڈیا کے آغاز پر اپنی تقریب میں کہا " یہاں موجود سبھی معزز حضرات اس آڈیٹوریم کے باہر ٹیکنالوجی کے وسیلے سے جڑے ہوئے احباب اور میرے سبھی نوجوان دوستو:"" آج پوری دنیا نوجوانوں کی ہنرمندی کا عالمی دن منا رہی ہے، بھارت بھی اس موقع پر ایک اہم قدم اٹھا رہا ہے۔ اب سے کچھ عرصہ قبل پوری دنیا نے بین الاقوامی یوگا دوس منایا اور ہمارے ملک کے لوگوں کو تعجب ہوا کہ دنیا ہماری طرف بھی دیکھ رہی ہے؟ ہمیں کبھی یقین ہی نہیں تھا کہ دنیا کبھی ہماری طرف بھی فخر کے ساتھ دیکھے گی۔ بین الاقوامی یوگا دوس کے موقع پر ہم نے محسوس کیا کہ آج پوری دنیا ہندستان کے تئیں انتہاری عزت واحترام کے ساتھ دیکھتی ہے۔" " ہمارے یہاں تعلیم کے تعلق سے اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے جن میں کہا جاتا ہے کہ جتنے بچے شروع میں اسکول جاتے ہیں سیکنڈری کی سطح پر اس سے بھی کم اور کالج کی سطح کی تعلیم میں یہ گنتی اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور ٹاپر کی سطح تک تو بہت کم لوگ ہی پہنچ پاتے ہیں۔ یہ سب جاتے کہاں ہیں اور جو جاتے ہیں ان کا کیا ہوتا ہے؟ جو اوپر جاتے ہیں ان کی تو ہر طرح سے فکر کی جاتی ہے۔ ان کی بھی تو دیکھ بھال کی جانی چاہئے جو پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ہمارا یہ مشن ان ہی رہ جانے والے لوگوں کے لئے ہے۔ رہ جانے والے لوگ کون ہوتے ہیں؟ دولت مند یا امیر کنبے کا بچہ تو کبھی پیچھے نہیں رہتا، اس کو تو کچھ نہ کچھ وراثتی روایت سے مل جاتا ہے، جو پیچھے رہ جاتا ہے وہ غریب کا بچہ ہوتا ہے۔ ہم نے غریبی کے غلاف انتہائی منصوبہ بند طریقے سے جدوجہد شروع کی ہے اور ہمیں یہ جنگ جیتنی ہے۔ غریبی کے غلاف جنگ جیتنے کے لئے ہمیں غریبوں کی ہی فوج بنانی ہے۔ ہر غریب میرا فوجی ہے اور ہر غریب نوجوان میرا فوجی ہے۔ ان ہی کی طاقت سے ان ہی کے بل بوتے پر ہمیں غریبی کے خلاف ہمیں یہ جنگ جیتنی ہے۔"

" آج ملک کا کوئی بھی نوجوان ہاتھ پھیلا کر کچھ مانگنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ قابل رہن زندگی نہیں جینا چاہتا۔ وہ غیرت نفس کے ساتھ زندگی جینا چاہتا ہے۔ Skill، ہنرمندی اور طاقت سے جیب میں صرف پیسا آتا ہوا ایسا نہیں ہے۔ اس سے زندگی میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی میں ایک نئی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے اعتماد ہوتا ہے کہ دنیا میں میں کہیں بھی جاؤں میرے پاس یہ طاقت ہے میں اپنا پیٹ بھر لوں گا، میں بھیک نہیں مانگوں گا۔ اس کے اندر یہ طاقت ہنرمندی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے ہنرمندی کے فروغ کا یہ پروگرام صرف پیٹ بھرنے یا جیب بھرنے کا پروگرام نہیں ہے بلکہ یہ غریب کنبوں میں ایک نئی خود اعتمادی اور ملک میں ایک نئی توانائی پیدا کرنے کی کوشش ہے۔"

ہم اپنے ملک میں صدیوں سے سنتے آ رہے ہیں امیر کنبوں میں کیا بات ہوتی ہے وہ تو میں نہیں جانتا لیکن ہم جس سماجی زندگی سے آتے ہیں وہاں اکثر سنا کرتے تھے ہمارے کنبے میں ہمارے والد صاحب، ہمارے نوجوان دوستوں کے والد محترم یہی کہا کرتے تھے ارے بھئی کچھ کام سیکھو تاکہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔"

" ہمارے ملک میں متوسط زمرے، نچلے زمرے اور غریب کنبوں میں بڑی سادگی سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ بچہ 12 سے 15 سال کا ہوا تو ماں باپ یہی کہتے ہیں کہ ارے بھئی کچھ کام سیکھو تاکہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔ یہ بات جو ہمارے ہر گھر میں گونجتی ہے آخر سرکار کے کانوں تک کیوں نہیں پہنچ پاتی۔ ہم نے اس

آواز کو سنا ہے، اس درد کو محسوس کیا ہے جو سبھی والدین کے دل میں ہوتا ہے کہ بیٹا یا بیٹی کچھ کام سیکھ کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ ایک بار اولاد اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے تو غریب کنبے کے والدین کو لگتا ہے کہ چلیے زندگی مکمل ہو گئی، زندگی کامیاب ہو گئی۔ Skill مشن کے وسیلے سے ہماری کوشش ہے کہ ان سبھی خوابوں کو پورا کیا جائے۔ اس کے لئے ہم ایک منظّم طریقے سے بنیادی طور پر ریاستی سرکاروں کو اپنے ساتھ لیکر نئے سرے سے اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔"

" گزشتہ صدی میں ہم نے آئی آئی ٹی کے وسیلے سے نام پیدا کیا ہے۔ دنیا نے ہماری آئی آئی ٹی کو ایک اچھے ادارے کے طور پر قبول کیا ہے۔ ہمیں اس بات پر فخر تو ضرور ہے لیکن موجودہ صدی میں ہمیں آئی ٹی آئی کی ضرورت ہے۔ اگر پچھلی صدی میں آئی آئی ٹی نے دنیا میں نام کمایا تو ہمارا خواب ہے کہ موجودہ صدی میں ہماری آئی آئی ٹی کی چھوٹی چھوٹی اکائیاں دنیا بھر میں نام کمائیں، عزت کمائیں۔ دنیا کو جس Workforce کی ضرورت پڑنے والی ہے اس سلسلے میں یہ بات لکھ کے رکھ لی جائے کہ آنے والی دہائیوں میں دنیا کو سب سے زیادہ جس Workforce کی ضرورت ہوگی کیا ہم اس سے واقف ہیں؟ کیا ہم نے اس کی تیاری کی ہے۔ ابھی تو ہماری زیادہ سے زیادہ توجہ نرسنگ اسٹاف کی طرف ہی جا پاتی ہے۔ ہمارے جو لوگ نرسنگ اسٹاف کے طور پر جاتے ہیں وہ Message کا کام کرنے والے لوگ ہیں۔ خلیجی ملکوں میں جانے والے ہمارے لوگ اسی کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ ہمیں نہ صرف ہندستان، بلکہ پوری دنیا کو انسانی وسائل کی جو ضرورت پڑنے والی ہے اس کی نقشہ سازی کر کے ابھی سے تیاری کرنی چاہئے کہ آپ کو نرسنگ میں Para-medical کے شعبے کے افراد درکار ہیں۔ ہمارے ان پچیس تصدیق شدہ اداروں سے ہمارے نوجوانوں کو لے جایئے اور اپنا کام چلایئے۔ دنیا کی جو ضرورتیں ہیں جو ایک بہت بڑی Job Market ہے، ہمیں اس Job Market کا سائنسی طریقے سے مطالعہ کر کے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا چاہئے۔ آج ہمارے یہاں کیا حالت ہے، ہم میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن کو کبھی اس بات کا تجربہ ہوا ہوگا یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے کبھی نہ کبھی اپنے دوستوں سے کہا ہوگا "یار دیکھو تو تمہارے پاس کوئی اچھا ڈرائیور ہو تو میرے پاس بھیج دو میرے پاس ڈرائیور نہیں ہے" اب ہمیں اس سوال کا جواب ڈھونڈنا ہے کہ ہمارے ملک میں نوجوان ہیں، بے روزگار ہیں اور ہمارے دوست ڈرائیور کے بغیر پریشان ہیں۔ کیا ہم اس کا کوئی حل نہیں تلاش نہیں کر سکتے؟ آج ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے کہ ہمارے لوگ روایتی طریقے سے گاڑی صاف کرتے کرتے گیئر بدلنا سیکھ جاتے ہیں۔ اور اسٹیئرنگ پکڑ کر تو ہم کبھی جوکھم بھی اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھار ہماری گاڑی کا ڈرائیور کسی ادارے سے تربیت لیکر نہیں آتا جس کے نتیجے میں جوکھم بھی درپیش رہتا ہے۔ کیا ہم ان لوگوں کی تصدیق کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی نوجوان بغیر کسی ادارے میں گئے ہوئے اپنے طریقے سے کام سیکھتا ہے تو جو شخص اسے کام پر رکھتا ہے اسے تو کم سے کم اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کے پاس کوئی سرٹیفکیٹ ہے یا اسے آزمایا جا چکا ہے خواہ آپ اپنے آپ سیکھیں۔ آج بھلے ہی عمر 35، 40 برس کو پار کر چکی ہو لیکن اس سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ میرے پاس کوئی اتھاریٹی نہیں ہے کوئی Idendity نہیں ہے۔ سرکار اس کا انتظام کرنے جا رہی ہے کہ خواہ آپ نے اپنا کام روایتی طریقے سے ہی سیکھا ہو لیکن اگر آپ بنیادی اصولوں کی پابندی کرتے ہیں تو ہم آپ کو جو سرٹیفکیٹ دیں گے وہ کسی انجینئر سے کم نہیں ہوگا۔ اب یہ بڑی مشکل کی بات ہے سبروال صاحب بتا رہے تھے کہ سبھی یہ پوچھتے ہیں کہ ارے بھئی تجربہ کیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ پہلے کام تو دو پھر میں تجربہ کے بارے میں بتاؤں۔ پہلے مرغی یا پہلے انڈا یہی بحث جاری ہے۔ نوکری نہیں ہے اس لئے تجربہ نہیں۔ اور تجربہ نہیں تو نوکری نہیں۔ یہی سب چلتا رہتا ہے۔"

" آج ہماری ضرورت ہے کہ Entrepreneurship کو مضبوط کیا جائے۔ کبھی کبھی صنعتی دنیا کے لوگ بھی Entrepreneur سے ڈرتے ہیں۔ ان کو لگتا ہے کہ یار اگر اسے رکھ لیا جائے اور سرکار کا کوئی افسر آکر سروں کی گنتی کرے تو سمجھو زبردست مشکل پیدا ہو گئی۔ میرے کارخانے کو تالا لگ جائے گا۔ قانون کی گرفت بھی کچھ ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کو جگہ نہیں مل پاتی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو۔ جو لوگ Entrepreneurship کے لئے جانا چاہتے ہیں ان کو موقع ملے اور جو لوگ Apprenticeship کے لئے جانا چاہتے ہیں ان کو بھی موقع ملے۔ جب تک انہیں یہ موقع نہیں ملے گا انہیں یہ تجربہ کہاں سے ہو سکے گا۔ ہم سوچ رہیں ہیں کہ Apprenticeship کو کیسے بڑھاوا دیا جائے۔ ہم نے اس پورے مشن کو Skill تک ہی محدود نہیں رکھا اس کے ساتھ Entrepreneurship کو بھی جوڑ دیا ہے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اگر کوئی کچھ بن جائے تو جگہ جگہ نوکری تلاش کرتا رہے۔ ایک ڈرائیور بھی Entrepreneur بن سکتا ہے۔ وہ بھی کانٹریکٹ پر گاڑی لیکر Sub-contractor بن کر گاڑی چلا سکتا ہے۔ ہم اس کے اندر یہ ہنرمندی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب تک آپ Value Addition نہیں کرتے اس وقت تک آپ کچھ نہیں کر پاتے۔ فرض کیجئے آپ کو ڈرائیونگ آتی ہے اور آپ اپنے آجر کہ صاحب مجھے کمپیوٹر کی ٹائپنگ بھی آتی ہے تو وہ فوراً کہیں گے کہ اچھا اچھا بھائی یہ بھی آتا ہے تو چلو جب ڈرائیونگ کا کام پورا ہو جائے تو کمپیوٹر کرتے رہنا اس لئے ایکسٹرا کوالیٹی سے ویلیو بڑھ جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسکل میں ملٹیپل ایکٹیویٹی کی طاقت ہو۔ بہت پہلے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ایک نوجوان پلمبر تھا اسے پلمبر کا کام ملتا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو دھیرے دھیرے یوگا ٹریز کے طور پر تیار کیا اور مزے کی بات ہے کہ اب وہ صبح ایک دو گھنٹے یوگا ٹریز کے طور پر کام کر کے زیادہ کما لیتا تھا جبکہ پلمبر کے کام سے اسے کم آمدنی ہوتی تھی۔ لیکن اب یوگا ٹریز کے ساتھ پلمبر بھی جڑ گیا۔ تو جہاں وہ یوگا ٹریز کا کام کرتا ہے وہیں لوگ اس سے کہے کہ یار دیکھو وہاں پلمبر کی ضرورت ہے وہاں چلے جاؤ۔ یہ دونوں ہنر ایسے ہیں جن کے لئے کسی کالج کی ڈگری کی ضرورت نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری ان باتوں پر بھروسہ کریں۔ مستقبل میں دنیا کو کروڑوں کی تعداد میں Workforce کی ضرورت ہوگی۔ اگلی دہائی میں ہمارے پاس پانچ کروڑ کے قریب

لوگ فالتو ہوں گے ان کی Workforce ہمارے پاس ہوگی اگر ہم اس عدم مطابقت کو دور کر لیتے ہیں تو ہم ضرورت کے مطابق اپنے نوجوانوں کو تیار کریں گے اور انہیں روزگار کے مواقع حاصل ہوں گے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی علاقے میں کیمیکل کی انڈسٹری کام کر رہی ہے لیکن وہاں پڑھائی آٹو موبائل کی ہوتی ہے اور پڑھنے والوں کو وہاں جاب نہیں مل پاتا۔ ہمیں اس بات کی بڑھے پیمانے پر نقشہ سازی یا Mapping کرنی ہوگی کہ کہاں کیا کام ہوا ہے اور کس علاقے میں ہمارے پاس کیا صلاحیتیں دستیاب ہیں۔ وہاں کس طرح کی ضرورتیں ہیں۔ ہم اسی طرح کی Human Resource Tranning کریں گے تا کہ نوجوان کو نوجوان کو Walk to Work کے لئے تیار کیا جاسکے۔ اس کے اپنے گھر کے قریب ہی کام کاج مل جائے تو اس پر زیادہ اقتصادی بوجھ نہیں پڑے گا۔ بصورتِ دیگر ہمارا نوجوان جو کام سیکھتا ہے اسے سوکلو میٹر تک کے فاصلے پر وہ کام نہیں مل پاتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں گجرات میں کام کرتا تھا تو میں نے دیکھا کہ آٹو موبائل میں جو چیزیں پڑھائی جاتی تھیں جن کی گاڑیاں بازاروں میں تھی ہی نہیں۔ خیر بعد میں تو سب کورس بدل دئے گئے جو ٹریز تھے ان کی بھی ٹریننگ کی گئی۔ کافی کچھ بدلاؤ لانے پڑے لیکن شاید آج بھی کہیں کہیں ایسا ہوتا ہو اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے سبھی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کو Dynamic بنایا جائے۔ پرانے زمانے کے Cock کو آج اوون چلانا نہیں آتا تو گھر میں وہ Cock کام نہیں کرے گا۔ اسے اوون کا کام بھی آنا چاہئے۔ ہر چیز کے لئے Additional Tranning کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے Dynamics بہت ضروری ہے۔ صدیوں پہلے ہماری خصوصیات کو کس قدر تسلیم کیا جاتا تھا۔ ہماری ہنرمندی کی طاقت کو مانا جاتا تھا، ہمیں پھر سے اسے ایک بار Regain کرنا ہے۔ اگر آج چین نے دنیا کی Manufacturing Factory کی حیثیت حاصل کر لی ہے تو ہندستان کو بھی Required Human Resource کے Capital کی حیثیت حاصل ہو سکتی ہے۔ ہمیں اپنے پاس موجود طاقت پر زور دینا ہے۔ ہم اپنی طاقت پر جس قدر زور دیں گے اتنی ہی چیزیں حاصل کر پائیں گے۔ اسی لئے ہماری کوشش ہے کہ میپنگ کر کے ہیومن ریسورس کی Requirement کے مطابق ٹریننگ دی جائے۔ آج ہمارے ملک میں Trained ڈرائیوروں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ ملک کو جس قدر تربیت یافتہ ڈرائیور چاہیں اس کے لئے جس طرح کی پرفیکٹ ٹریننگ اور جو جدید نظام درکار ہے وہ دستیاب نہیں ہے۔ پھر تو وہ ڈرائیور چلتے چلتے سیکھتا رہتا ہے، مطلب یہ کہ بے روزگاری کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اگر ہم روزگار اور ترقی کے ماڈل کو ذہن میں رکھتے ہوئے Human Resource Development کے Design تیار کریں، اگر ان تینوں چیزوں کو جوڑ نے کر کوشش کریں تو کام زیادہ دشوار گزار نہیں ہوگا۔"

" کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دنیا کے کچھ ٹریننگ Institutes کو یہ علم نہیں ہوتا کہ دنیا کس طرح سے بدل رہی ہے وہ اپنے پرانے ڈھرّے پر چلتے رہتے ہیں۔ یہاں روزگار دینے والے بھی بیٹھے ہیں اور روزگار لینے والے بھی موجود ہیں اور نوجوانوں کو روزگاری کے لائق بنانے والے بھی موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان ساری چیزوں کے لئے پالیسی کا تعین کرنے والے بھی موجود ہیں اس آڈی ٹوریم میں سبھی طرح کے لوگ ہیں۔ کیوں؟ ہمیں صنعتی دنیا کے لوگوں کے ساتھ ہمارے Technical World کے ساتھ بیٹھنے کی آدت ڈالنی ہوگی۔ ان سے پوچھنا پڑے گا کہ کیا لگتا ہے کہ آپ کو اگلے دس برسوں میں کس طرح کی چیزوں کا اندازہ ہے؟ یہ چیزیں ہمارے Trainning Institutions کو علیحدہ سے تیار کرنی ہوں گی تا کہ وہاں سے تربیت مکمل کر کے نکلنے والے لوگ اگر نئی ٹیکنالوجی سیکھ جائیں تو انہیں فوراً ملازمت مل جائے۔ ہمیں Futuristic Vision کے ساتھ سوچنا ہوگا کہ ہمارا ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ اسی کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہو جائے تو میرا ماننا ہے کہ بے روزگاری کی کوئی وجہ نہیں۔ میں یہاں گجرات کے لوگوں کی مثال دے رہا ہوں، گجرات کے لوگ فوج میں بہت کم جاتے ہیں۔ ان کا ڈیولپمنٹ ہی الگ ہے لیکن اب ہم سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ ہمارے لوگ بھی فوج میں جائیں۔ میں نے پوچھ گچھ کی تو جواب ملا کہ گجرات کے لوگ Physical Exercise اور Exam میں فیل ہو جاتے ہیں۔ میں نے Army کے کچھ ریٹائرڈ افسروں کو بلایا ان سے کہا کہ ہمارے قبائلی علاقوں کے نوجوانوں کو تربیت دو کہ وہ کس طرح Exam پاس کر سکتے ہیں۔ انہوں نے ٹریننگ کیمپ لگانے شروع کئے تو بعد میں ایسا ہوا کہ ہمارے لوگ 35، 40 فیصد تک فوج میں جانے لگے۔ میں نے بہت پہلے ہی سبروال جی کو اپنے یہاں تقریر کرنے کے لئے بلایا تھا۔ جب میں نے سنا کہ وہ جاب مارکیٹ میں کافی کام کر رہے ہیں تو میں نے کہا کہ بھائی بتاؤ آپ کے خیالات کیا کیا ہیں۔"

" ایک بار میں ایک قبائلی علاقے میں گیا تو وہاں مجھے ایک گلدستہ دیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس گلدستہ کے ہر پھول پر میری تصویر تھی۔ میرے لئے یہ انتہائی حیرت ناک بات تھی۔ میرا خیال تھا کہ ان پتیوں پر میری تصویر چسپاں کی گئی ہوگی، لیکن درحقیقت ایسا نہیں تھا۔ میں نے انہیں بلا کر پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ گلاب کی پتیوں پر لیزر ٹیکنیک سے آپ کی فوٹو چھاپی گئی ہے۔ اب آپ سوچئے کہ ایک قبائلی علاقے کی بچی کو بھی یہ سمجھ ہے کہ ٹیکنالوجی کو بھی کیسے استعمال کیا جاتا ہے مطلب یہ کہ ورک ڈائیمکس بدل رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی یہ چلائے نہ کہ ایک گھنٹے کا ٹریننگ بورڈ لگا کر بیٹھ جائے، اس میں کوئی بتائے کہ موبائل فون کا استعمال کیسے کیا جائے۔ صاحب لوگ اس کے لئے لائن میں لگ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ نیا ماڈل کون سا آیا ہے لیکن ان کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گرین یا ریڈ بٹن کے علاوہ کوئی استعمال نہیں ہوتا۔ جہاں لوگ سیکھنے کے لئے جائیں گے وہیں لوگ اپنے علم کو استعمال بھی کریں گے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ بات واضح کرنی ہے کہ ہمیں ہنرمندی کے ساتھ ساتھ زندگی جینے کی اہلیت، ہنرمندی کے ساتھ روزگار کے مواقع، ہنرمندی کے ساتھ دنیا میں بھارت کا ڈنکا بجانے کی کوشش چاہئے۔"

☆☆☆

قلم حضرات سے گزارش ہے کہ وہ یوجنا کے معیار کے مطابق مضامین ارسال کریں۔

——— ادارہ

اسکل انڈیا پہل

حکومت ہند نے 15 جولائی 2015 کو نوجوانوں کی ہنرمندی کے پہلے عالمی دن کے موقع پر اسکل انڈیا کا آغاز کیا۔

نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ مشن: وزیراعظم نے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ مشن کا بھی آغاز کیا۔اس مشن کا مقصد، ایک سرے کو دوسرے سے جوڑ کر، نتائج دینے والے فریم ورک کے نفاذ کے ذریعہ، ہندوستان میں اسکل ڈیولپمنٹ کی کوششوں کو تیز کرنا، جو خاطر خواہ تربیت یافتہ افرادی قوت کے لئے آجرین کی ضرورت کے ساتھ ساتھ پائیدار ذریعہ معاش کے لئے ہندوستانی شہریوں کی امنگوں سے ہم آہنگ ہو۔

مشن کے اہداف: اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے ایک سرے کو دوسرے سرے سے جوڑنے والا قابل نفاذ فریم ورک تیار کرنا، جو زندگی بھر سیکھنے کے مواقع فراہم کرتا رہے۔ اس میں اسکولی نصاب میں اسکل کو شامل کرنا، میعاری مختصر مدتی اور طویل مدتی اسکل ٹریننگ کے مواقع فراہم کرنا شامل ہے۔

☆ پائیدار ذریعہ معاش کے لئے نتیجہ خیز ٹریننگ فریم ورک قائم کرکے ایمپلائر /انڈسٹری کی مانگ اور ورک فورس پیداواریت کو ٹرینی کی امنگوں سے ہم آہنگ کرنا۔☆ ہنرمندی کے لئے ایک ٹھوس میعاری ایشورینس فریم ورک ، جو تمام وزارتوں، ریاستوں اور پرائیوٹ ٹریننگ فراہم کرنے والوں پر نافذ العمل ہوگا، قائم کرکے ملک میں اسکل ٹریننگ کے لئے قومی اور بین الاقوامی قابل قبول میعار قائم اور نافذ کرنا۔☆ اہم غیر منظّم شعبوں (مثلاً کنسٹرکشن سیکٹر، جہاں اسکل ٹریننگ کے بہت کم مواقع ہیں) میں اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے صلاحیت سازی اور ان نشان زد سیکٹروں میں ری اسکلنگ اور اپ اسکلنگ ورکروں کے لئے راستے فراہم کرنا تاکہ انہیں روزگار کے رسمی سیکٹر میں منتقل کیا جاسکے۔☆ طویل مدتی اسکلنگ کے لئے خاطر خواہ ، اعلی میعاری متبادل کو یقینی بنانا، جو بین الاقوامی میعار کے مطابق ہوں۔☆ اعلی میعاری ٹیچر ٹریننگ ادارے قائم کرکے اسکل ڈیولپمنٹ ایکو سسٹم میں میعاری انسٹرکٹروں ، تربیت دینے والوں کا ایک نیٹ ورک قائم کرنا۔☆ اسکل ٹریننگ اور صلاحیت سازی کی کوششوں میں سرکاری انفرااسٹرکچر اور انڈسٹری کی موجودہ سہولیات سے استفادہ کرنا۔☆ عالمی ملازمت کی ضرورتوں اور بین الاقوامی میعارات کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی پروگراموں کے ذریعہ غیر ملکوں میں ملازمت کے لئے تیار کرنا۔☆ کریڈٹ ٹرانسفر سسٹم کے ذریعہ ووکیشنل ٹریننگ سسٹم اور روایتی تعلیمی نظام کے درمیان تبدیلی کے لئے راستے تیار کرنا۔☆ تمام مرکزی وزارتوں، محکموں ، ریاستوں ، نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے درمیان اسکل ڈیولپمنٹ کی کوششوں کو مربوط کرنا۔☆ نوجوانوں میں اسکل کی خوبیوں کی تشہیر کرنا اور سماجی بیداری کے ذریعہ اسکل ٹریننگ کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔☆ ایل آئی ایم ایس ایک طرف ملک بھر میں اسکلنگ پہل کے سلسلے میں اہم اطلاعات تمام شہریوں کو فراہم کرے گا۔ دوسری طرف یہ تمام ہندوستانی ریاستوں میں چلائے جا رہے موجودہ اسکل ڈیولپمنٹ پروگراموں کی کارکردگی پر نگاہ رکھنے کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرے گا۔

قومی پالیسی برائے اسکل ڈیولپمنٹ اورانٹر پرینیورشپ 2015

وزیراعظم نے قومی پالیسی برائے اسکل ڈیولپمنٹ اور انٹر پرینیورشپ 2015 کا بھی باضابطہ افتتاح کیا۔اس پالیسی کا مقصد ''ہنرمندی کے ذریعہ بااختیار بنانے کے ایک ایکو سسٹم تیار کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر، اعلی میعار کے ساتھ اور اختراعات پر مبنی انٹر پرینیورشپ کے کلچر کو فروغ دینا، جو دولت اور روزگار پیدا کرسکے، تاکہ ملک میں تمام شہریوں کے لئے پائیدار ذریعہ معاش کو یقینی بنایا جاسکے۔'' مشن ملک بھر میں ہنرمندی کے لئے مانگ پیدا کرے گا، ضروری صلاحیتوں کے ساتھ ہنرمندی کو درست اور مربوط کرے گا، ہنرمند انسانی وسائل کی سپلائی کو سیکٹورل مانگ کے ساتھ مربوط کرے گا ، عالمی اور قومی میعار کے ساتھ تصدیق کرے گا اور ایک ایسا ایکو سسٹم تیار کرے گا جس میں تعمیری اور اختراعی انٹر پرینیورشپ پروان چڑھے گا، برقرار رہے گا اور مزید ترقی کرے گا۔

پالیسی کا بنیادی مقصد افراد کو اس کی مکمل صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ، تاحیات سیکھنے کے عمل کے ذریعہ بااختیار بنانا ہے۔ جب افراد آگے بڑھیں گے تو اس سے سماج اور ملک کو بھی فائدہ ہوگا۔انٹر پرینیورشپ فریم ورک کا بنیادی مقصد ملک بھر میں انٹر پرینیورشپ کی ترقی کے لئے لازمی عناصر کو مربوط اور مستحکم کرنا ہے۔اس میں درج ذیل شامل ہوں گے۔☆ انٹر پرینیورشپ کلچر کو فروغ دینا اور اسے امنگوں کے مطابق بنانا ☆ ایک ممکن کیریئر کے طور پر انٹر پرینیورشپ کی حوصلہ افزائی کرنا۔☆ ممکنہ انٹر پرینیورس کی رہنمائی اور نیٹ ورک کے ذریعہ مدد کرنا۔☆ روایتی تعلیمی نظام میں انٹر پرینیورشپ تعلیم کو شامل کرنا۔☆ اختراعات پر مبنی اور سماجی انٹر پرینیورشپ کو مضبوط کرنا تاکہ سب سے نچلی سطح پر بھی لوگوں کی مدد کی جاسکے۔☆ انٹری اور ایگزٹ رکاوٹوں کو کم کرکے بزنس کرنے میں آسانی کو یقینی بنانا۔☆ کریڈٹ اور مارکیٹ لنکیج کے ذریعہ مالیات تک رسائی میں مدد کرنا۔☆ خواتین کے اندر انٹر پرینیورشپ کو فروغ دینا ☆ سماج کے محروم طبقات بشمول ایس سی، ایس ٹی، اوبی سی ، اقلیتیں ، معذور افراد کی سماجی اور جغرافیائی مخصوص ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے انٹر پرینیوریل سپلائی کی بنیاد کو وسیع کرنا۔

باقی کورIII پر

YOJANA (URDU)
Price 10/=

RNI NO.27032/81
August 2015
Annual SubScription rS 100/=

VOL. 35 NO. 5
No. Page 56

اسکل انڈیا کی لانچنگ کے موقع پر وزیراعظم نریندر مودی اور ہنر مندی کے فروغ اور کاروباری سرگرمیوں کے محکمے کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب راجیو پرتاپ روڈی

زیر نظر تصویر میں ڈیجیٹل انڈیا ویک کے موقع موبائل لانچنگ تقریب میں وزیراعظم نریندر مودی، وزیر خزانہ ارن جیٹلی اور وزیر مواصلات روی شنکر پرساد

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout***, Additional Director General & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Government of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi and published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* *Irshad Ali*